اَلْمُنْطِقُ لِمَنْ لَّا يَنْطِقُ فِیْ تَحْقِیْقِ قَوَاعِدِ الْمَنْطِقِ

المعروف

القواعد المنطقية

مع

الدقائق الچشتية
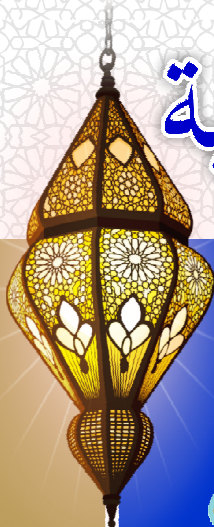
مؤلف

سلطان العلماء شیخ الاسلام شمشیر اعلیحضرت امام الغیرت

حضرت علامہ مولانا مفتی فضل احمد چشتی سنی حنفی قادری رضوی

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب .... اَلْمُنْطِقُ لِمَنْ لَّا یَنْطِقُ فِیْ تَحْقِیْقِ قَوَاعِدِ الْمَنْطِقِ
المعروف بالقواعد المنطقیہ مع الدرا ئو الحشیۃ

مؤلف .... فضیلۃ الشیخ حضرت علامہ مفتی فضل احمد چشتی لاہوری

نظر ثانی .... مفتی نذیر احمد چشتی (0308-2722429)

طباعت اوّل .... جولائی 2021ء

اجمالی فہرست

تفصیلی فہرست

کلمہ تقدیم

بعد حمد وثناء ودرود وسلام

گذارش ہے کہ اگر چہ درس نظامی کی بعض کتب کو دوران طالب علمی محض نظر سے گذارا تھا لیکن بعون اللہ تعالیٰ اپنے ولی نعمت، شیخ طریقت ،حضور سید نا خواجہ محمد شفیع چشتی مہروی مدظلہ العالی کی نظر عنایت اور آپ کی شب و روز کی دعاؤں اور والدہ محترمہ مرحومہ مغفورہ کی مسلسل درد دل بھری آہوں فریادوں کی برکت سے اور استاد مکرم، ملک المدرسین ،امام الفنون عطا محمد بندیالوی رحمہ اللہ تعالی کی طرف سے تمام کتب درسیہ میں اذن عام و اجازت عامہ کے نور سے فنون کو سمجھنے اور ان کی روح تک رسائی حاصل کرنے کا قدرے شَرف حاصل ہوا جس کی بناء پر فنون اور مختلف مسائل میں تحقیقی قلم اٹھانے کی جسارت کر دی اور تحریروں کا سلسلہ شروع کر دیا اور ان تحقیقی تحریروں میں ایک **تحریر القواعد المنطقیہ مع الدقائق الچشتیہ** ہے اس کے متعلق کچھ بتانے کی بجائے بندہ آپ کو بغور مطالعہ کی دعوت دیتا ہے پڑھنے کے بعد آپ نے بتانا ہے اگر غلطی ہو تو متنبہ کریں اور اگر پسند آئے تو دعاؤں سے نوازنا یہ آپ کے لئے بھی جزائے جمیل کا سبب ہے ان شاء اللّٰہ تعالی

آخر میں بندہ ناچیز معاونین: مولانا مفتی محمد نذیر احمد صاحب چشتی اور مولانا محمد شعیب چشتی ملتانی اور مولانا محمد عمر ہاشمی لاہوری اور مولانا محمد عُثمان حیدر فیصل آبادی کے لئے خصوصی دعا گو ہوں

قطرئے آوردہ ام پیش صدف
گر قبول افتدزہے عزو شرف

خصوصی اعلان

اس کے بعد ان شاء اللہ العزیز عنقریب ایک اور شاہ کار پیش خدمت ہوگا جس کا نام ہے

المنطق الروحانی فی نقض المنطق الیونانی

فضل احمد چشتی مہروی لاہوری

جمعۃ المبارک 15 ذیقعدہ 1442ھ

مطابق 25-11-2021

علم منطق

مقدمہ اُولیٰ چشتیہ

علوم دو قسم پر ہیں:

(۱) عقلیہ (۲) نقلیہ

(۱) عقلیہ: وہ علوم ہوتے ہیں کہ جو بذریعۂ عقل وجود میں آئیں۔

(۲) نقلیہ: وہ علوم ہوتے ہیں کہ جو بذریعۂ نقل وروایت وجود میں آئیں۔

سوال: علم منطق کن علوم میں سے ہے۔

جواب: علوم عقلیہ میں سے ہے۔

منطق کا لغوی معنیٰ: اگر اسم ظرف کا صیغہ بنائیں تو معنی ہوگا بولنے کی جگہ اور اگر مصدر میمی بنائیں تو معنی ہوگا بولنا۔

منطق کا مدوِّن اوّل: أَرِسطُو (أَرِسْطُوطَالِيس، أرسطاطاليس۔المتوفیٰ: 384 قبل میلاد المسیح ہے اور یہ یونان کا فلسفی تھا

مقاصد منطق: کسی شے کی تعریف کرنے یا حقیقت بیان کرنے کا طریقہ جاننا یا دعویٰ کی دلیل بنانے کا طریقہ جاننا۔

منطق قدیم کی تقسیم وتحلیل

أَرِسطُو نے ابتداءً اپنی منطق کو چھ حصوں میں لکھا تھا پھر دو حصے اُن پر زیادہ کیئے ایک حصہ خطابت کا اور دوسرا شعر کا اس طرح ارسطو کی منطق کے کُل آٹھ حصے بن گئے پھر اُس کے بعد فلوطن کے شاگرد فرفوریوس صوری (233-305 میلادی) نے اُس کا ایک مقدمہ لکھا جس کو مدخل یا ایساغوجی کا نام دیا اُس کے بعد منطق کے نو حصے بن گئے ارسطو

نے اپنی منطق کا نام ارغنون رکھا تھا اور اُس کے ہر حصے کا یونانی زبان میں علیحدہ نام منتخب کیا تھا

ذیل میں **مدخل** اور **ارغنون** کے حصوں کا بالترتیب تعارف ہے

(۱) ایساغوجی (اس حصے میں الفاظ ،کلیاتِ خمس ،تعریفات کا بیان تھا)

(۲) قاطیغوریاس (اُس حصے میں مقولاتِ عشر کا بیان تھا)

(۳) باری ارمینیاس (اس حصے میں اقوالِ جازمہ یعنی قضایا،تصدیقات کا بیان تھا)

(۴) انولوطیقاء اول (اس حصے میں قیاس کا بیان تھا)

(۵) انولوطیقاء دوم (اس حصے میں برہان اور حدود ثلاثہ کا بیان تھا)

(۶) طوبیقا (اس حصے میں جدل کا بیان تھا)

(۷) سوفسطیقا (اس حصے میں مغالطہ کا بیان تھا)

(۸) ریطوریقا (اس حصے میں خطابت کا بیان تھا)

(۹) بیطوریقا (اس حصے میں شعر کا بیان تھا)

مروجہ منطق کی تقسیم وتحلیل

مروجہ منطق کے دو مقدمے ہیں ۔

پہلے مقدمے میں تعریف ،غرض وموضوع بیان کیا جاتا ہے ۔

دوسرے مقدمے میں الفاظ کی بحث ہوتی ہے ۔

پھر مقاصد منطق کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے

(۱) تصورات **(۲) تصدیقات**

پھر تصورات کو دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں ۔

(۱) مبادئ تصورات: اس کو موصل بعید الی المجهول التصوری بھی کہتے ہیں ۔

یعنی کلیات خمسہ:

(۱) نوع (۲) جنس

(۳) فصل (۴) خاصہ

(۵) عرض عام

(۲) مقاصد تصورات: اس کو موصل قریب الی المجھول التصوری بھی کہتے ہیں۔

یعنی مُعَرِّف، قول شارح، تعریف، حد، رسم۔

پھر تصدیقات کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

(۱) مبادیٔ تصدیقات: اس کو موصل بعید الی المجھول التصدیقی کہتے ہیں یہ قضایا اور اس کے احکام ہیں یعنی عکس قضیہ، نقیض قضیہ

(۲) مقاصد تصدیقات: اس کو موصل قریب الی المجھول التصدیقی کہا جاتا ہے۔

یہ تین چیزیں ہیں: **(۱) قیاس (۲) استقراء (۳) تمثیل**

منطق کے مقدمے سے پہلے علم کی بحث منطق کی غرض و غایت کو ثابت کرنے کے لئے ہوتی ہے۔

حصول وحضور کے اعتبار سے علم کی تقسیم

علم حادث دو قسم ہے: (۱) حصولی (۲) حضوری

علم حصولی کی تعریف: الصورۃ الحاصلۃ عند العقل

علم حضوری کی تعریف: شے کا ایسا انکشاف جو اس کے مدرِک کے پاس حاضر ہونے سے حاصل ہو جیسے ہر شخص کو اپنی ذات کا علم۔

تنبیہ: اللہ تعالیٰ کا علم قدیم ہے یعنی بے ابتدا ہے بے انتہا ہے اس کو حصولی

حضوری نہیں کہہ سکتے کیونکہ جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات نامعلوم الحقیقت ہے اسی طرح اس کی صفات بھی نامعلوم الحقیقت ہیں۔

تنبیہ نبیہ: علم حادث اور معلوم میں فرق۔

ان دونوں میں اعتباری فرق ہے ذاتی فرق نہیں شے کی صورت ذہن میں حاصل ہونے سے پہلے معلوم ہے اور ذہن میں حاصل ہونے کے بعد علم ہے تو وہی صورت علم ہے اور وہی صورت معلوم ہے۔

علم حادث حصولی

تین معنوں کے لئے آتا ہے۔

(۱) شے کی صورت جو عقل میں حاصل ہو۔

اس کی عربی تعریف: الصورۃ الحاصلۃ عند العقل او حصول صورۃ الشی عند العقل اس کو علم بالمعنی اعم الاعم کہتے ہیں۔

(۲) بمعنی طمانینت نفس: یعنی (روح کا سکون کرنا یعنی جانب مخالف کی طرف توجہ نہ کرنا) اس کو علم بالمعنی الاعم کہتے ہیں۔

اور کبھی اِس کی تعریف یوں کرتے ہیں جانب مخالف ممکن تو ہو لیکن موجود نہ ہو یا کہیں اِس کی جانب مخالف کا احتمال ناشی عن دلیل نہ ہو بلکہ احتمال غیر ناشی عن دلیل ہو اور اِس کو قطع بالمعنیٰ الاعم اور یقین بالمعنیٰ الاعم کہتے ہیں

(۳) اعتقاد جازم ثابت مطابق للواقع: اس کو علم بالمعنی الاخص کہتے ہیں۔

اور کبھی اِس کی یوں تعریف کرتے ہیں جس کی جانب مخالف ممکن ہی نہ ہو یعنی اُس کا بالکل احتمال نہ ہو نہ ناشی عن دلیل نہ ناشی عن غیر دلیل اس کو قطع بالمعنیٰ الاخص اور یقین بالمعنیٰ الاخص کہتے ہیں اور لفظ علم شریعت اور علماء شریعت کے ہاں زیادہ تر اِسی

معنیٰ میں استعمال ہوتا ہے۔

فائدہ: ظن کبھی یقین کے معنی میں استعمال ہوتا ہے جیسے اَلَّذِینَ یَظُنُّونَ اَنَّهُمْ مُلَاقُوا رَبِّهِمْ (سورۃ البقرۃ46)

اور کبھی شک کے معنیٰ میں لہٰذا یہ اضداد میں سے ہے جس طرح کے رجاء امن اور خوف کے معنی میں آتا ہے اور ظن عند الفقہاء شک کے قبیلہ سے ہے کیونکہ اُن کے نزدیک ظن کا مطلب شئے کے وجود و عدم کے درمیان تردد ہے (کلیات ابو البقاء)

فائدہ: مقام اشتباہ میں شرعاً ظن پر عمل کرنا صحیح ہے جیسے **تحری**

فائدہ: کبھی ظن پر عمل واجب ہو جاتا ہے جیسے اعمال کے باب میں جب کوئی دلیل قطعی نہ ہو

فائدہ: ظنون قوت وضعف کے اعتبار سے مختلف ہوتے رہتے ہیں لہٰذا ظن کلی مشکک ہے

فائدہ: نحویوں کے جملہ اور منطقیوں کے قضیہ میں فرق یہ ہے کہ نحویوں کے نزدیک جملہ خبریہ انشائیہ دونوں ہوتا ہے اور منطقیوں کے نزدیک قضیہ خبریہ ہوتا ہے انشائیہ نہیں۔

علم کا پہلا معنی اور تصور ادراک دریافت یہ آپس میں مترادف ہیں۔

فائدہ: مفرد چار چیزوں کے مقابلے میں بولا جاتا ہے۔

(۱) مفرد مرکب کے مقابلے میں

(۲) مفرد تثنیہ جمع کے مقابلے میں

(۳) مفرد جملہ شبہ جملہ کے مقابلے میں

(۴) مفرد مضاف مشابہ مضاف کے مقابلے میں۔

شیٔ مفرد کا تصور چار قسم پر ہے:

(۱)احساس (۲)تخیل (۳)توہم (۴)تعقل

جزئی مادی محسوس باحضور مادہ کے علم کو احساس کہتے ہیں۔

جزئی مادی محسوس بلا حضور مادہ کے علم کو تخیل کہتے ہیں۔

جزئی مادی غیر محسوس کے علم کو توہم کہتے ہیں۔

جزئی غیر مادی یا کلی کے علم کو تعقل کہتے ہیں۔

مادی اس کو کہتے ہیں جس کی مختلف صورتیں بنتی ہیں جیسے عناصر اربعہ۔

محسوس وہ ہے جو حواسِ خمسہ کے ذریعے معلوم ہو۔

حواسِ خمسہ:

(۱)قوتِ سامعہ (۲)قوتِ باصرہ

(۳)قوتِ ذائقہ (۴)قوتِ شامہ

(۵)قوتِ لامسہ

مدرک کے متعلق اختلاف علماء: علم کس سے حاصل ہوتا ہے عقل سے یا روح سے یا حواس سے حق یہ ہے کہ علم روح سے حاصل ہوتا ہے اور روح ہی مدرک ہے اور عقل اور حواس اس کے آلات ہیں جیسا کہ نبراس شرح شرح العقائد کے شروع میں ہے

سائنس: اس علم کو کہتے ہیں جو بذریعہ حواس یا تجربہ کے حاصل ہو۔

فلسفہ: اس علم کو کہتے ہیں جو محض عقل کے ذریعہ حاصل ہو۔

دین: وہ علم ہے جو بذریعہ وحی کے حاصل ہو۔

لہٰذا سائنس دان محسوسات تک محدود ہوتے ہیں اور فلاسفہ عقل تک محدود ہوتے ہیں اور انبیاء اور اولیاء روحانیت تک رسائی رکھتے ہیں۔

لہٰذا جو سائنس دان اور فلاسفہ ہوتے ہیں وہ دین کے منکر ہوتے ہیں۔

تصور تین قسم پر ہے:

(۱) تصور مع الحکم (۲) تصور بلاحکم (۳) مطلق تصور

(۱) تصور مع الحکم: اس کو تصور مقید بھی کہتے ہیں جو نسبت تامہ خبریہ کے ساتھ حاصل ہو جیسے تصدیق کی نو قسمیں

(۲) تصور بلاحکم: اس کو تصور مطلق بھی کہتے ہیں یا تصور ساذج، تصور محض، تصور منفرد بھی کہتے ہیں جو نسبت تامہ خبریہ کے بغیر حاصل ہو۔

(۳) مطلق تصور: جو مع الحکم اور بلاحکم دونوں کی قید سے خالی ہو اور یہ تصور و تصدیق دونوں کو شامل ہے پھر تصور و تصدیق ان میں سے ہر ایک کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) بدیہی: اس کو ضروری بھی کہتے ہیں۔

(۲) نظری: اس کو کسبی بھی کہتے ہیں۔

(۱) تصدیق بدیہی ضروری: جو کسی نظر و فکر کے بغیر حاصل ہو جیسے الکل اعظم من الجزء

(۲) تصور نظری کسبی: جو کسی نظر و فکر کے ساتھ حاصل ہو جیسے فرشتہ کا تصور، جن کا تصور۔

فرشتہ کی تعریف: هو جسم نوری یتشکل باشکال مختلفة لایذکّر ولایؤنّث۔

سوال: جو نہ مرد ہو نہ عورت اس کو تو خنثیٰ کہتے ہیں اور فرشتوں کو خنثیٰ کہنا یہ توہین ہے۔

جواب: خنثیٰ ہونا یہ تو انسان و حیوان کی صفت سے ہے اور فرشتے اس سے

پاک ہیں۔

جن کی تعریف: **ھو جسم ناری یتشکل باشکال مختلفة یذکر ویؤنث۔**

فائدہ: جن سنی بھی ہوتے ہیں وہابی بھی دیوبندی بھی مرزائی بھی اور شیعہ بھی ہوتے ہیں اور فرشتے صرف سنی ہوتے ہیں اور اس پر دلیل یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا فرشتوں کو کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب فرشتوں نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے کیونکہ وہ جن تھا۔

(۱) تصور بدیہی، ضروری: جو کسی نظر و فکر کے بغیر حاصل ہو جیسے آگ گرم ہونے کا تصور

(۲) تصدیق نظری، کسبی: جو کسی نظر و فکر کے ساتھ حاصل ہو جیسے

العالم حادث یہ دعویٰ ہے **العالم متغیر، کل متغیر حادث** ان کے اندر جو چیزیں دو بار آئی ہیں اس کو حد اوسط کہتے ہیں جو دلال کی طرح ہے۔

تو اب ہم نے اس چیز کو نکالا جو دو بار آ رہی ہے اور باقی کو آپس میں ملا دیا تو **العالم حادث** ہو گیا۔

نظر و فکر کی تعریف: امور معلومہ کو ترتیب دینا جو ترتیب مجہول تک پہنچا دے یا **ملاحظة المعقول لتحصیل المجھول** یعنی معلوم کی طرف توجہ کرنا تاکہ نامعلوم معلوم ہو جائے۔

پہلی تعریف: ان کی طرف سے ہے جو اکیلی شے کے ساتھ تعریف صحیح نہیں سمجھتے یعنی ان کے نزدیک تعریف کا دو چیزوں سے مرکب ہونا ضروری ہوتا ہے۔

دوسری تعریف: ان حضرات کی ہے جو اکیلی شے کے ساتھ تعریف کو جائز سمجھتے ہیں۔

فائدہ: تعریفات میں اگر جمع کا لفظ آجائے تو اس سے ہمیشہ ما فوق الواحد مراد ہوتی ہے لہٰذا امور دو کو بھی شامل ہے۔

منطق کی محتاجی ثابت کرنے کا طریقہ: علم کی تعریف وتقسیم سے تصور وتصدیق کر کے پھر ان کی تقسیم کی بدیہی نظری کی طرف اب نظر صحیح بھی ہو سکتی ہے اور غلط بھی نظر صحیح اور غلط کے درمیان فرق کرنے کے لئے جس فن اور قانون کی ضرورت ہے وہ قانون منطق ہے۔

ذہن تین قسم پر ہے:

(۱) ذکی (۲) غبی (۳) متوسط

ذکی کو منطق کی ضرورت نہیں ہوتی۔

غبی کو اس سے فائدہ نہیں ہوتا۔

متوسط کبھی اس سے فائدہ اٹھاتا ہے اور کبھی نقصان۔

ہر فن کا موضوع وہ چیز ہوتی ہے جس میں اس فن کے عوارض ذاتیہ سے بحث کی جائے (بحث کا لغوی معنی کریدنا ہے)۔

اصطلاحی معنی: اثبات المحمول للموضوع یعنی محمول کو موضوع کے لئے دلیل کے ساتھ ثابت کرنا جیسے کل فاعل مرفوع۔

بحث عوارض

عوارض عارض کی جمع ہے وہ صفات جو شے پر محمول ہوں ان کو عوارض کہتے ہیں۔
عارض دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے

(۱) بالمعنی الاعم: جو بھی شے پر محمول ہو یا ثابت ہو عام از یں کہ جزو ہو یا خارج۔

(۲) بالمعنی الاخص: جو شے پر محمول ہو اور اس کی حقیقت سے خارج ہو۔

پھر یہ عوارض دو قسم پر ہیں

(۱) عوارض ذاتیہ (۲) عوارض غریبہ

عوارض ذاتیہ وہ ہوتے ہیں جو شے پر یا تو بالذات محمول ہوں یعنی بغیر کسی واسطہ کے جیسے: الانسان ناطق یا جزو مساوی کے واسطے سے بالفاظ دیگر یا امر مساوی داخل کے واسطے سے جیسے: الانسان صانع لانہ ناطق ای مدرک للکلیات۔

یا شے کو لاحق ہو یعنی شے پر محمول ہو امر مساوی خارج کے واسطے سے جیسے الانسان ضاحک لانہ متعجب، الانسان ناطق بالذات، متعجب بواسطة الناطق، ضاحک بواسطة المتعجب۔

خیال رہے عوارضِ ذاتیہ کی یہ تعریف وتقسیم متقدمین کا مذہب ہے متاخرین کے نزدیک جزو اعم کے واسطہ سے جو شے پر محمول ہو وہ بھی عوارض ذاتیہ سے ہے جیسے الانسان آکل لانہ حیوان اور الانسان ماشٍ لانہ حیوان

تنبیہ: امر مساوی ذاتیات میں فصل اور عرضیات میں خاصہ ہے

عوارض غریبہ وہ ہوتے ہیں جو شے کو امر خارج اعم کے واسطہ سے یا اخص کے واسطہ سے یا مباین کے واسطے سے لاحق ہوں جیسے الانسان منتقل من مکان الی مکان لانہ ماشٍ، الانسان اسود لانہ حبشی، الماء حارۃ بواسطۃ النار بعض الانسان فاسق کافر بواسطۃ الشیطان۔

خلاصہ: شے کے عوارض کل سات ہوتے ہیں تین یا چار عوارض ذاتیہ اور تین یا چار عوارض غریبہ کیونکہ جز واعم کے واسطے سے جو محمول ہو اس کو متقدمین ذاتیہ میں شمار کرتے ہیں اور متاخرین غریبہ میں شمار کرتے ہیں۔

مقدمہ ثانیہ

تعریف وغرض وموضوع

تعریف: ایسا قانونی آلہ جس کی رعایت اور لحاظ کرنے سے ذہن **خطافی الفکر** سے بچ جائے۔

غرض وغایت: ذہن کو **خطافی الفکر** سے بچانا

موضوع: معلوم تصوری معلوم تصدیقی اس حیثیت سے کہ معلوم تصوری مجہول تصوری تک اور معلوم تصدیقی مجہول تصدیقی تک پہنچا دے۔ **معلومات تصوریۃ و معلومات تصدیقیۃ من حیث الایصال۔**

حکم: منطقیوں کے نزدیک تین معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

(۱) اذعان: اس کا معنی ہے گردن نہادن یعنی نسبت تامہ خبریہ کا اذعان۔

اس معنی کے لحاظ سے حکم اور تصدیق میں کوئی فرق نہیں اور حکم کا یہی معنی مراد ہوتا ہے جس وقت اس کی تعریف میں یوں کہا جائے۔

ایک شے کی دوسری شے کی طرف نسبت کرنا ایجاباً، سلباً، ایقاعاً یا انتزاعاً یا یوں کہا جائے کہ ایک شے کا دوسری شے کی طرف اسناد کرنا یعنی ایجاب وسلب اور ایقاع وانتزاعِ نسبت تامہ

(۲) نسبت تامہ خبریہ: وہ ایجابی بھی ہوتی ہے، سلبی بھی ہوتی ہے، حملی بھی ہوتی ہے، شرطی بھی ہوتی ہے۔

(۳) نسبت تقییدیہ: اس کو نسبت بین بین بھی کہتے ہیں۔

فائدہ: نسبت تقییدیہ مورد ہے نسبت تامہ خبریہ کا اور نسبت تامہ خبریہ وارد ہے اور نسبت تامہ خبریہ حکم بمعنی ایجاب وسلب کا مورد ہے

(۱) تثلیث: متقدمین قضیہ کے تین جزو بناتے ہیں۔

(۱) محکوم علیہ

(۲) محکوم بہ

(۳) نسبت تامہ خبریہ

(۲) تربیع: متاخرین قضیہ کے چار جزو بناتے ہیں۔

(۱) محکوم علیہ

(۲) محکوم بہ

(۳) نسبت تامہ خبریہ

(۴) نسبت تقییدیہ

جب یہ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ حکم مناطقہ کے نزدیک تین معنوں میں استعمال ہوتا ہے تو اب یہ جاننا چاہئے کہ حکم کی مناطقہ کی کتابوں کے شروع میں دو تعریفیں کی جاتی ہیں۔

پہلی تعریف: اسناد امر الی امر آخر، نسبۃ امر الی امر آخر ایجابا او سلبا، ایقاعا او انتزاعا تو یہ تعریف حکم کے پہلے معنی کے لحاظ سے ہے۔

دوسری تعریف: وقوع النسبۃ او لا وقوع نسبۃ۔

تو یہ تعریف حکم کے دوسرے معنی کے لحاظ سے ہے۔

لیکن اس مقام پر اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ وقوع النسبۃ سے نسبت تامہ خبریہ مراد لینا کیسے درست ہوگا۔

تواس کے لئے وقوع کی جونسبت کی طرف اضافت ہے اس میں دو احتمال ہیں:

(۱) لامیہ (۲) بیانیہ

اگر بیانیہ ہو تو اس کی اصل نکالیں گے الوقوع الذی ھو النسبة۔

تو اس سے مراد نسبت تامہ خبریہ خود ہے۔

اور اگر لامیہ ہو تو اس کی اصل نکالیں گے وقوع للنسبة او لا وقوع للنسبة۔

تو یہاں وقوع سے مراد نسبت تامہ خبریہ ہے اور نسبت سے مراد نسبت تقییدیہ ہوگی اور نسبت تقییدیہ مورد ہے نسبت تامہ خبریہ کا۔

اس تقریر سے معلوم ہوا کہ وقوع نسبت کا مآل (یعنی مقصد) اور حاصل معنی بعینہ نسبت تامہ خبریہ ہے جو حکم کا دوسرا معنی ہے۔

تصدیق میں مناطقہ اور امام رازی کا اختلاف

کہ تصدیق بسیط ہے یا مرکب اس سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ قضیہ کے تین اطراف ہیں۔

(۱) محکوم علیہ (۲) نسبت (۳) محکوم بہ

اس کو اطراف ثلاثہ کہتے ہیں۔

سوال: اطراف جمع ہے طرف کی اس کا معنی ہے کنارہ لہٰذا درمیان میں جو نسبت ہے اس کو طرف کیوں کہا حالانکہ وہ تو درمیان میں ہے۔

جواب: نسبت کو تغلیباً طرف کہہ دیا ہے جیسا کہ والد اور والدہ کو والدین تغلیبا کہہ دیتے ہیں۔

اطراف ثلاثہ کے علم کو تصورات ثلاثہ کہتے ہیں مناطقہ کے نزدیک تصورات ثلاثہ تصدیق کے لئے شرط ہیں اور تصدیق صرف حکم کا نام ہے۔

لہٰذا مناطقہ کے نزدیک تصدیق بسیط ہے یعنی مفرد ہے اور امام رازی کے

نزدیک تصورات ثلاثہ تصدیق کے لئے شطر ہے یعنی حصہ ہے تو لہذا امام صاحب کے نزدیک تصدیق مرکب ہوئی۔

توقف کی بحث

تعریف: لغوی معنی ہے ٹھہرنا اور اصطلاحی معنی ہے۔

ایک چیز کا دوسری چیز کے ساتھ پایا جانا جو چیز دوسری کے ساتھ پائی جائے اس کو موقوف اور جس کے ساتھ پائی جائے اس کو موقوف علیہ کہتے ہیں۔

یہ دو قسم پر ہے:

(ا) توقف امتناعی (امتناع بمعنی باز ماندن)

(۲) توقف ترتبی

(ا) توقف امتناعی: اس کو لولاہ لا متنع کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں۔

ایک شے کا وجود و عدم دوسری شے کے وجود و عدم پر موقوف ہو۔

(یعنی اگر پہلی چیز پائی جائے گی تو دوسری چیز بھی پائی جائے گی اور اگر پہلی نہ پائی جائے گی تو دوسری بھی نہ پائی جائے گی) جیسے وجود باری تعالیٰ:

لولا وجود الباری لا متنع وجود الخلق، لولا وجود الخالق لا متنع وجود المخلوق

(یعنی وجود باری تعالیٰ ہے تو مخلوق ہے اگر وجود باری تعالیٰ نہ ہوتا تو مخلوق بھی نہ ہوتی)

(۲) توقف ترتبی: اس کو مُصَحّح لدخول الفاء اور اذا وجد فوجد کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں۔

ایک شے کا وجود دوسری شے کے وجود پر موقوف ہو لیکن اسی چیز کا عدم دوسری چیز کے عدم پر موقوف نہ ہو۔ یعنی اگر پہلی چیز پائی جائے گی تو دوسری بھی پائی جائے

گی۔ یہ نہیں کہہ سکتے کہ اگر پہلی چیز نہ پائی جائے تو دوسری بھی نہ پائی جائے گی جیسے: اذا وجد الاکل فوجد الشبع کہنا درست ہے اور اذا ما وجد الاکل فما وجد الشبع کہنا درست نہیں (یعنی اگر کھانا پایا جائے گا تو پھر سیر ہونا بھی پایا جائے گا لیکن یہ نہیں کہہ سکتے کہ اگر کھانا نہ پایا جائے تو سیر ہونا نہ پایا جائے گا کیونکہ سیر ہونا ممکن ہے دودھ کے ساتھ بھی)

فائدہ: کبھی سیر ہونا کھانے اور پینے کے بغیر بھی پایا جاسکتا ہے۔

جس طرح کہ قرب قیامت جب دجال ظاہر ہوگا اور وہ خدائی دعویٰ کرے گا اور جو شخص اس کو نہیں مانے گا اس پر کھانا پانی بند کردے گا احادیث میں آتا ہے کہ اس وقت مومن کی غذا صرف اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوگا۔

ضابطہ: جہاں کسی مسبب کا سبب ایک ہو تو وہاں توقف امتناعی ہوگا

جیسے: طہارت نماز کے لئے یعنی جب طہارت کا صحیح ہونا پایا جائے گا تو نماز کا صحیح ہونا پایا جائے گا اور اگر طہارت کا صحیح ہونا نہ پایا جائے تو نماز کا صحیح ہونا بھی نہ پایا جائے گا جہاں کسی مسبب کے سبب زیادہ ہوں تو وہاں توقف ترتبی ہوگا جیسے: وضو نماز کے لئے یعنی اگر وضو پایا جائے تو نماز بھی پائی جائے گی اور یہ نہیں کہہ سکتے کہ اگر وضو نہ پایا جائے تو نماز بھی نہ پائی جائے گی کیونکہ نماز کا پایا جانا ممکن ہے تیمم کے ساتھ بھی

مقدمہ ثالثہ

دلالت کی بحث

لغوی معنی: (راہ نمودن)

اصطلاحی معنی: ایک شے کا ہونا اس حیثیت سے کہ اس کے علم آنے سے دوسری شے کا علم لازم ہو جائے بشرطیکہ وضع کا علم ہو پہلی شے کو دال اور دوسری شے کو مدلول کہتے ہیں بشرطیکہ اس کو وضع کا علم ہو۔

وضع کی بحث

وضع کی تعریف لغوی معنی: (نہادن)

اصطلاحی معنی: تخصیص شیٔ بشیٔ یاتعیین شیٔ لشیٔ بحیث متی اطلق او احس الشی الاوّل فھم منه الشیٔ الثانی۔

فائدہ: جہاں وضع ہوگی وہاں تین چیزیں ضرور رہوں گی۔

(۱) واضع **(۲) موضوع** **(۳) موضوع لہ**

(۱) واضع: جیسے زید کے والدین جنہوں نے زید نام کو اس کے لئے وضع کیا ہے۔

(۲) موضوع: جس لفظ کو وضع کیا گیا ہو جیسے: لفظ زید

(۳) موضوع لہ: جس معنی کے لئے وضع کیا گیا ہو جیسے: ذات زید

وضع کی پہلی تقسیم

دو قسم ہیں: (۱) وضع تحقیقی (۲) وضع تاویلی

وضع تحقیقی: مایدل اللفظ بسببه علی المعنی الموضوع من غیر توقف علی قرینة و علاقة (علیش علی الرسالة البیانیة للصبان)

وضع تاویلی: وهو مایدل اللفظ بسببه علی الموضوع له بشرط العلاقة و القرینة

یعنی وہ وضع جو معنی موضوع لہ پر دلالت کرنے کا سبب تو ہو لیکن بغیر قرینہ وعلاقہ کے تو تحقیقی اور اگر قرینہ وعلاقہ کے ساتھ ہو تو تاویلی بلفظ دیگر یہ معلوم ہے کہ لفظ کی معنی موضوع لہ پر دلالت کرنے کا سبب وضع ہوتی ہے اب وہ دو حال سے خالی نہ ہوگی بغیر قرینہ کے ہوگی یا قرینہ کے ساتھ اول تحقیقی ثانی تاویلی

تنبیہ: عندالاطلاق اول مراد ہوتی ہے پھر ہر ایک دو قسم پر ہے وضع شخصی ،وضع نوعی

وضع شخصی: موضوع لفظ ہو یا غیر لفظ بوقت وضع شخص معین ہو تو وضع شخصی ہوتی ہے جیسے واضع کہے کہ اس لفظ کو میں نے اس معنی کے لئے وضع کیا ہے چاہے وہ لفظ کلی ہو یا جزئی جیسے لفظ انسان کی وضع حیوان ناطق اور لفظ زید کی وضع ذات زید کے لئے

وضع نوعی: موضوع عام وکلی ہو جیسے واضع کہے کل لفظ یکون علی هیئة کذا عینته لیدل علی معنی کذا یا جیسے کل لفظ علی وزن فاعل یدل علی ذات مبهمة ملحوظة بصفة حادثة

بلفظ دیگر: موضوع قاعدہ کلیہ کی صورت میں ہو

تیسری تقسیم کے لحاظ سے وضع چار قسم ہے

وضع عام موضوع لہ عام ملحوظ بوجہ عام

وضع خاص موضوع لہ خاص ملحوظ بوجہ خاص

وضع عام موضوع لہ خاص ملحوظ بوجہ خاص (یعنی استعمال خاص میں ہو جیسے اسماء اشارہ اور وہ نکرہ جس سے فرد خاص مراد ہو)

وضع خاص موضوع لہ عام ملحوظ بوجہ عام (یعنی استعمال عام میں ہو جیسے شکل اول کے صغریٰ کا موضوع شخص معین ہو جیسے زید انسان یعنی المسمیٰ بزید)

وضاحت میں جانے سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ بوقت وضع واضع کے لئے ضروری ہے کہ وہ موضوع وموضوع لہ دونوں کو ملحوظ رکھے یعنی دونوں کو ذہن میں حاضر رکھے اب اگر موضوع شخصی کا لحاظ کرتا ہے اور اس کے ساتھ موضوع لہ بھی شخصی کا لحاظ کرتا ہے تو وضع شخصی خاص اور معنی موضوع لہ خاص کی صورت بن جائے گی جیسے لفظ زید کی وضع ذات زید کے لئے یہ وضع شخصی خاص ہے اگر موضوع شخصی ہو لیکن موضوع لہ کلی ہو وضع شخصی عام ہو جائے گی جیسے اسم اشارہ وغیرہ اور دوسرے مبہمات کی وضع

فائدہ: ایک ہے شخصیت وضع یعنی وضع کا شخصی ہونا ایک ہے عمومیت وضع یعنی وضع کا عام ہونا اور ایک ہے عمومیت موضوع لہ یعنی معنی موضوع لہ کا عام ہونا اول کا مبنیٰ شخصیت موضوع ہے اور دوسرے کا مبنیٰ عمومیتِ موضوع لہ ہے اور عمومیتِ موضوع لہ کا مبنیٰ اس کی کلیت یعنی شرکت کثیرین کا عدم منع ہے

وضع کے شخصی ونوعی ہونے میں موضوع کے شخصی اور قاعدہ کلیہ ہونے کا لحاظ ہے اور وضع کے خاص وعام ہونے میں معنی موضوع لہ خاص اور عام ہونے کا لحاظ ہے یعنی شخصی اور کلی ہونے کا لحاظ ہے

دلالت کی تقسیم اوّلی

دلالت دو قسم ہے:

(۱) دلالت لفظی: جس میں دلالت کرنے والا لفظ ہو

(۲) دلالت غیر لفظی: جس میں دال لفظ نہ ہو۔

پھر دونوں کی تین تین قسمیں ہیں

دلالت لفظی

عقلی	طبعی	وضعی
جس میں دال لفظ ہو	جس میں دال لفظ ہو	جس میں دال لفظ ہو
واسطہ عقل کا ہو	واسطہ طبع کا ہو	واسطہ وضع کا ہو
جیسے لفظ دیز کی دلالت لافظ کے وجود پر جو دیوار کے پیچھے ہے	جیسے اح اح کی دلالت سینہ کے درد پر جب طبیعت کو مدلول لاحق ہو تو وہ اسے مجبور کرے دال کو صادر کرنے پر	جیسے زید کی دلالت اس کی ذات پر

دلالت غیر لفظی

وضعی	طبعی	عقلی
جس میں دال غیر لفظ ہو	جس میں دال غیر لفظ ہو	جس میں دال غیر لفظ ہو
واسطہ وضع کا ہو	واسطہ طبع کا ہو	واسطہ عقل کا ہو
جیسے عقود خطوط نُصُب اشارات کی دلالت ان کے معانی پر جوان سے سمجھے جاتے ہیں اس کو دوال اربعہ کہتے ہیں	جیسے گھوڑے کا ہنہنانا، جمائی کا آنا	جیسے دھوئیں کی دلالت آگ پر

فائدہ: دلالتوں میں سے جو دلالت علوم میں معتبر ہے وہ دلالت لفظیہ وضعیہ ہے کیونکہ افہام وتفہیم اور افادہ واستفادہ کے لئے کثرت سے استعمال ہوتی ہے۔

دلالت لفظیہ وضعیہ کی تقسیم

مطابقی	تضمنی	التزامی
لفظ اپنے موضوع لہ تمام یعنی مکمل معنی پر دلالت کرے جیسے انسان کی دلالت حیوان ناطق پر	لفظ اپنے معنی موضوع لہ کے جزو پر دلالت کرے جیسے انسان کی دلالت فقط حیوان پر یا فقط ناطق پر	لفظ اپنے معنی موضوع لہ کے خارج لازم پر دلالت کرے جیسے عمیٰ (نابینائی) کی دلالت بَصر (بینائی) پر

فائدہ: لفظ تمام اور لفظ جمیع کا فرق

تمام کا لفظ کثرت کے احاطہ کا تقاضہ نہیں کرتا نہ بالقوۃ نہ بالفعل۔

جب کہ جمیع اس کے برخلاف ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ کو تمام وجود کہہ سکتے ہیں جمیع وجود نہیں کہہ سکتے اسی حکمت سے دلالت مطابقی کی تعریف میں تمام کا لفظ بولتے ہیں تاکہ معنی موضوع لہ بسیط اور مرکب دونوں کو شامل ہو۔

عمی کی تعریف: عدم البصر عما من شانه ان یکون بصیرا یا عما ینبغی له ان یکون بصیراً

ترجمہ: اس چیز میں بینائی کا نہ ہونا جس میں بینائی کی صلاحیت ولیاقت موجود ہو

سوال: اللہ تعالیٰ جہان میں داخل ہے یا خارج

جواب: داخل خارج وہ ہوتا ہے جس میں داخل خارج کی صلاحیت یا لیاقت موجود ہو اور اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ نہ داخل ہے نہ خارج۔

قاعدہ: ملزوم کا وجود لازم کے وجود کو مستلزم ہوتا ہے لیکن لازم کا وجود ملزوم کے وجود کو مستلزم نہیں ہوتا اور لازم کی نفی ملزوم کی نفی کو مستلزم ہوتی ہے لیکن ملزوم کی نفی لازم کی نفی کو مستلزم نہیں ہوتی۔

(۱) پہلا اعتراض

آپ نے تعریف میں کہا کہ عمیٰ کے تصور کو بصر کا تصور لازم ہے۔
یعنی عمیٰ ملزوم ہے اور بصر لازم اور ملزوم کا وجود لازم کے وجود کو مستلزم ہوتا ہے۔
اس سے تو اجتماع نقیضین لازم آتا ہے یعنی ایک شخص عمیٰ بھی ہو اور بصیر بھی تو یہ محال ہے۔

جواب: ایک ہوتا ہے شے کا وجود اور ایک ہوتا ہے مفہوم یہاں بصر عمیٰ کے مفہوم کو لازم ہے وجود کو لازم نہیں۔

(۲) دوسرا اعتراض

عمیٰ کی جو آپ نے تعریف کی ہے کہ **عدم البصر عما من شانه ان یکون بصیرا**۔ یہاں بصر عمی پر دلالت کرتا ہے اور بصر جزو ہے عدم البصر کا اور لفظ کا اپنے معنی موضوع لہ کے جزو پر دلالت کرنا دلالت تضمنی ہے نہ کہ التزامی آپ نے دلالت التزامی کیوں بنائی حالانکہ یہاں تضمنی بناتے۔

جواب: یہاں عدم مضاف ہے اور بصر مضاف الیہ اور مضاف الیہ مضاف کا جزو نہیں ہوتا بلکہ قید ہوتا ہے اور حکم مضاف پر لگتا ہے اور مضاف الیہ قید ہوتا ہے مضاف کا جیسے: **جاءنی غلام زید** میں مجیئۃ کا حکم فقط غلام پر ہے جو کہ مقید ہے مجیئۃ کے ساتھ نہ کہ زید پر لہذا یہ دلالت التزامی ہوئی نہ کہ تضمنی۔

فائدہ: اگر مضاف کو مضاف ہونے کی حیثیت سے لیا جائے تو اضافت اس

میں داخل ہوتی ہے اور مضاف الیہ خارج ہوتا ہے اور اگر مضاف کو ذاتی حیثیت سے لیا جائے تو پھر اضافت بھی خارج ہوتی ہے جیسے: عدم البصر میں عدم کو مضاف ہونے کی حیثیت سے دیکھا جائے تو اضافت ساتھ مراد ہوگی معنی ہوگا عدم مضاف الی البصر اور اگر عدم کو ذاتی حیثیت سے لیا جائے تو پھر محض عدم ہو جائے گا اور وہ کسی بھی شے کا ہوسکتا ہے۔

خلاصہ: یہ ہے کہ پہلی صورت میں تقیید داخل ہوتی ہے قید خارج ہوتی ہے دوسری صورت میں تقیید بھی داخل نہیں ہوتی (میر قطبی مقام مذکور)

(دلالت کی بحث میں شامل فائدہ) دلالت مطابقی دلالت تضمنی اور التزامی کے بغیر پائی جاسکتی ہے لیکن تضمنی اور التزامی مطابقی کے بغیر نہیں پائی جاسکتی۔

دلیل فرض کرو کہ اگر کوئی لفظ ایسا معنی رکھتا ہو جس معنی کا نہ کوئی جزو ہو نہ کوئی لازم تو ظاہر ہے کہ اس لفظ کی اپنے معنی پر دلالت مطابقی تو ہوگی لیکن تضمنی اور التزامی نہیں ہوگی۔ معلوم ہوا کہ دلالت مطابقی تضمنی اور التزامی کو مستلزم نہیں ہوتی یعنی وہ اس کے ساتھ پائی بھی جاسکتی ہے نہیں بھی پائی جاسکتی لیکن اس کا عکس نہیں یعنی تضمنی اور التزامی مطابقی کو ضرور مستلزم ہوتی ہیں اس کے بغیر نہیں پائی جاسکتی کیونکہ جزو کل کے بغیر نہیں ہوسکتا۔

فائدہ: تعریفات میں دلالت التزامی مہجور ہوتی ہے یعنی تعریف میں لفظ ذکر کر کے اس کا لازم معنی مراد لیا جائے تو تعریف صحیح شمار نہیں ہوئی۔

لازم وملزوم کی بحث

لزوم کا لغوی معنی: چسپیدن (چمٹنا) جو چسپاں ہو اس کو لازم اور جس کے ساتھ چسپاں ہو اس کو ملزوم کہتے ہیں۔

اصطلاحی معنی: امتناعِ انفکاک (یعنی ایک چیز کا دوسری شے سے جدا ہونے کا ممتنع ہونا یعنی جدا نہ ہوسکنا)

لزوم باعتبار مثبت

لزوم عقلی	لزوم عرفی (عرف عام)	لزوم عادی	لزوم شرعی	لزوم اصطلاحی (عرف خاص)
ایک شے کا دوسری شے سے جدا ہونا ممتنع ہو عقل میں جیسے عمی کے تصور کو بصر کا تصور لازم ہے	ایک شے کا دوسری شے سے جدا ہونا ممتنع ہو عرف میں جیسے حاتم طائی کو سخاوت لازم ہے	ایک شے کا دوسری شے سے جدا ہونا ممتنع عادت میں جیسے ماں باپ کے ملنے سے اولاد کے پیدا ہونے کو اجتماع والدین لازم ہونا۔	ایک شے کا دوسری شے سے جدا ہونا ممتنع ہو شرع میں جیسے شراب کو حرمت لازم ہے	ایک شے کا دوسری شے سے جدا ہونا ممتنع ہو اصطلاح میں جیسے فاعل کو رفع لازم ہے مفعول کو نصب لازم ہے

تخلف کا لغوی معنی: پیچھے رہنا۔

تخلف اللازم عن الملزوم یا تخلف الملزوم عن اللازم یا تخلف السبب عن المسبب یا تخلف المسبب عن السببسب جائز ہے بشرطیکہ لزوم غیر عقلی ہو۔

فائدہ: لزوم عقلی کے علاوہ تمام میں تخلف ہوسکتا ہے۔

لزوم عرفی میں تخلف کی مثال: جیسے اکیلے حاتم طائی کے وجود کا تصور۔

لزوم عادی میں تخلف کی مثال: جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بغیر باپ کے پیدا ہونا حضرت آدم علیہ السلام کا بغیر ماں باپ کے پیدا ہونا۔

لزوم شرعی میں تخلف کی مثال: جیسے حلق سے لقمہ اتارنے کے لئے شراب سے حرمت کا جدا ہونا۔

لزوم اصطلاحی میں تخلف کی مثال: جیسے فاعل کو نصب دینا اور مفعول کو رفع دینا جیسے: اکل الخبزُ زیدًا۔

فائدہ: کائنات کے اسباب ومسببات کے درمیان جو لزوم ہے اس کو لزوم عادی کہتے ہیں۔

لزوم باعتبار ملزوم
دو قسم ہے

لازم الماہیت (حقیقت)	لازم الوجود
جو شے کی حقیقت کو لازم ہو جیسے ضحک بالقوۃ کتابت بالقوۃ انسان کے لئے	جو شے کے وجود کو لازم ہو جیسے سواد حبشی کے وجود کو لازم ہے اور بیاض رومی کے وجود کو لازم ہے

لزوم باعتبار ظرف دو قسم ہے

لزوم ذہنی	لزوم خارجی
ذہن میں ملزوم کا تصور لازم کے بغیر نہ آئے جیسے عمیٰ کے تصور کو بصر کا تصور لازم ہے	ملزوم کا خارج میں بغیر لازم کے نہ پایا جانا جیسے سفیدی رومی کے وجود کو لازم ہے یعنی خارج از ذہن

لزوم ذہنی عقلی	ذہنی لزوم عرفی
یہ ہے کہ وہ حکم عقل کرے یعنی عقل کہے کہ ملزوم سے لازم کا جدا ہونا محال ہے۔	یہ ہے کہ عقل ملزوم کے لازم کے بغیر تصور کو جائز رکھے لیکن عادتاً جائز نہ ہو یعنی جب بھی ملزوم بولا جائے تو ذہن لازم کی طرف منتقل ہو جائے عرفاً و عادتاً۔

فائدہ: کچھ لوگ عقلی ذہنی میں فرق کرتے ہیں کچھ نہیں کرتے۔

لازم و ملزوم باعتبار وضاحت وعدمِ وضاحت

لازم دو قسم پر ہے

لازم بین	لازم غیر بین
ملزوم و لازم دونوں کے تصور سے جزم باللزوم حاصل ہو اور دلیل برہانی کی ضرورت نہ ہو جیسے اربعة کو زوجیت اور شمس کو ضوء لازم ہے۔	ملزوم ولازم دونوں کے تصور سے جزم باللزوم حاصل ہو لیکن دلیل کی ضرورت پڑے اور اس کے اردو ترجمہ میں کیونکہ کہنا پڑے جیسے العالم حادث اب حدوث کا عالم کو لازم ہونا دلیل برہانی کا محتاج ہے۔

لازم بیّن دو قسم پر ہے

لازم بین بالمعنی الاعم	لازم بین بالمعنی الاخص
ملزوم و لازم دونوں کے تصور سے جزم باللزوم حاصل ہو جائے۔ عام ازیں کہ ملزوم کے تصور سے لازم کا تصور آئے یا نہ آئے یہ معنی اعم ہے اور یہ معنی لازم بین المعنی الاخص کو بھی شامل ہے۔	اور اگر آئے تو لازم بین بالمعنی الاخص ہوگا اور اگر نہ آئے تو لازم بین بالمعنی الاعم ہوگا اس معنی کے لحاظ سے اخص کا مقابل اعم ہے۔

چند فوائد

فائدہ: کبھی لازم بین بول کر لازم بین بالمعنی الاخص مراد لیتے ہیں۔

مسئلہ تکفیر میں تکفیر اس وقت ہوگی جب لازم بین بالمعنی الاخص پایا جائے گا۔

لازم بین بالمعنی الاعم کو غیر ذہنی، غیر عقلی بھی کہتے ہیں۔

اور لازم بین بالمعنی الاخص کو ذہنی، عقلی بھی کہتے ہیں۔

لازم بین کو لازم بلا واسطہ اور لازم غیر بین کو لازم بالواسطہ کہتے ہیں۔

الفاظ کی بحث

الفاظ جمع ہے لفظ کی اور اس کا لغوی معنی ہے مَایَتَلَفَّظُ بِهِ الْاِنْسَانُ۔
لفظ کی پھر دو قسمیں ہیں: موضوع مہمل۔
پھر لفظ موضوع دو قسم پر ہے: واحد (مُتَوَحِّدُ) کثیر (مُتَکَثِّرُ)
پھر اگر لفظ ایک ہو معنی ایک ہو تو اس کو مفرد کہتے ہیں۔
پھر اس کی دو تعریفیں کرتے ہیں۔

مفرد کی تعریف عند المناطقہ: جس لفظ کی جزء سے اس کے معنی مقصودی کی جزء پر دلالت مقصودہ نہ ہو اس تعریف کے لحاظ سے مفرد کی پانچ قسمیں کرتے ہیں۔

(۱) لفظ کی جزو نہ ہو جیسے: ہمزۂ استفہام۔
(۲) لفظ کی جزو ہو معنی کی جزو نہ ہو جیسے: اللہ اسم جلالت۔
(۳) لفظ کی جزء ہو معنی کی جزء ہو لیکن لفظ کی جزء معنی کی جزء پر دلالت نہ کرے جیسے زید، عمر، بکر
(۴) لفظ کی جزء ہو معنی کی جزء ہو لفظ کی جزء معنی کی جزء پر دلالت کرے لیکن معنی مقصودی کی جزء پر دلالت نہ کرے عبد اللہ در حالت علمیت۔
(۵) لفظ کی جزء ہو معنی کی جزء ہو لفظ کی جزء معنی کی جزء پر دلالت کرے معنی مقصودی کی جزء پر دلالت بھی ہو لیکن دلالت کرانا مقصود نہ ہو جیسے: حیوان ناطق در حالت علمیت

مفرد کی تعریف عند البعض: جس لفظ کی جزء اس کے معنی کی جزء پر دلالت نہ کرے اور اگر کرے تو مرکب کہتے ہیں۔

اس تعریف کے لحاظ سے مفرد کی مذکورہ بالا پہلی تین قسمیں ہیں۔

معنی مفرد کی تعریف: جس معنی کی جزء اس کے لفظ کی جزء پر دلالت نہ کرے اور اگر کرے تو معنی مرکب کہتے ہیں۔

فائدہ: جتنے بھی مرکبات ہیں جب ان کے ساتھ کسی کا نام رکھ دیا جائے۔ تو اس کو مفرد کہتے ہیں جیسے: جَادَ الْحَقُّ، تَأَبَّطَ شَرًّا، شَابَ قَرْنَاهَا۔

ضابطہ: جب کوئی کلام کسی قید کے ساتھ مقید ہو تو اس پر نفی داخل ہو جائے تو وہاں قید کی نفی بھی ہو سکتی ہے مقید کی نفی بھی ہو سکتی اور دونوں کی نفی بھی ہو سکتی ہے جیسے: مَا جَاءَنِیْ زَیْدٌ رَاکِبًا تو اب اس میں تین احتمال ہیں۔

اوّل یہ کہ زید نہیں آیا دوسرا زید سوار ہو کر نہیں آیا
عام از یں کہ آیا ہو یا نہ آیا ہو، تیسرا یہ کہ زید نہ سوار ہوا اور نہ آیا۔

فائدہ: فقط مقید کی نفی اس وقت ہو سکتی ہے جس وقت نفی کے فعل پر داخل ہونے کو اس کی نفی کے ساتھ مقید ہونے سے پہلے مانا جائے یا اعتبار کیا جائے اور اگر بعد از تقیید بالقید دخول نفی کا اعتبار کیا جائے تو دو ہی معنی ممکن ہو سکتے ہیں۔

فائدہ: معنی نفی معنی حرفی ہے لہٰذا نہ کسی کا موصوف بن سکتا ہے نہ صفت۔ پس اگر نفی مقید پر داخل ہوگی تو قید کا تعلق نفی کے ساتھ نہیں بلکہ منفی کے ساتھ ہوگا۔

(بحوالہ مطول، حسن، چلپی، صبان علی الالفیہ)

پھر مفرد کی دو تقسیمیں کرتے ہیں:

پہلی تقسیم: باعتبار استقلال معنی وعدم استقلال معنی کے تین قسم پر ہے:

(۱) اسم **(۲) کلمہ** **(۳) ادات**

(۱) اسم کی تعریف: وہ کلمہ ہے جو مادے کے اعتبار سے اپنے معنی پر خود دلالت کرے اور صیغے اور ہئیت کے اعتبار سے اس میں زمانہ نہ پایا جائے۔

(۲) کلمہ کی تعریف: وہ کلمہ ہے جو مادے کے اعتبار سے اپنے معنی پر دلالت کرے اور صیغے ہئیت کے اعتبار سے اس میں زمانہ بھی پایا جائے۔

(۳) ادات کی تعریف: وہ کلمہ ہے جس کا مادہ اپنے معنی پر خود دلالت نہ کرے اور اس کا صیغہ وھیئت کسی زمانہ پر دلالت نہ کرے

نحویوں کے فعل اور منطقیوں کے کلمہ کے درمیان نسبت کے اندر اختلاف

اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ نحویوں کا فعل اور منطقیوں کے کلمہ میں کچھ فرق ہے یا نہیں۔ جمہور علماء فرماتے ہیں کہ نحویوں کا فعل اعم ہے اور منطقیوں کا کلمہ اخص ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ بعض افعال جیسے مضارع کے صیغے اضرب تضرب تضرب وغیرہ ایسے ہیں کہ لفظ کی جزء معنی کی جزء پر دلالت کرتی ہے جبکہ منطقیوں کا کلمہ مفرد کی قسم ہے۔

مگر منطق کا مدون ثانی فارابی اور بعض محققین کی تحقیق یہ ہے اور فقیر چشتی عفی عنہ کا بھی یہی مذہب ہے کہ یہ دونوں متحد ہیں متفق ہیں مختلف نہیں

ان کی دلیل یہ ہے کہ مرکب کی تعریف میں جو یہ کہا جاتا ہے کہ لفظ کی جزء معنی کی جزء پر دلالت کرتی ہے اس سے مراد اجتماعی اور انفرادی دونوں حالتوں میں لفظ کی جزء کا معنی کی جزء پر دلالت کرنا ہے۔

اور ظاہر ہے کہ ہمزئہ متکلم اور نون جمع متکلم وغیرہ اجتماعی حالتوں میں تو دلالت کر رہے ہیں لیکن انفرادی حالت میں نہیں لہٰذا نحویوں کا فعل اور منطقیوں کا کلمہ متحد ہوئے۔

ادات دو قسم پر ہے:

(۱) زمانی **(۲) غیر زمانی**

(۱) زمانی افعال ناقصہ وغیرہ ہیں۔

(۲) غیر زمانی من، الی، حتی وغیرہ ہیں۔

دوسری تقسیم: باعتبار تعیین معنی وعدم تعیین معنی کے مفرد دو قسم پر ہے۔

(۱) کلی: اس کو مشترک معنوی بھی کہتے ہیں جو کثیرین کی خبر بن سکے یا کثیرین پر صادق آئے۔

(۲) جزئی: اس کو علم اور جزئی حقیقی بھی کہتے ہیں جو کثیرین کی خبر نہ بنے یا کثیرین پر صادق نہ آئے۔

کلی کی تقسیم: باعتبار اپنے افراد پر برابر سچے آنے یا نہ آنے کے کلی دو قسم پر ہے۔

(۱) مُتَوَاطِی: جو اپنے افراد پر برابر سچی آئے یا صادق آئے یا محمول ہو۔

(۲) مُشَکِّک: جو اپنے افراد پر برابر سچی نہ آئے یا صادق نہ آئے یا محمول نہ ہو۔ پھر اس کی چار اقسام ہیں

(۱) تشکیک بِالْاَوْلَوِیَّتْ یا بالاَفْضَلِیَّتَ: جو اپنے افراد پر برابر سچی نہ آئے بلکہ بعض پر اس کا صدق اولی افضل ہو بنسبت بعض پر صدق کے۔

(۲) تشکیک بِالْاَوَّلِیَّتْ یا بِالتَّقَدُّمْ: جو اپنے افراد پر برابر سچی نہ آئے بلکہ بعض پر اس کا صدق مقدم ہو اور بعض پر مؤخر ہو جیسے موجود اس کا صدق خالق پر مقدم ہے۔

(۳) تشکیک بِالزِّیَادَۃِ وَ النُّقْصَانْ جو اپنے افراد پر برابر سچی نہ آئے۔ جیسے منطقی مثال دیتے ہیں کپڑے کی لیکن یہ غلط ہے کیونکہ کپڑا اسم جنس مفرد ہے جو تھان پر بھی بولا جاتا ہے اور ٹاکی پر بھی برابر برابر ہاں اگر اس سے مراد مقدار بیان کرنا ہو تو اس وقت یہ مثال درست ہے اسی وجہ سے علامہ قطبی اس کی تین ہی قسمیں بناتے ہیں۔

فائدہ: صاحب میر قطبی نے بھی تشکیک بِالزِّیَادَۃِ وَ النُّقْصَان کو شامل نہیں کیا اور حق یہی ہے۔

(۴) **تشکیک بِالشِّدّت وَالضُّعف:** جیسے ابیض اب برف شدید سفید ہے بخلاف دودھ کے۔

پھر متواطی اور مشکک ان میں سے ہر ایک کی پانچ قسمیں ہیں۔

(۱) نوع (۲) جنس

(۳) فصل (۴) خاصہ

(۵) عرض عام

اب اگر لفظ ایک ہو معنی ایک سے زیادہ ہوں تو پھر دو حال سے خالی نہ ہوگا۔

لفظ کی وضع ہر معنی کے لئے مختلف ہوگی تو اس کو مشترک لفظی کہتے ہیں اور ہر معنی کو معنیٰ وضعی کہتے ہیں

یا لفظ کی وضع ایک ہوگی لیکن اس کے افراد ایک سے زیادہ ہوں گے تو اس لفظ کو مشترک معنوی کہتے ہیں پھر یہی دوسرا معنی دو حال سے خالی نہ ہوگا۔

پہلا معنی مہجور متروک ہوگا یا نہیں بعض حضرات کہتے ہیں کہ پہلا معنی مشہور ہوگا یا غیر مشہور اور اگر پہلا معنی مہجور متروک ہو تو پھر دو حال سے خالی نہ ہوگا ان کے مابین استعمال مناسبت کے ساتھ ہو تو منقول اور اگر استعمال مناسبت کے ساتھ نہ ہو تو مرتجل کہتے ہیں پھر منقول تین قسم پر ہے:

(۱) شرعی جیسے صلوٰۃ (۲) عرفی جیسے دابہ

(۳) اصطلاحی جیسے فاعل مفعول

(۱) نقل کرنے والا شارع ہو تو اسے منقول شرعی کہتے ہیں جیسے: صلوۃ بمعنی دعا۔ اس کا اصل معنی ہے نماز لیکن اہل شرع نے اس کو دعا کے معنی میں نقل کیا ہے۔

(۲) نقل کرنے والے اہل عرف ہوں تو اسے منقول عرفی کہتے ہیں جیسے: دَابَّۃَ بمعنی سواری۔

اس کا اصل معنی ہے: كُلُّ مَا يَدُبُّ عَلَى الْأَرْضِ ہر وہ چیز وہ جو زمین پر چلتی ہے لیکن اہل عرف نے اس کو سواری کے معنی میں نقل کیا ہے۔

(۳) نقل کرنے والے اہل اصطلاح ہوں تو اسے منقول اصطلاحی کہتے ہیں جیسے: فاعل بمعنی جس کو فعل رفع دے اس کا اصل معنی ہے کرنے والا لیکن اہل اصطلاح نے اس کو اس معنی میں نقل کیا ہے کہ جس کو فعل رفع دے۔

فائدہ: جہاں نقل ہوگی وہاں چار چیزیں ضرور ہوں گی۔

(۱) ناقل (۲) منقول (۳) منقول عنہ (۴) منقول الیہ

جیسے صلوٰۃ شارع نے اس کو دعا کے معنی میں نقل کیا ہے تو شارع ناقل ہو گیا اور صلوٰۃ منقول ہے اور نماز کے معنی سے نقل کیا ہے یہ منقول عنہ ہے اور دعا کے معنی کی طرف نقل کرنا یہ منقول الیہ ہے۔ (علیٰ ہذا القیاس)

مرتجل کی مثال جیسے جاہل کا نام رکھ دینا علم الدین اور اندھے کا نام رکھ دینا چراغ راہ۔

اور اگر پہلا معنی مہجور متروک نہ ہو تو پھر دو حال سے خالی نہ ہوگی۔

اگر اصلی وضعی معنی میں استعمال ہو تو اس کو حقیقۃ کہتے ہیں۔

اور اگر اصلی معنی میں استعمال نہ ہو تو اس کو مجاز کہتے ہیں۔

پھر حقیقت چار قسم پر ہے:

(۱) حقیقت لغوی: لغت نے کسی لفظ کو ایک معنیٰ کے لئے خاص کر دیا ہو

(۲) حقیقت شرعی: شریعت نے ایک لفظ کو ایک معنی کے لئے خاص کر دیا ہو جیسے: طہارت: اس کا لغوی معنی ہے صفائی لیکن اہل شرع نے اس کو پاک ہونے کے معنی میں خاص کر دیا ہے۔

(۳) حقیقت عرفی: عرف والوں نے ایک لفظ کو ایک معنی کے لئے

خاص کر دیا ہو جیسے: دابہ اس کا لغوی معنی ہے جو چیز زمین پر چلتی ہے لیکن عرف والوں نے اس کو سواری کے معنی کے لئے معین کر دیا ہے۔

(۴) حقیقت اصطلاحی: اصطلاح والوں نے ایک لفظ کو ایک معنی کے لئے خاص کر دیا ہو جیسے: مفعول اس کا لغوی معنی ہے کیا ہوا لیکن اصطلاح والوں نے اس کو (جس کو فعل نصب دے) اس معنی میں نقل کیا ہے مجاز کی بھی اسی طرح چار قسمیں ہیں۔

(۱) مجاز لغوی (۲) مجاز شرعی

(۳) مجاز عرفی (۴) مجاز اصطلاحی

فائدہ: حقیقت میں تاء نقل کی ہے۔

حقیقت اور مجاز کا فرق

حقیقت کی نفی درست نہیں ہوتی۔ مجاز کی نفی درست ہوتی ہے۔

مجاز کی ایک اور تقسیم

معنی حقیقی اور معنی مجازی میں اگر مناسبت وعلاقہ تشبیہ کا ہو تو استعارہ اور اگر علاقہ تشبیہ کا نہ ہو تو اس کو مجاز مرسل کہتے ہیں۔

اور اگر مجاز مرسل میں مجازیت حذف کی وجہ سے ہو تو اس کو مجاز بالحذف کہتے ہیں جیسے: وَاسْئَلِ الْقَرْيَةَ اَىْ اَهْلَ الْقَرْيَةِ (القرآن)

اور اگر مصدر مشتق یا مشتق مصدر کے معنی میں ہو تو اس کو مجاز لغوی کہتے ہیں جیسے: رَجُلٌ عَدْلٌ یعنی عَادِلٌ اگر لفظ زیادہ ہو معنی ایک ہو تو اس کو مترادف کہتے ہیں۔

اور اگر لفظ زیادہ ہوں معانی بھی زیادہ ہوں تو اس کو منفرد اور مختص کہتے ہیں۔

متباینات کی تعریف: وہ الفاظ جو اپنے معنی کے لئے علیحدہ علیحدہ وضع ہوں پھر یہ تین قسم پر ہے:

(۱) متماثلات (۲) متخالفات (۳) متقابلات

(۱) متماثلات: اس کی دو تعریفیں کی جاتی ہیں ایک معنیٰ فلسفی ہے اور ایک عرفی۔

معنیٰ فلسفی: اگر دو مباین، مغایر دونوں کی حقیقت ایک ہو تو اس کو متماثل کہتے ہیں اس کو یوں بھی کہہ سکتے ہیں ایسے مغایرات جو ایک حقیقت میں شریک ہوں اس کو یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ ایسے مغایر جو حقیقت یا نوعیت یا اخص صفات میں شریک ہوں۔

معنیٰ عرفی: صفات مناسبہ میں شرکت ہونا۔

اس معنیٰ کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے جانوروں اور پرندوں کو انسان کی مثل کہا جیسے: **وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ**۔ (القرآن)

مماثلت کے دوسرے معنیٰ کا حوالہ: **وَلَا طَائِرٍ یَّطِیْرُ بِجَنَاحَیْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُکُمْ** (القرآن)

علامہ بہاؤ الدین سبکی نے (عروس الافراح شرح تلخیص المفتاح 427/1) میں لکھا ہے۔

پھر یہ تین قسم پر ہے:

(۱) متجانسات: اگر اتفاق جنس میں ہو جیسے: گھوڑے اور انسان کی جنس۔

(۲) متساویات: اگر اتفاق کمیت و مقدار میں ہو جیسے: دس من جو اور دس من گندم۔

(۳) متشابہات: اگر اتفاق کیفیت میں ہو جیسے: آج کے سکولی اور کفارِ یورپ۔

فائدہ: محل واحد میں مثلین جمع نہیں ہو سکتے۔

(۲) متخالفات: دو لفظ علیحدہ علیحدہ معنی رکھتے ہوں لیکن ایک ذات میں جمع ہو سکتے ہوں جیسے: برودت اور بیاض سفیدی اور حلاوت۔

(۳) متقابلات: دو چیزوں کا اس طرح ہونا کہ مقام واحد میں وقت واحد میں جہت واحدہ سے جمع نہ ہوسکتے ہوں جیسے: حرکت وسکون

پھر تقابل چار قسم پر ہے:

(۱) تَقَابُلِ نقیضین: نقض بمعنی توڑنا یعنی شے کی نفی یا نقیض یا سلب یا رفع یا نفی کا ہم معنی عدم اس آخری کو مساوی نقیض کہتے ہیں جیسے: وجود کی نقیض لاوجود اور مساوی معنی عدم ہے اس میں ایک شے وجودی ہوتی ہے اور ایک عدمی۔

اس کا حکم یہ ہے کہ نہ اجتماع جائز ہے نہ ارتفاع یعنی اجتماع نقیضین محال ہے اور ارتفاع نقیضین بھی۔

(۲) تَقَابُلِ ضِدَّین: اس میں دونوں چیزیں وجودی ہوتی ہیں۔

اس کا حکم یہ ہے کہ اجتماع ضدین محال ہے اور ارتفاع ضدین ممکن ہے۔

(۳) تقابل عدم وملکہ: جس کی دونوں جانبیں لفظاً وجودی ہوں اور معنیً ایک عدمی اور دوسری وجودی ہو لیکن عدمی جو ہوگی اس کے اندر وجودی کے محل بننے کی صلاحیت موجود ہوگی جیسے کَوْسَجْ (کھوسہ) مُلْتَحِیْ (داڑھی والا)

(۴) تَقَابُلِ تَضَایُف: ایسی دو متباین چیزیں کہ ہر ایک کا تعقل دوسرے کے تعقل پر موقوف ہو جیسے: میاں، بیوی، عاشق، معشوق، غالب، مغلوب، محب محبوب، اَبُوَّت، بنوَّت۔

فائدہ: تقابل عدم وملکہ میں دونوں لفظاً مثبت ہوتے ہیں اور نقیضین میں ایک جانب وجودی ہوتی ہے اور ایک عدمی ہوتی ہے۔

ختم شد بحث الفاظ

فائدہ: شے کا ذہن میں حصول دو قسم پر ہے:

(۱)حصول اتصافی اصلی

(۲)حصول ظرفی ظلی

حصول اتصافی اصلی: یہ وہ ہے جس پر آثار اور احکام مرتب ہوتے ہیں جیسے: مومن کا ایمان اور کافر کا کفر۔

حصول ظرفی ظلی: یہ وہ ہے جس پر آثار و احکام مرتب نہیں ہوتے جیسے: مومن کے ایمان کا کسی دوسرے کے پاس علم یا کافر کے کفر کا کسی کو علم ہو جیسے ہمیں ابو جاہل کے کفر کا علم ہے۔

بَحثِ نِسبَتُ بَینَ الکُلِیّیِن

چار قسم پر ہے:

(۱) تَسَاوِیْ (مساوات) (۲) تَبَایُن (مباینت)

(۳) عموم خصوص مطلق (۴) عموم خصوص من وجہ

(۱) نسبت تساوی کی تعریف: ہر ایک کلی دوسری کے تمام افراد پر سچی آئے محمول ہو خبر بنے صادق آئے جیسے: انسان اور ناطق۔

(۲) نسبت تباین کی تعریف: ہر ایک کلی دوسری کے کسی فرد پر صادق نہ آئے جیسے: انسان اور حجر۔

(۳) عموم خصوص مطلق کی تعریف: ایک کلی دوسری کے تمام افراد پر صادق آئے اور دوسری کلی پہلی کے بعض افراد پر سچی آئے جیسے: انسان اور حیوان اس میں انسان اخص مطلق اور حیوان اعم مطلق ہے۔

(۴) عموم خصوص من وجہ کی تعریف: ہر ایک کلی دوسری کے بعض افراد پر صادق آئے جیسے: حیوان اور اسود پس ہر ایک اعم من وجہ اور اخص من وجہ ہوگیا۔ لہٰذا عموم خصوص من وجہ میں ہر کلی ایک لحاظ سے اعم ہوتی ہے اور ایک لحاظ سے اخص ہوتی ہے لہٰذا سب کے لئے یوں کہنا چاہئے کہ جہاں نسبت تساوی ہوگی وہاں دو مادے اجتماعی اور جہاں نسبت تباین ہوگی وہاں دو مادے افتراقی ہوں گے۔ اور جہاں نسبت عموم خصوص مطلق ہوگی وہاں ایک مادہ اجتماعی اور ایک مادہ افتراقی ہوگا اور جہاں نسبت عموم خصوص من وجہ ہوگی وہاں ایک مادہ اجتماعی اور دو مادے افتراقی ہوں گے۔

ترادف اور تساوی میں فرق:

ترادف میں وحدت معنی کا اعتبار ہوتا ہے اور تساوی میں اتحاد صدق اور حمل کا اعتبار ہوتا ہے ان کے مابین نسبت عموم خصوص مطلق ہے یعنی ترادف اخص مطلق اور تساوی اعم مطلق ہے۔

بحث صدق

جب نسبت کی بحث میں صدق کا لفظ بار بار استعمال ہوا ہے اسی مناسبت سے اس کی وضاحت ضروری ہے لہٰذا جاننا چاہئے کہ صدق اہل معقول کے نزدیک تین معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

(۱) حمل: یعنی کسی پر محمول ہونا خبر بننا جس کو مقول ہونا بھی کہتے ہیں جیسے: زید انسان اس میں انسان کو زید کی خبر بنایا جا رہا ہے۔ بحث نسبت اور متواطی اور مشکک یا بحث کلیات میں یہی معنی مراد ہوتا ہے۔

(۲) تحقق وحصول: یہ معنی قضیہ شرطیہ کی بحث میں مراد لیا جاتا ہے۔

(۳) خبر کا حقیقت اور واقع کے مطابق ہونا: یہ معنی قضایا کی بحث میں علم کلام علم معانی میں مراد لیا جاتا ہے اس معنی کے لحاظ سے صدق کا مقابل کذب ہوتا ہے۔

بحث وجود

اس کے دو معانی ہیں۔

(۱) معنی مصدری تحقق وحصول جس کا معنی فارسی میں بودن ہے۔

اس کو وجود مصدری کہتے ہیں اور یہ خارجی چیز نہیں ہوتا بلکہ اعتباری اور انتزاعی ہوتا ہے۔

(۲) حاصل مصدر بمعنی ہستی اس کو وجود انضمامی کہتے ہیں اور یہی خارجی چیز ہوتا

ہے۔اسی کی آگے تقسیمات ہیں۔

یہاں پہلی تقسیم کے لحاظ سے چارقسم پر ہے:

(۱)وجود عینی: اس کواصلی،اصیلی ،حقیقی ،ذاتی ،خارجی کہتے ہیں۔

یہ چیز کاوہ وجود ہے جومرتبہ اوّل میں ہوتاہے اس مرتبہ میں چیز قابل مشاہدہ اور معائنہ ہوتی ہے اس لئے اس کو **وجود فی الاعیان** کہتے ہیں یعنی ایسی چیزوں کی ہستی جو معائنہ میں آسکتی ہے جیسے: زیدکاخارج میں وجود۔

(۲)وجود ظلی: اس کوذہنی،ظرفی،بروزی،عکسی،تجلی بھی کہتے ہیں۔

یہ شے کاوہ وجود ہے جومرتبہ ثانی میں ہوتاہے یااس کے علاوہ میں ہوتاہے جیسے: زیدکاوجودآئینہ اورذہن میں۔

(۳)وجود لفظی: شے پر دلالت کرنے والالفظ بولوتو وجود لفظی ہوگا جیسے: لفظ زید بولنے کے وقت۔

(۴)وجودکتابی: شے پردلالت کرنے والالفظ لکھوتووجودکتابی ہوگاجیسے زیدکا نام لکھنا۔

دوسری تقسیم کے اعتبارسے دوقسم پرہے۔

(۱)وجودنفس الامری: اس کوواقعی بھی کہتے ہیں۔

(۲)وجوداعتباری: اس کوفرضی،لحاظی بھی کہتے ہیں۔

وجودنفس الامری کی وضاحت:

وجودنفس الامرمیں امرکی جگہ اصل میں ضمیرتھی یعنی وجود فی نفسہ یعنی شے کاایسا وجودجوکسی معتبرکے اعتباراورفارض کے فرض کامحتاج نہ ہو۔

پھروجودنفس الامری دوقسم پرہے:

(۱)ذہنی (۲)خارجی

پھر ذہنی کی دو تقسیمیں کرتے ہیں: پہلی تقسیم کے اعتبار سے دو قسم پر ہے۔

(۱) ذہنی اصلی: جیسے زید کے علم کا وجود جو کسی کے ذہن میں ہے وہ ذہنی اصلی ہے کیونکہ علم زید اپنے مرتبۂ اوّل میں ہے

(۲) ذہنی ظلی: جیسے زید کا وجود کسی کے ذہن میں یہ ذہنی ظلی ہے کیونکہ زید کا یہ وجود مرتبۂ ثانی میں ہے۔

دوسری تقسیم کے اعتبار سے دو قسم پر ہے۔

(۱) وجود ذہنی حقیقی: جیسے واجب الوجود کا علم

(۲) وجود ذہنی تقدیری: جیسے شریک باری تعالیٰ کا علم

پھر وجود ذہنی حقیقی دو قسم پر ہے:

(۱) ذہنی حقیقی اصلی (۲) ذہنی حقیقی انتزاعی

پھر خارجی کی دو تقسیمیں کرتے ہیں۔

پہلی تقسیم کے اعتبار سے دو قسم پر ہے

(۱) خارجی اصلی: جیسے زید کا وجود خارج میں۔

(۲) خارجی ظلی: جیسے زید کی تصویر وجود خارجی ظلی ہے۔

دوسری تقسیم کے اعتبار سے دو قسم پر ہے:

(۱) خارجی حقیقی: جیسے تمام کائنات۔

(۲) خارجی تقدیری: جیسے عنقاء پرندہ۔

وجود خارجی میں جو خارجی بولا جاتا ہے اس کی وضاحت یہاں خارج دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

(۱) خارج عن الذہن (۲) تحقق وحصول اصلی چاہے ذہن میں ہو یا باہر

دوسرا معنی اعم ہے اور پہلا معنی اخص ہے

پھر وجود اعتباری دو قسم ہے:

(۱) ذہنی: ذہن میں کسی چیز کے وجود کا اعتبار۔

(۲) خارجی: خارج میں کسی چیز کے وجود کا اعتبار۔

وجود نفس الامری وجود انتزاعی وجود خارجی وجود ذہنی چاروں میں نسبت کا بیان۔

وجود نفس الامری وجود خارجی ایک طرف ان کے مقابلے میں وجود انتزاعی۔ دوسری طرف ان کی آپس میں نسبت تباین کلی ہے کیونکہ نفس الامری اور خارجی انتزاعی نہیں ہوسکتے اور انتزاعی ان دونوں میں سے کوئی نہیں ہوسکتا۔

اب نفس الامری اور ذہنی کے مابین نسبت عموم خصوص من وجہ کی ہے یعنی بعض نفس الامری ذہنی ہوتے ہیں اور بعض ذہنی نفس الامری ہوتے ہیں۔

پہلی اجتماعی مثال: جو چیز خارج میں موجود ہے اور ذہن میں اس کا علم ہے وجود ذہنی بھی ہے اور نفس الامری بھی ہے یعنی اس میں دونوں جمع ہیں۔

دو افتراقی مادوں کی مثال: وہ حقائق جو موجود ہیں لیکن ان کا علم کسی کو نہیں ان کا وجود نفس الامری ہے ذہنی نہیں وہ ذہنی چیزیں جو محض اعتباری ہوں اور ان کا نفس الامر میں وجود ہی نہ ہو جیسے: دو اور دو پانچ یہ وجود ذہنی ہے نفس الامری نہیں۔

اب نفس الامری اور خارجی ان کے درمیان نسبت عموم خصوص مطلق کی ہے یعنی ہر خارجی نفس الامری ضرور ہوتا ہے اور ہر نفس الامری خارجی نہیں ہوتا۔

تنبیہ: یہ نسبتیں خارج کے پہلے معنی کے لحاظ سے ہیں جو اخص ہے دوسرے معنی کے لحاظ سے نہیں جو اعم ہے وہ سب کو شریک ہوتا ہے۔

(بحوالہ: حاشیہ دسوقی علی شرح الخبیصی اور حاشیہ سیالکوٹی علی القطبی)

تیسری تقسیم کے اعتبار سے دو قسم پر ہے۔

(۱) وجود محمولی: اس کو وجود فی نفسہ بھی کہتے ہیں۔

(۲) وجود رابطی: اس کو وجود لغیرہ بھی کہتے ہیں۔

وجود محمولی: لفظ وجود یا اس کے مرادف کا مشتق کسی شے کا محمول بن رہا ہو جیسے: زَیْدٌ کَائِنٌ، زَیْدٌ مَوْجُوْدٌ، زَیْدٌ ثَابِتٌ، زَیْدٌ مُتَحَقِّقٌ کہتے ہیں۔

(۲) وجود رابطی: کسی شے کا دوسری شے کے لئے وجود، ثبوت، حکم اور نسبت کو وجود رابطی کہتے ہیں۔

خلاصہ فرق: پہلا کان تامہ کا معنی ہے اور دوسرا کان ناقصہ کا معنی ہے۔

لطیفہ: ایک ہے یوں کہنا کہ فلاں شے خارج میں موجود ہے اور ایک یہ کہنا کہ وجود خارج میں ہے مثلاً آپ کہتے ہیں کہ زید موجود فی الخارج اس کا مطلب ہے کہ زید خارج میں موجود ہے لہٰذا خارج وجود کا ظرف ہے اور جب آپ کہتے ہیں کہ وجود خارج میں ہے تو اس کا مطلب ہے کہ چیز خارج میں ہے کیونکہ وجود کا وجود نہیں ہوسکتا۔

ختم شد بحث وجود و شروع شود بحث حمل

بحث حمل

حمل کالغوی معنی: برداشتن (اٹھانا) ہے۔

حمل کی مشہور تعریف: دو چیزوں میں تغایر فی المفہوم اور اتحاد فی الوجود ہو یا اتحاد المغایرین باعتبار باعتبار۔

اس تعریف پر دو اعتراض ہوتے ہیں۔

اعتراض اوّل: اس تعریف سے حمل اَوّلی نکل جاتا ہے کیونکہ حمل اَوّلی میں موضوع محمول کا مفہوم ایک ہوتا ہے جیسے زیدٌ زیدٌ لہٰذا تغایر فی المفہوم والی شرط نہ رہی۔

اعتراض ثانی: اس تعریف سے وہ حمل بھی خارج ہوتا ہے جس میں محمول کا موضوع ایسی چیز ہو جس کا وجود ہی نہ ہو جیسے: شریک الباری ممتنع اب شریک باری تعالیٰ کا تو وجود بھی نہیں تو اتحاد کیسے ہوگا جب کہ اتحاد کے لئے ضروری ہے کہ کم از کم دو ہوں۔ تو لہٰذا اتحاد فی الوجود والی شرط نہ رہی

ان دو اشکالوں سے بچنے کے لئے صاحب سلم العلوم نے جو تعریف کی ہے وہ یہ ہے کہ کسی نہ کسی طرح دو چیزوں میں تغایر فی المفہوم ہو اور اتحاد فی الوجود ہو اس تعریف سے مذکورہ بالا دو اشکال ختم ہو جاتے ہیں اور وہ اس طرح کہ حمل اَوّلی کی مثال دیتے ہیں زیدٌ زیدٌ اس میں موضوع یعنی زید کو باعتبار ذات کے اور محمول کو باعتبار کسی وصف کے بناؤ تو اب اس میں تغایر فی المفہوم ہونا کسی طرح پایا گیا تو لہٰذا مذکورہ بالا ایک اعتراض ختم ہو گیا دوسرا اعتراض یوں ختم ہوتا ہے کہ شریک باری تعالیٰ کا وجود وہمی بنالو تو اب وہ اشکال بھی ختم ہو گیا۔

اب ایک اور اعتراض ہوتا ہے مذکورہ بالا دونوں تعریفوں پر اعتراض یہ ہے کہ

آپ نے تعریف میں کہا کہ دو چیزوں میں تغایر فی المفھوم ہو اور اتحاد فی الوجود ہو جبکہ حمل بالاشتقاق میں اتصاف ہوتا ہے اتحاد تو ہوتا ہی نہیں تو لہٰذا یہ دونوں تعریفیں ناقص ہوئیں یہ اعتراض بندہ ناچیز کی طرف سے ہے۔

اس کا حل یہ ہے کہ ہر ایک کی علیحدہ علیحدہ تعریف کی جائے

حمل کی تقسیم: حمل کی دو تقسیمیں کرتے ہیں۔

پہلی تقسیم کے اعتبار سے دو قسم پر ہے۔

(۱) حمل اوّلی: اس کو حمل اعتباری بھی کہتے ہیں اور حمل الشی علیٰ نفسہ بھی کہتے ہیں یعنی شے کا اپنی ذات پر حمل اس کا ضابطہ یہ ہے کہ اس میں شے کا موضوع اور محمول ایک ہوتا ہے ان میں تغایر محض تعقل اور ادراک میں ہوتا ہے لیکن مفہوم میں نہیں ہوتا مفہوم دونوں کا ایک ہوتا ہے جیسے: زید زید حمل اوّلی کی چار صورتیں ہیں۔

(۱) شے واحد میں بالکل تعدد نہ ہو یعنی التفات، توجہ میں بھی بالکل تعدد نہ ہو یہ صورت باطل ہے۔

(۲) شے واحد کی طرف نفس کی توجہ اور التفات میں تعدد ہو لیکن یہ تعدد التفات موضوع ومحمول کی حیثیت یا نسبت تقییدیہ نہ بنے جس کی وجہ سے ادراک میں تو تعدد ہوگا مگر مُدرَک میں نہیں ہوگا اس کی صحت اور افادیت میں اختلاف ہے۔

(۳) التفات اور ادراک کا تعدد موضوع محمول دونوں یا ایک کی قید بنے۔

(۴) التفات اور ادراک کے تعدد کے بعد دونوں میں اعتباری تعدد بھی ملحوظ ہو پھر اس کے بعد اس کے لفظ کو موضوع کی حقیقت کا عنوان بنایا جائے۔

(۲) حمل شائع یا حمل متعارف: اس کو حمل حقیقی بھی کہتے ہیں۔

پھر یہ دو قسم پر ہے:

(۱) حمل ذاتی: اس کو حمل بالذات کہتے ہیں۔

وہ ہے جس میں شے کی ذاتیات محمول ہوں (یعنی نوع جنس فصل) جیسے زید انسان الانسان حیوان۔

(۲) حمل عرضی: اس کو حمل بالعرض کہتے ہیں۔

وہ جس میں شے کی عرضیات محمول ہوں (یعنی خاصہ عرض عام) جیسے: اَلْاِنْسَانَ ضَاحِکٌ، اَلْاِنْسَانُ مَاشٍ۔

دوسری تقسیم کے اعتبار سے دو قسم پر ہے:

(۱) حمل بالمواطات: اس کو ھُوَ ھُوَ کے ساتھ بھی تعبیر کرتے ہیں۔

مصدر جعلی یا حقیقی کا حمل ہو کسی شے پر حمل بالاشتقاق ہوتا ہے۔

اور اگر مشتق یا جامد کا حمل ہو کسی شے پر حمل بالمواطات ہوتا ہے۔

ان دونوں میں فرق: حمل بالمواطات میں اتحاد ہوتا ہے۔

اور حمل بالاشتقاق میں اتصاف ہوتا ہے۔

بحث اِمکان، وجوب، امتناع

امکان کی بحث

امکان کیا ہے اس کو سمجھنے کے لئے امکان کی تقسیم ضروری ہے کیونکہ ایسی تعریف ممکن نہیں جو تمام قسموں کو شامل ہو لہٰذا امکان تین قسم پر ہے:

(۱) امکان عام (۲) امکان خاص (۳) امکان استعدادی

امکان استعدادی کی بحث قوت اور فعل کی بحث میں آئے گی۔

بحث امکان عام

امکان عام: اس کو سمجھنے کے لئے چھوٹی سی تمہید ضروری ہے۔

واجب کا وجود ضروری ہوتا ہے تو وجود اس کی جانب موافق ہوگا اور عدم اس کی جانب مخالف اور ممتنع کا عدم ضروری ہوتا ہے تو عدم ممتنع کی جانب موافق ہوگا اور وجود اس کی جانب مخالف ہوگا ممتنع کو محال بھی کہتے ہیں۔

امکان عام کی تعریف: شے کی جانب مخالف کا ضروری نہ ہونا عام از یں کہ جانب موافق ضروری ہو یا نہ ہو۔

اب جانب مخالف یا تو وجود ہوگی یا عدم اور جانب موافق بھی یا تو وجود ہوگی یا عدم اب اگر جانب موافق وجود ہوگی تو واجب اور اگر عدم ہو تو ممتنع اور اگر دونوں ضروری نہ ہوں تو ممکن خاص۔

تنبیہ: جو امکان عام تینوں کا مقسم ہے وہ مطلق الشیٔ کے درجہ میں ہے یعنی مطلق الامکان العام لہٰذا یہ اِطلاق اور تقیید کی قید سے خالی ہے۔

تقیید کے تحت دو قسمیں ہیں واجب اور ممتنع اور اطلاق کے تحت ایک قسم ہے ممکن خاص پھر ممکن عام دو قسم پر ہے:

(۱) ممکن عام مقید بجانب الوجود اس کو ممکن عام وجودی کہتے ہیں۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ جب جانب موافق وجود کو خاص کر لیا ہے تو اس کی جانب مخالف عدم رہ جائے گی تو وہ ضروری نہیں ہوگی لہٰذا اس کے تحت دو فرد رہ جائیں گے واجب اور ممکن خاص۔

(۲) ممکن عام مقید بجانب العدم اس کو ممکن عام عدمی کہتے ہیں۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ جب جانب موافق عدم کو خاص کر لیا جائے گا تو اس کی جانب مخالف وجود رہ جائے گی تو وہ ضروری نہیں ہوگی لہٰذا اس کے تحت دو فرد رہ جائیں گے

ممتنع اور ممکن خاص لہٰذا مطلق ممکن عام یعنی جو جانب وجود یا عدم میں سے کسی کے ساتھ مقید نہ ہو اس کے تحت تینوں فرد آتے ہیں واجب، ممتنع، ممکن خاص اور اگر مقید ہو جائے جانب وجود کے ساتھ یعنی وجودی بن جائے تو اس کے تحت دو فرد آتے ہیں واجب اور ممکن خاص۔

اور اگر مقید ہو جائے جانب عدم کے ساتھ یعنی عدمی بن جائے تو اس کے تحت دو فرد آتے ہیں ممتنع اور ممکن خاص۔

امکان خاص کی تعریف: شے کے وجود اور عدم کا ضروری نہ ہونا جیسے تمام مخلوقات کا وجود وعدم ضروری نہیں۔

امکان خاص: دو قسم ہے

امکان ذاتی: معلوم کی ذات کا مقتضیَ وجود وعدم نہ ہونا اور اُس کے وجود کے رُجحان کا محتاجِ علت ہونا اور اُس کے عدم کے لئے علت وجود کے عدم کا کافی ہونا

مثال: تمام ممکنات چاہے موجود ہیں یا معدوم

امکان وقوعی: معلوم کے وقوع، لاوقوع اور وجود وعدم کا کسی محظور عقلی اور محال بالذات کو مستلزم نہ ہونا یعنی اجتماع نقیضین و اجتماع ضدین وغیرہ کو مستلزم نہ ہونا

دونوں کے درمیان نسبت: عموم خصوص مطلق ہے ممکن ذاتی اعم مطلق ہے اور ممکن وقوعی اخص مطلق ہے کیونکہ واجب وقوعی اور ممتنع وقوعی جو آگے آرہے ہیں ممکن ذاتی ہیں مگر ممکن وقوعی نہیں ہیں تو یہ مادہ افتراقی ہوگیا ہے اور واجب بالغیر مادہ اجتماعی ہوگیا

وجوب کی تعریف: شے کے وجود کا ضروری ہونا جیسے اللہ تعالیٰ کا وجود اسی لئے اس کو واجب الوجود کہتے ہیں لہٰذا یہاں وجوب کا معنیٰ لزوم ہے ثبوت نہیں۔

وجوب تین قسم ہے

(۱)وجوب ذاتی (۲)وجوب غیری (۳)وجوب وقوعی

(۱)وجوب ذاتی،واجب بالذات

معلوم کی ذات کا اپنے وجود کا مقتضی ہونا

بلفظ دیگر: معلوم کا اِس طرح ہونا کہ اُس کا محض عقلی تصور اُس کے وجود کا مقتضی ہو اور اسی طرح امتناع عدم کا

بعبارت دیگر: معلوم کا اس طرح ہونا کہ قطعی طور پر لذاتہ وجود کا تقاضا کرے اِس کا مصداق صرف ذات الہ ہے

(۲)وجوب غیری،واجب بالغیر

معلوم کا اس طرح ہونا کہ اُس کا وجود کسی غیر کا مقتضیٰ ہو

بلفظ دیگر: معلوم کی علتِ تامہ کا وجودِ خارجی

نسبت: اِن دونوں کے درمیان نسبت تباین ہے

(۳)وجوب وقوعی،واجب بالوقوع

جس کے عدم وجود سے محظور عقلی لازم آئے اگرچہ ممکن بالذات ہو جیسے عند الفلاسفۃ اللہ جل شانہ سے صادر ہونے والے معلولات وآثار جن کی ایجاد اور تخلیق مقتضائے ذات ہے جیسے عقل،روح،نور،پانی وغیرہ

نسبت: ان دونوں کے درمیان نسبت عموم من وجہ ہے

امتناع کی تعریف:

شے کے عدم کا ضروری ہونا جیسے شریک باری تعالیٰ کا محال ہونا۔

امتناع: تین قسم ہے

(۱)امتناع ذاتی (۲)امتناع غیری (۳)امتناع وقوعی

امتناع ذاتی، ممتنع بالذات: جس کا عدم اُس کی ذات کا حتمی مقتضیٰ ہو

بلفظ دیگر: عقل انسانی محض اُس کے تصور ہی سے اُس کے ممتنع ہونے کا حکم کرے جیسے شریک باری تعالیٰ، اجتماع نقیضین وضدین، **تقدم الشیٔ علی نفسہ**

امتناع غیری، ممتنع بالغیر:

جس کا عدم اُس کے غیر کا مقتضیٰ ہو اور اُس کی ذات کا مقتضیٰ نہ ہو

بلفظ دیگر: شیٔ کی علت تامّہ کا عدم تحقق جیسے نہ صادر ہونے والے ممکنات

نسبت: دونوں کے درمیان نسبت عموم مطلق ہے

امتناعِ وقوعی، ممتنع بالوقوع:

جس کے وقوع سے کوئی باطل اور محال لازم آئے اگر چہ ذاتی طور پر ممکن ہو جیسے دو مستقل علتوں سے معلول واحد کا صدور جیسے پانی کی حرارت کا آگ اور سورج سے بیک وقت صادر ہونا

نسبت: ان دونوں کے درمیان عموم مطلق ہے

بحث قوت اور فعل

قوت دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

معنی اوّل: محض امکان حصول

معنی ثانی: امکان حصول عام از یں کہ حاصل ہو یا نہ ہو۔

پہلا معنی اخص ہے دوسرا معنی اعم ہے پہلے معنی کے لحاظ سے قوت اور فعل کے درمیان نسبت تباین کی ہے دوسرے معنی کے لحاظ سے قوت اور فعل کے درمیان نسبت عموم خصوص مطلق کی ہے اعم مطلق قوت ہے اور اخص مطلق فعل ہے۔

خیال رہے: بالقوۃ کو امکانِ اِستعدادی بھی کہتے ہیں جس طرح کہ امکان

استعدادی کو بالقوۃ کہتے ہیں اور بالقوۃ کو امکان استعدادی کہنے کی وجہ یہ ہے کہ بالقوۃ یا تو امکان ذاتی کو مستلزم ہوتا ہے یا اس کے ساتھ مجتمع ہوتا ہے۔

پھر قوت دو قسم پر ہے:

(۱) قوت قریبہ بالفعل: جیسے اس شخص کے لکھنے کی صلاحیت جس نے لکھنا سیکھا ہے لیکن ابھی لکھ نہیں رہا۔

(۲) قوت بعیدہ عن الفعل: جیسے اس شخص کے لکھنے کی صلاحیت جس نے لکھنا سیکھا ہی نہیں یا ہر اس شخص کی قوت اور صلاحیت وکیل بننے کی جس کو وکیل نہیں بنایا گیا۔

فعل کی تعریف: امکان حصول مع الحصول۔

کلی کی تقسیم باعتبار امکان افراد وامتناع افراد دو قسم ہے

(۱) ممتنع الافراد جیسے شریک باری تعالیٰ

(۲) ممکن الافراد

مؤخر الذکر دو حال سے خالی نہیں خارج میں کوئی فرد نہیں پایا جائے گا جیسے عنقاء (اس کو کلی معدوم الافراد کہا جاتا ہے) یا پایا جائے گا مؤخر الذکر دو حال سے خالی نہیں اُس کا ایک فرد پایا جائے گا اور اُس کے ساتھ دوسروں کا پایا جانا ممتنع ہوگا یا ممکن ہوگا اول جیسے ذات باری تعالیٰ ثانی دو حال سے خالی نہیں ہوگا اُس کے ساتھ دوسرے پائے جائیں گے یا نہیں پائے جائیں گے ثانی جیسے شمس وقمر اول پھر دو حال سے خالی نہیں متناہی ہوں گے یا غیر متناہی (یعنی محدود، لامحدود) اول جیسے کواکب سبعہ سیارۃ ثانی جیسے نفوس ناطقہ عند الفلاسفہ اور جنت کی نعمتیں عند اہل الاسلام

سوال: کلی کی اس تقسیم میں آپ نے کہا کہ اس کے افراد کا خارج میں پایا جانا ممکن ہوگا یا ممتنع یہ جو تم نے ممکن کا ذکر کیا ہے اس سے کون سا ممکن مراد ہے ممکن خاص یا ممکن عام اگر ممکن خاص مراد لو تو آگے ذات حق کو اس کا فرد بنانا غلط ہے کیونکہ وہ ممکن عام کا فرد ہے اور ممکن خاص کے افراد صرف مخلوقات ہیں اور اگر مراد ممکن عام لو تو تقابل درست نہیں کیونکہ ممکن عام سب کو شامل ہوتا ہے ممتنع کو بھی ممکن خاص کو بھی لہٰذا تقابل درست نہ ہوا کیونکہ افراد کو شے کے مقابلے میں رکھنا غلط ہے ہمیشہ شے کے مقابلے کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس کا فرد نہ ہو ورنہ تقابل نہ ہوگا؟؟؟

جواب: ہماری مراد اس ممکن سے ممکن عام ہے لیکن مطلق نہیں بلکہ ممکن عام مقید بجانب الوجود ہے تو اس کے تحت دو فرد آتے ہیں واجب اور ممکن خاص۔

اب ممتنع خارج ہوگیا تو تقابل بھی درست ہوگیا اور ذات حق کو اس کا فرد بنانا بھی۔

منشا توحید و شرک:

منشا بنیاد کو کہتے ہیں یعنی توحید کی بنیاد کیا ہے اور شرک کی بنیاد کیا ہے۔

ہر لحاظ سے محتاج ہونا مخلوق کی خصوصیت ہے اور ہر لحاظ سے بے پرواہ ہونا (یعنی غیر محتاج ہونا) خالق کی خصوصیت ہے بالفاظ دیگر خالق کو ہر طرح بے نیاز اور مخلوق کو ہر طرح نیاز مند سمجھنا اب کسی طرح کی بے نیازی مخلوق میں سمجھنا یا کسی طرح کی محتاجی یا نیاز مندی خالق میں سمجھنا یہ منشا شرک ہے اور مشرکین میں منشا شرک اس معنی میں پایا جانا دیوبندیوں کے شیخ شبیر عثمانی نے اپنی تفسیر میں تسلیم کیا ہے اگر یہ عقیدہ نہ پایا جائے تو شرک اعتقادی کا پایا جانا محال ہے۔

ختم شد بحث تقسیم کلی

بحث مبادی تصورات یعنی کلیات خمسہ

کلی اور جزئی کی تعریف: خیال رہے کہ کلی جزئی مفہوم کی قسمیں ہیں۔

اور مفہوم ما حصل فی الذھن کو کہتے ہیں۔ یعنی کسی بھی شے سے چاہے وہ لفظ ہو یا غیر لفظ جو صورت اور خیال ذہن میں آئے اس کو مفہوم کہتے ہیں دوسرے لفظوں میں ادراک ذہنی کو مفہوم کہتے ہیں اور یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ یہ چھ (٦) لفظ مفہوم، معنی، مدلول مسمی، مقصود، مراد ان میں ذاتی کوئی فرق نہیں اعتباری فرق ہے۔

(۱) مفہوم: اگر کسی لفظ سے سمجھ آئے۔

(۲) مدلول: اگر لفظ اس پر دلالت کرے۔

(۳) معنی: اگر لفظ سے اس کا ارادہ کیا جائے۔

(۴) مسمی: اگر اس کے مقابلے میں کوئی اسم رکھا جائے (اسم سے مراد نام ہے)

(۵) مقصود

(٦) مراد

مفہوم اور حقیقت میں فرق:

حقیقت موجود کی ہوتی ہے اور مفہوم موجود و معدوم دونوں کا ہوسکتا ہے جیسے: شریک باری تعالیٰ اس کا مفہوم ہے لیکن حقیقت نہیں اس سے یہ وہم دور ہو جائے گا کہ ہر مفہوم حقیقت ہوتا ہے۔

مفہوم اور معروض کا فرق:

مفہوم لفظ کا معنی ہوتا ہے معروض جس کے لئے وہ معنی ثابت ہو۔

جیسے ناطق کا مفہوم مدرک کلیات ہے یعنی قوتِ ذہنیہ دراکیہ فکریہ عقلیہ رکھنے والا اور انسان اس کا معروض ہے۔

کلی کی تعریف: مَالَا یَمْنَعُ نَفْسُ تَصَوُّرِہٖ فَرْضَ صِدْقِہٖ عَلٰی کَثِیْرِیْنَ۔

جزئی کی تعریف: مَا یَمْنَعُ نَفْسُ تَصَوُّرِہٖ فَرْضَ صِدْقِہٖ عَلٰی کَثِیْرِیْنَ یہاں صدق سے مراد حمل ہے جس کا ذکر گزر چکا

فرض دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے:

(۱) تقدیر عقلی: یعنی عقل کا کسی چیز کو فرض کرنا عام ازیں جائز رکھے یا نہ رکھے۔

اس معنی میں محال اور ممکن دونوں کو فرض کیا جاسکتا ہے۔

(۲) تجویز عقلی: یعنی عقل کا کسی حکم کو جائز رکھنا۔

اس معنی میں ممکن کو فرض کیا جاسکتا ہے محال اور ممتنع کو نہیں۔

یہاں جواز بمعنی صحت ہے اب کلی وجزئی کی تعریف کا حاصل یہ ہوا

کہ جس کا محض تصور شرکت کثیرین سے مانع نہ ہو تو کلی اور اگر مانع ہو تو جزئی کلی عام ہوتی ہے جزئی خاص ہوتی ہے خاص ملزوم ہوتا ہے اور عام اس کو لازم ہوتا ہے۔

کلی وجزئی کی وجہ تسمیہ

جزئی کلی کا کل ہوتی ہے اور کلی جزئی کا جزء ہوتی ہے جزئی کی وجہ سے کلی کو کلی کہتے ہیں اور کلی کی وجہ سے جزئی کو جزئی کہتے ہیں جزئی کلی پر مشتمل ہوتی ہے کلی جزئی پر محمول ہوتی ہے۔

کل جزء اور کلی جزئی میں فرق:

(۱) کل اجزاء اور حصوں سے مرکب ہوتا ہے اور کلی جزئی میں ایسا نہیں ہوتا۔

(۲) کل کو جزء کے لئے مبتدا نہیں بنایا جاسکتا ہے یعنی کل کا جزء پر حمل نہیں ہوسکتا جبکہ کلی کا جزئی پر حمل ہوتا ہے۔

(۳) کل جزء میں داخل نہیں ہوتا جبکہ کلی ہمیشہ جزئی میں داخل ہوتی ہے یعنی کل

جزء کا جزء نہیں ہوتا جبکہ کلی جزئی کا جزء ہوتی ہے۔

(۴) کل جزء خارج میں موجود ہوتے ہیں جبکہ کلی جزئی خارج میں موجود نہیں ہوتے کیونکہ معقولات ثانیہ میں سے ہیں

(۵) کل جزء سے بڑا ہوتا ہے جبکہ کلی جزئی کو بڑا چھوٹا نہیں کہہ سکتے۔

(۶) کلی جزئی نہیں ہوسکتی اور جزئی کلی نہیں ہوسکتی جبکہ کل کلی ہوسکتا ہے اور جزئی بھی۔

اب کلی کی پانچ قسمیں ہیں اور اس کو کلیات خمس کہتے ہیں اور وہ یہ ہیں

(۱) نوع (۲) جنس

(۳) فصل (۴) خاصہ

(۵) عرض عام

کلیات خمس کی وجہ حَصر

کلی اپنے افراد کی حقیقت میں داخل ہوگی یا خارج یا نہ داخل ہوگی نہ خارج تین صورتیں حاصل ہوئیں اگر داخل ہو تو دو حال سے خالی نہ ہوگی اعم ہوگی یا اخص داخل عام کو جنس کہتے ہیں اور داخل اخص کو فصل کہتے ہیں اور اگر حقیقت سے خارج ہو تو اس کی بھی دو حالتیں ہوں گی اعم ہوگی یا اخص اگر خارج اعم ہو تو اس کو عرض عام کہتے ہیں اور خارج اخص کو خاصہ کہتے ہیں اور تیسری قسم یعنی نہ داخل نہ خارج کو نوع کہتے ہیں۔

بالفاظِ دیگر:

کلی اپنے افراد کی حقیقت کا عین ہوگی یعنی اس کے افراد کی حقیقت اور اس کلی کے درمیان کوئی فرق نہ ہو یا غیر ہوگی اوّل کو نوع کہتے ہیں ثانی پھر دو حال سے خالی نہ ہوگی جزء ہوگی یا خارج پھر آگے وہی تقریر ہے جو اوپر گزری۔

بالفاظِ دیگر:

مابہ الاشتراک داخلی ہوگا یا خارجی داخلی کو جنس اور خارجی کو عرض عام کہتے ہیں مابہ الامتیاز بھی دو حال سے خالی نہ ہوگا داخلی اور خارجی داخلی کو فصل کہتے ہیں اور خارجی کو خاصہ اور اگر نہ مابہ الاشتراک ہو اور نہ مابہ الامتیاز ہو تو نوع ہے۔

بالفاظِ دیگر:

کلی اپنے افراد کے مفہوم کا جزء ہوگی یا خارج اگر جزء ہو تو دو حال سے خالی نہ ہوگی جزء مشترک ہوگی یا جزء ممیّز یا دونوں نہیں ہوں گی یعنی جزء ہی نہ ہوگی اوّل کو جنس ثانی کو فصل کہتے ہیں اور ثالث اگر حقیقت افراد کا عین ہو تو نوع ورنہ دو حال سے خالی نہ ہوگی خالی مشترک ہوگی یا خالی مُمیّز اوّل عرض عام ہے ثانی خاصہ۔

بالفاظِ دیگر:

کلی اپنے افراد کی حقیقت کا جزء ہوگی یا خارج اگر جزء ہوگی تو پھر تمام مشترک ہوگی یا بالکل مشترک نہیں ہوگی۔

پہلی کو جنس دوسری کو فصل کہتے ہیں اگر خارج ہوگی تو مشترک ہوگی یا نہیں اوّل کو عرض عام کہتے ہیں اور ثانی کو خاصہ۔

بالفاظِ دیگر:

کلی ماھو کے جواب میں بولی جائے گی شَیْئٍ هُوَ فِیْ ذَاتِهٖ کے جواب میں بولی جائے گی یا اَیُّ شَیْئٍ هُوَ فِیْ عَرْضِهٖ کے جواب میں بولی جائے گی یا ان میں سے کسی کے جواب میں نہ بولی جائے بلکہ کیف کے جواب میں بولی جائے۔

پہلی کو نوع اور جنس کہتے ہیں ان کے مابین فرق کے ساتھ دوسرے کو فصل تیسرے کو خاصہ چوتھے کو عرض عام کہتے ہیں۔

ذاتی دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

(۱) جو اپنے افراد کی حقیقت میں داخل ہو۔

(۲) جو اپنے افراد کی حقیقت کا غیر نہ ہو عام از یں کہ داخل ہو یا نہ۔

پہلے معنی کے لحاظ سے نوع کو ذاتی نہیں کہا جاسکتا دوسرے معنی کے لحاظ سے نوع بھی ذاتیات میں داخل ہے۔

فائدہ: مطالب ثلاثہ یعنی استفہام کے تین کلمے مَا اور اَیُّ شَیۡءٍ فِیۡ ذَاتِہٖ اور اَیُّ شَیۡءٍ فِیۡ عَرۡضِہٖ کا فرق۔

مَا کے ساتھ زیادہ تر شے کی حقیقت کے متعلق سوال کیا جاتا ہے لہٰذا اس کے ترجمہ میں کہنا ہوتا ہے کیا چیز ہے۔

اور اَیُّ شَیۡءٍ فِیۡ ذَاتِہٖ کے ساتھ ممیز ذاتی کے متعلق سوال کیا جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ ممیز ذاتی صرف فصل ہوتا ہے۔

اور اَیُّ شَیۡءٍ فِیۡ عَرۡضِہٖ کے ساتھ ممیز عرضی کے متعلق سوال کیا جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ ممیز عرضی صرف خاصہ ہی ہوتا ہے۔

اب یہ سمجھنا چاہئے کہ ما کے جواب میں تین چیزیں واقع ہوتی ہیں۔

(۱) نوع: یہ اس وقت جواب میں واقع ہوگی جب سوال میں جزئی حقیقی ہو عام از یں کہ سوال خصوصیت کے ساتھ ہو یا شرکت کے ساتھ خصوصیت کا مطلب ہے کہ ایک جزئی حقیقی مذکور ہو جیسے: ما زید (زید کیا چیز ہے) جواب آئے گا انسان۔

اور شرکت کا مطلب ہے کہ اس کے ساتھ اور جزئی حقیقی اسی طرح کی مذکور ہو جیسے ما زید و عمرو تو جواب پھر بھی انسان ہوگا۔

(۲) حد تام: یعنی مکمل ذاتیات جنس اور فصل یہ اس وقت جواب میں واقع ہوگی جب سوال میں نوع خصوصیت کے ساتھ مذکور ہو شرکت کے ساتھ نہیں جیسے:

ماالانسان تو جواب میں آئے گا حیوان ناطق۔

(۳) جنس: یہ اس وقت جواب میں مذکور ہوگا جب سوال میں نوع دوسری انواع کے ساتھ شرکت کے ساتھ مذکور ہو جیسے: اَلْاِنْسَانُ وَالْفرسُ وَالْغنمُ مَاھُمْ تو جواب میں آئے گا حیوان۔

ماہیت حقیقت ھُوِیّت کا فرق

ماہیت تین معنوں میں استعمال ہوتا ہے ایک معنی فلسفی ہے دو معنی منطقی

(۱) معنی فلسفی: مابہ الشی ھو ھو۔

(۲) معنی منطقی: مَاحَصَلَ فِی الذِّھْنِ۔

(۳) جو ماھو کے جواب میں بولا جائے۔

پہلے معنی کی وضاحت اس سے پہلے یہ سمجھنا چاہئے کہ لفظ ماہیت لفظ ما اور یائے نسبت اور تا مصدریت سے مرکب ہے اصل میں تھا مَائِیَّۃٌ (ما والا ہونا) ما اسم استفہام تھا اور دو حرفی تھا جب دو حرفی کلمہ کی طرف نسبت کی جائے تو اگر دوسرا حرف الف مدہ ہو تو یائے نسبت سے پہلے ہمزہ زیادہ کرتے ہیں تو بن گیا مَائِیَّۃٌ پھر ہمزہ کو ھا سے بدلا جس طرح کہ اراق کو ھراق پڑھتے ہیں کیونکہ عرب والے ھمزہ کو ثقیل سمجھتے ہیں اس وجہ سے اس کو ھاء سے بدل دیتے ہیں۔

اب پہلے معنی کی وضاحت یہ ہے کہ ماہیت شے کی وہ ہوتی ہے جس کے ساتھ وہ شئے شے بنتی ہے جیسے: عمرو اور بکر کی ماہیت انسان مع التشخص۔

پھر ماہیت تین قسم پر ہے:

(۱) ماہیت خارجیہ (۲) ماہیت ذہنیہ (۳) ماہیت اعتباریہ

(۱) ماہیات خارجیہ: جو چیزیں خارج میں ہوں یا جن کا

مشاہدہ کیا جائے۔

(۲) ماہیات ذہنیہ: یعنی ذہنی چیز جیسے علم ان دونوں ماہیات کو نفس الامری کہتے ہیں۔

ان کے مقابلے میں ماہیات اعتباریہ ہوتی ہیں۔

(۳) ماہیات اعتباریہ:

جیسے: شریک باری تعالیٰ اور مراتب اعداد پھر یہ دو قسم پر ہیں۔

(۱) اعتباریات صادقہ (انتزاعیہ عند المتکلمین):

جن کا منشائے انتزاع خارج میں موجود ہو جیسے پانچ اور پانچ دس۔

(۲) اعتباریات کاذبہ (اختراعیہ عند المتکلمین):

جن کا منشائے انتزاع خارج میں موجود نہ ہو جیسے ایسا پانچ جو دو اور دو کا مجموعہ فرض کیا جائے

تنبیہ: اصطلاحی چیزیں سب ماہیات اعتباریہ صادقہ ہوتے ہیں جیسے اسم فعل، حرف عند النحاۃ اور نوع جنس، فصل وغیرہ عند المناطقہ۔

حقیقت اسی ماہیت کو کہتے ہیں پہلے معنی کے لحاظ سے بشرطیکہ نفس الامر میں موجود ہو یعنی ماہیت نفس الامری کو حقیقت کہتے ہیں چاہے خارجیہ ہو یا ذہنیہ۔

لہٰذا ماہیت اور حقیقت کے درمیان نسبت عموم خصوص مطلق کی ہے یعنی ہر حقیقت ماہیت ہوگی لیکن ہر ماہیت حقیقت نہیں ہوگی۔

ھویت: ھو کی طرف نسبت ہے اور ھو یہاں معین شخص سے کنایہ ہے ھویت کو سمجھنے سے پہلے ماہیت چار قسم پر ہے۔

(۱) ماہیت شخصیہ	**(۲) ماہیت صنفیہ**
(۳) ماہیت نوعیہ	**(۴) ماہیت جنسیہ**

ماہیت شخصیہ کو ھویت کہتے ہیں ھویت کو ھاذیت بھی کہتے ہیں۔

تنبیہ: ماھو سے متعلق تین الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔

(۱) مقول فی جواب ماھو: اس سے مراد وہ لفظ ہے جو ماھو کے جواب میں محمول ہو جیسے مازید کے جواب میں انسان محمول ہوتا ہے منطقیوں کے نزدیک مقول محمول کا ہم معنی ہوتا ہے۔

(۲) مقول فی طریق ماھو: دونوں ذاتیات میں سے ہر ایک جیسے حیوان ناطق۔

(۳) داخل فی جواب ماھو: ذاتیات کے ضمنی اجزاء کو داخل فی جواب ماھو کہتے ہیں۔

کلیات خمسہ کی علیحدہ علیحدہ تعریفات

نوع کی تعریف: کُلِّیٌّ مَقُوْلٌ (محمول بحمل المواطاۃ) عَلٰی کَثِیْرِیْنَ مُتَّفِقِیْنَ بِالْحَقَائِقِ فِیْ جَوَابِ مَاھُوَ ۔نوع وہ کلی ہے جوافرادکثیرہ پرمحمول ہو ماھو کے جواب میں یاوہ کلی جومتفقۃ الحقیقۃ افراد پرمحمول ہومَاھُوَ کے جواب میں اس نوع کو نوع حقیقی کہتے ہیں نوع کی ایک اورقسم ہے جس کونوع اضافی کہتے ہیں اوراس کی دو تعریفیں کی جاتی ہیں۔

پہلی تعریف: وہ ماہیت جس کو اس کے غیر کے ساتھ ملا کر ماھو کے ساتھ سوال کیا جائے تو جواب میں جنس واقع ہوایسی ماہیت کونوع اضافی کہتے ہیں اس کی عربی میں تعریف یوں کرتے ہیں اَلْمَاهِيَةُ الْمَقُوْلُ عَلَيْهَا،وَعَلٰی غَيْرِهَا الْجِنْس جیسے انسان نوع ہے اور ماھو کے جواب میں واقع ہونے کی وجہ سے ماہیت ہے اس کواس کے غیر کے ساتھ ملا کرماھو کے ساتھ سوال کیا جائے (یعنی فرس وغیرہ کے ساتھ) تو جواب میں جنس واقع ہوگا جیسے الانسان والفرس ماھماتو جواب میں آئے گا حیوان توانسان نوع اضافی ہوااسی طرح حیوان بھی ماہو کے جواب میں واقع ہونے کی وجہ سے ماہیت ہے اس کو اس کے غیر کے ساتھ مثلاً شجر کے ساتھ ملا کر سوال کیا جائے جیسے: اَلْحَيَوَان وَالشَّجَرُ ماھُمَا تو جواب میں آئے گا نامی تو حیوان نوع اضافی ہوااسی طرح نامی ماھو کے جواب میں واقع ہونے والی چیز ہےتو وہ بھی ماہیت ہے اس کو اس کے غیر کے ساتھ یعنی حجر کے ساتھ ملا کرسوال کیا جائے جیسے اَلنَّامِیْ وَالْحَجَرُ مَاھُمَا تو جواب میں آئے گا جسم مطلق تو نامی بھی نوع اضافی ہے اسی طرح جسم بھی ماھو کے جواب میں واقع ہونے کی وجہ سے ماہیت ہے اس کو اس کے غیر کے ساتھ یعنی عقل کے ساتھ ملا کر سوال کیا جائے جیسے الجسم والعقل

ماھما تو جواب میں آئے گا جوہر تو جوہر تک سلسلہ انواع ختم ہو جاتا ہے لہٰذا جوہر نوع نہیں اور مثال کے طور پر سلسلۂ انواع انسان سے شروع ہوتا ہے تو پہلا نوع انسان ہے دوسرا حیوان تیسرا نامی چوتھا جسم مطلق خیال رہے کہ انسان نوع حقیقی بھی ہے اور اضافی بھی مگر باقی نوع اضافی ہیں حقیقی نہیں نوع حقیقی کو نوع الانواع بھی کہتے ہیں ۔نوع حقیقی اور اضافی کے درمیان نسبت عموم خصوص مطلق کی ہے اور نوع حقیقی اخص مطلق ہے اور نوع اضافی اعم مطلق ہے یعنی ہر نوع حقیقی اضافی ہوگی لیکن ہر نوع اضافی حقیقی نہیں ہوگی جو جنس نوع کے ساتھ جمع ہو سکتی ہے وہ نوع اضافی ہے حقیقی نہیں۔

نوع اضافی کی دوسری تعریف: وہ کلی جو کثیرین پر محمول ہو ماھو کے جواب میں اور جنس کے تحت مندرج ہو یعنی جنس اس کی حقیقت میں جزء اعم ہو دونوں تعریفوں کا مطلب ایک ہے۔

مسئلہ ترتیب انواع

انواع کی ترتیب ہمیشہ صعودی ہوتی ہے یعنی اوپر کو چڑھنے والی ہوتی ہے لہٰذا جو سب سے پہلے آئے گی وہ نوع سافل ہے اس کو نوع الانواع بھی کہتے ہیں جو سب سے اوپر آئے گی وہ نوع عالی جو درمیان میں آئیں گی ان کو انواع متوسطہ کہتے ہیں نوع سافل کے نیچے صنف اور اس کے نیچے جزئی حقیقی ہوتی ہے۔

صنف کی تعریف: نوع مقید بقید کلی کو صنف کہتے ہیں۔

جزئی کی تعریف: نوع مقید بقید جزئی کو جزئی حقیقی کہتے ہیں۔

لہٰذا سب سے پہلے اشخاص ہوتے ہیں پھر اصناف پھر انواع پھر اجناس ہوتے ہیں۔

جنس کی تعریف: كُلِّيٌّ مَقُوْلٌ عَلٰى كَثِيْرِيْنَ مُخْتَلِفِيْنَ بِالْحَقَائِقِ فِيْ جَوَابِ مَا هُوَ وہ کلی جو کثیرین پر محمول ہو ماھو کے جواب میں یا وہ کلی جو مختلفۃ الحقیقۃ

افراد پر بولی جائے ماھو کے جواب میں۔

تنبیہ: منطقی نوع اور جنس میں اتفاق فی الحقیقت و اختلاف فی الحقیقت کا اعتبار کرتے ہیں اور اصولی نوع اور جنس میں اتفاق فی الحکم و اختلاف فی الحکم کا لحاظ کرتے ہیں یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ اتفاق فی الغرض اور اختلاف فی الغرض کا لحاظ کرتے ہیں لہٰذا اصولیوں کے نزدیک یوں تعریف کرتے ہیں کُلِّیٌّ مَقُوْلٌ عَلٰی کَثِیْرِیْنَ مُتَفِقِیْنَ فِی الْاَحْکَامِ وَالْاَغْرَاضِ ۔ پھر جنس دو قسم پر ہے:

(۱) جنس قریب (۲) جنس بعید

کسی بھی ماہیت یعنی نوع اور جنس کے درمیان کسی اور جنس کا واسطہ نہ ہو تو جنس قریب اور اگر ہو تو جنس بعید بالفاظ دیگر وہ جنس جس کا نوع کے ساتھ تعلق بلا واسطہ جنس دیگر ہو تو جنس قریب ورنہ جنس بعید۔

تنبیہ: ہر فوقانی جنس تحتانی کی جنس قریب ہوتی ہے۔

تنبیہ دیگر: جزئی حقیقی اور صنف کی جنس نہیں ہوگی بلکہ اس کی تعریف نوع کے ساتھ کی جائے گی۔

ترتیب اجناس: ترتیب اجناس نزولی ہوتی ہے ترتیب انواع کے برخلاف کیونکہ جزءِ اعم اوپر ہوتا ہے اور جزءِ اخص نیچے ہوتا ہے یعنی شے کی تعریف میں جزءِ اعم کو پہلے رکھا جاتا ہے اور جزءِ اخص کو بعد میں لہٰذا سب سے بڑی جنس جوہر ہے اس کے افراد کا دائرہ سب سے زیادہ وسیع ہے اس کی بنسبت جسم مطلق ہے اس کے افراد کا دائرہ بنسبت جوہر کے تنگ ہے اس کے بعد نامی ہے اس کے بعد حیوان ہے تو ترتیب اوپر سے نیچے آرہی ہے تو جوہر کو جنس الاجناس کہنا ہے اور جنس عالی کہنا ہے حیوان کو جنس سافل کہنا ہے اور درمیان کی اجناس کو اجناس متوسطہ کہنا ہے۔

فائدہ: فلاسفہ عالَم میں دس اجناسِ عالیہ مانتے ہیں اور اُن کو مقولاتِ عشر

کہتے ہیں اُن کی بحث کتاب کے آخر میں مُلحَق ہے وہاں ملاحظہ فرمائیں

فصل کی تعریف: کُلِّیٌ مَقُوْلٌ عَلٰی کَثِیْرِیْنَ مُتَّفِقِیْنَ بِالْحَقَائِقِ فِیْ جَوَابِ اَیُّ شَیْءٍ هُوَ فِیْ ذَاتِهٖ۔

فصل دو قسم پر ہے: **(۱) فصل قریب (۲) فصل بعید**

اگر کوئی فصل جنس قریب کے اندر جو چیز نوع کے ساتھ شریک ہے اس سے نوع کو امتیاز کا فائدہ دے تو فصل قریب اگر جنس بعید کے اندر جو چیزیں نوع کے ساتھ شریک ہیں ان سے نوع کو امتیاز کا فائدہ دے تو اس کو فصل بعید کہتے ہیں۔

دونوں کے درمیان خلاصہ فرق:

جنس قریب کے ممیز کو فصل قریب اور جنس بعید کے ممیز کو فصل بعید کہتے ہیں۔

مُقَوِّم اور مُقَسِّم کا فرق:

مقوم کا معنی شے کی حقیقت میں داخل ہونے والا مقسم کا معنی تقسیم کرنے والا۔

فصل کی دو نسبتیں اور تعلق ہیں: (۱) نسبت نوع کے ساتھ (۲) نسبت جنس کے ساتھ

فصل کو بنسبت نوع کے مقوم کہتے ہیں یعنی نوع کا فصل نوع کے لئے مقوم ہے۔ یعنی اس کی حقیقت اور قوام میں داخل ہوتا ہے اور فصل کو بنسبت جنس کے مقسم کہتے ہیں۔ یعنی فصل اپنی جنس کو تقسیم کرتا ہے جیسے ناطق حیوان کو تقسیم کرتا ہے کہ حیوان دو قسم بن جاتا ہے۔ **(۱) حیوان ناطق (۲) حیوان غیر ناطق**

مسئلہ: ہر وہ جو عالی کا مقوم ہو سافل کا مقوم ضرور ہوتا ہے۔

کیونکہ ہر عالی سافل کا جزء ہوتا ہے یعنی اس کے معنی مفہوم میں داخل ہوتا ہے جو عالی کا مقوم ہوگا وہ سافل کا جزء ہوگا اور ہر عالی سافل کا جزء ہوتا ہے تو اس عالی کا جزء سافل کا بھی جزء ہوگا۔ کیونکہ جیسے حیوان انسان کا جزء ہے اور نامی حیوان کا جزء ہے تو نامی

بھی انسان کا جزء ہوگا اسی قاعدے کے مطابق اس طرح بھی کہتے ہیں: اَصْلُ الْاَصْلِ اَصْلٌ، دَاخِلُ الدَّاخِلِ دَاخِلٌ اور ہر سافل کا مقوم عالی مقسّم ہوتا ہے۔

کُلُّ مُقَوِّمٍ لِلْعَالِیْ مُقَوِّمٌ لِلسَّافِلِ   کُلُّ مُقَوِّمٍ لِلسَّافِلِ مُقَسِّمٌ لِلْعَالِی

تمام شد بحث ذاتیات

شروع شود بحث عرضیات

عرضیات صرف دو ہیں: خاصہ، عرض عام اور یہ دونوں حقیقت سے خارج ہوتے ہیں

خاصہ کی تعریف: کُلِّیٌّ مَقُوْلٌ عَلٰی کَثِیْرِیْنَ متفقین بالحقائق قَوْلًا عَرَضِیًّا جیسے ضاحک، کاتب۔

خاصہ کی تقسیم اول: خاصہ دو قسم ہے

(۱) **خاصہ شاملہ:** جس کا خاصہ ہو اُس کے ہر ہر فرد میں پایا جائے جیسے کاتب بالقوۃ انسان کے لئے

(۲) **خاصہ غیر شاملہ:** جس کا خاصہ ہو اُس کے بعض افراد میں پایا جائے جیسے کاتب بالفعل انسان کے لئے۔

خاصہ کی تقسیم ثانی: اس تقسیم لے لحاظ سے بھی خاصہ دو قسم ہے

(۱) **خاصہ لازمہ** (۲) **خاصہ مفارقہ** اگر جدا نہ ہوتو خاصہ لازمہ ہے اور اگر جدا ہوتو خاصہ مفارقہ

تنبیہ: کبھی خاصہ کی تعریف کی جاتی ہے **مایوجد فی الشئ ولا یوجد فی غیرہ** اور کبھی پہلے جملے پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے پہلا معنیٰ اخص ہے دوسرا اعم ہے

عرض عام کی تعریف: کلِّیٌّ مَقُوْلٌ عَلٰی کَثِیْرِیْنَ مختلفین

بالحقائق قولاً عرضیاً جیسے ماشی انسانوں، حیوانوں سب پر بولا جاتا ہے
وہ دو تقسیمیں جو خاصہ میں جاری ہوئی ہیں وہی دو تقسیمیں اس میں بھی جاری ہوتی ہیں مثالیں واضح ہیں۔

مقاصد تصورات

یعنی قول شارح ،تعریف ،معرف ،حد ،رسم یہ سب تعریف کے نام ہیں اکتساب کا معنی حاصل کرنا ہے یہ جو مشہور ہے کہ جزئی نا کاسب ہوتی ہے نہ مکتسب اس کا یہی معنی ہے کہ وہ نہ تعریف بن سکتی ہے اور نہ ہی معرف بن سکتی ہے

تعریف کی تعریف:

مَایُقَالُ عَلَی الشَّیْئِ لِاِفَادَۃِ تَصَوُّرِہٖ۔

شئے کا مُعَرِّفْ اور تعریف وہ ہوتا ہے جو اس کے علم اور تصور کا فائدہ دینے کے لئے اس پر محمول ہو افادئے تصور کی قید کے ساتھ اس محمول کو نکالنا مقصود ہے جو اس مقصد کے لئے محمول نہ ہو مثال کے طور پر تشبیہ کے لئے محمول ہو جیسے: زَیْدٌ اَسَدٌ ،اَلْاِنْسَانُ مَلَکٌ۔

اس حمل سے حقیقت اور معنی بتانا مقصود نہیں بلکہ محض تشبیہ مقصود ہے۔

معرف کی تقسیم:

اولاً دو قسم پر ہے:

(۱) حد (۲) رسم

ثانیاً چار قسم پر ہے:

(۱) حد تام (۲) حد ناقص
(۳) رسم تام (۴) رسم ناقص

اب یہاں پر دو چیزوں کو سمجھنا ضروری ہے۔

(۱) حد اور رسم میں فرق **(۲) تام اور ناقص میں فرق**

اس سلسلے میں دو قول ہیں:

پہلا قول: تعریف محض ذاتیات کے ساتھ ہو تو اس کو حد کہتے ہیں۔

اور اگر ذاتیات کے ساتھ عرضیات (یعنی خاصہ) مرکب ہوں تو اس کو رسم کہتے ہیں پھر اگر تمام ذاتیات کے ساتھ ہو (یعنی جنس قریب اور فصل قریب) تو اس کو حد تام کہتے ہیں اور اگر بعض ذاتیات کے ساتھ ہو (یعنی جنس بعید اور فصل قریب) تو اس کو حد ناقص کہتے ہیں اور اگر تعریف جنس قریب اور خاصہ کے ساتھ تو اس کو رسم تام کہتے ہیں اور اگر تعریف جنس بعید اور خاصہ کے ساتھ ہو تو اس کو رسم ناقص کہتے ہیں۔

دوسرا قول: تعریف فصل کے ساتھ ہو تو حد بنتی ہے اور اگر خاصہ کے ساتھ ہو تو رسم بنتی ہے پھر اگر فصل کے ساتھ جنس قریب ہو تو حد تام اور اگر فصل کے ساتھ جنس بعید ہو تو حد ناقص ہوتی ہے اور اگر خاصہ کے ساتھ جنس قریب ہو تو رسم تام اور اگر خاصہ کے ساتھ جنس بعید ہو تو رسم ناقص ہوتی ہے۔

تنبیہ: اوپر کے دونوں قول تعریف کے مرکب ہونے پر مبنی ہیں اور مرکب تعریف کے دو جزء بھی ہو سکتے ہیں دو سے زیادہ بھی ہو سکتے ہیں جیسے: حیوان کی تعریف جوہر، جسم، نامی، حساس، متحرک بالارادہ کے ساتھ ہو اس میں تین جنسیں ہیں اور دو فصلیں ہیں۔

اسی طرح تعریف میں جنس قریب یا بعید اور فصل اور خاصہ شامل کر لیا جائے جیسے **الانسان حیوان ناطق ضاحک کاتب** یہ حد تام ہے لیکن برہان میں اس کو **رسم التام اکمل من الحد التام** فرمایا اگر ان کا یہ قول لیا جائے جو تعریف کے لئے مرکب

ہونا ضروری نہیں سمجھتے ہیں اور مفرد کے ساتھ ہی جائز سمجھتے ہیں اور محققین کے نزدیک یہی حق ہے۔

تو اکیلی فصل کے ساتھ تعریف ہو تو بھی حد ناقص ہوگی اور اگر اکیلے خاصہ کے ساتھ ہو تو رسم ناقص ہوگی۔

تنبیہ: حق یہ ہے کہ تعریف سے مقصود کو دیکھا جائے گا مُعرِّف کی حقیقت بتانا مقصود ہوگا یا اس کو جمیع ماعدا سے ممتاز کرنا مقصود ہوگا یا اس کا کچھ نہ کچھ تصور حاصل کرنا مقصود ہوگا۔ پہلی صورت میں ذاتیات کا ہونا ضروری ہوگا دوسری صورت میں ذاتیات کے ساتھ بھی ہوسکتی ہے اور عرضیات کے ساتھ بھی یعنی عرض عام کے بغیر تیسری صورت میں اعم کے ساتھ بھی جیسے (الحیوان انسان) اخص کے ساتھ جیسے (الانسان حیوان) شے کے تمام یا کثیر اعراض مفارقہ کے ساتھ جیسے اَلْاِنْسَانُ مَاشٍ عَلٰی قَدَمَیْہِ عَرِیْضُ الْاَظْفَارِ بَادِی الْبَشَرَۃِ مُسْتَقِیْمُ الْقَامَۃ اِس کو تعریف بالاعراض بھی کہتے ہیں۔

تنبیہ: تعریف کی دو اور بھی قسمیں ہیں پہلی کو تعریف بالتمثیل کہتے ہیں جیسے اَلْعِلْمُ کَالنُّوْرِ اور دوسری کو تعریف بالتقسیم کہتے ہیں جیسے اَلْکُرْسِیُّ خَشْبٌ وَمَسَامِیْرُ یہ دونوں قسمیں رسم ناقص میں شامل ہیں۔ (بحوالہ: البرہان شیخ اسمٰعیل کلنبوی)

تعریف کی شرائط:

پہلی شرط: مُعرِّف کی معرفت کا مُعرَّف کی معرفت سے مقدم ہونا ضروری ہے اگر ایسا نہ ہو تو تعریف باطل ہوگی۔ اس کو سمجھنے کے لئے تقدم کی اقسام کو سمجھنا ضروری ہے۔

بحث تقدم

تقدم پانچ قسم پر ہے

(۱) تقدم زمانی: جیسے صحابہ کرام ہم سے مقدم ہیں یا باپ بیٹے سے مقدم ہے باعتبار زمان کے۔

(۲) تقدم مکانی: جیسے اگلی صف پچھلی سے مقدم ہے باعتبار مکان کے۔

(۳) تقدم رتبی: جیسے حضرت ابوبکر صحابہ سے مقدم ہیں باعتبار رتبے کے۔

اس کو تقدم وضعی اور شرفی بھی کہتے ہیں۔

(۴) تقدم طبعی: جیسے تقدم واحد کا اثنین پر۔

(۵) تقدم علّی: جیسے طلوع شمس کا تقدم وجود نہار پر۔

وجہ حصر: مقدم مؤخر کے ساتھ جمع ہوگا یا نہیں ثانی کو تقدم زمانی کہتے ہیں۔

اول دو حال سے خالی نہ ہوگا۔

موخر مقدم کا محتاج ہوگا یا نہیں پھر بصورت اول دو حال سے خالی نہ ہوگا مقدم موخر کی علت تامہ ہوگا یا نہیں۔

اوّل کو تقدم علی یا تقدم بالعلۃ کہتے ہیں جیسے: طلوع شمس کا تقدم وجود نہار پر۔

ثانی کو تقدم طبعی یا تقدم بالطبع کہتے ہیں جیسے: تقدم واحد کا اثنین پر۔

اور اگر مؤخر مقدم کا محتاج نہ ہو تو پھر دو حال سے خالی نہ ہوگا۔

تقدم و تاخر ترتیب کے ساتھ ہوگا یا نہیں پہلے کو تقدم بالوضع کہتے ہیں۔

پھر یہ دو قسم پر ہے

(۱) طبعی: اگر کسی کی وضع و جعل سے نہ ہو جیسے تقدم جنس کا نوع پر

(۲) وضعی: اگر جاعل کے جعل کے ساتھ ہو جیسے ضعف اوّل بانسبت محراب کے

صف ثانی پر مقدم۔

اور اگر تقدم و تاخر ترتیب کے ساتھ نہ ہو تو تقدم شرفی خیال رہے کہ متکلمین نے ایک اور قسم وضع کی ہے اور وہ ہے تقدم ذاتی اور وہ ہے زمانہ کے بعض اجزا کا بعض پر تقدم۔

تقدم طبعی اور تقدم عِلّیِ کا ضابطہ:

موخر مقدم کا محتاج ہو اور اس پر موقوف ہو یہ بات دونوں میں مشترک ہے فرق صرف اتنا ہے کہ اگر مقدم موخر کی علت ہو تو علی ورنہ طبعی۔

خیال رہے کہ مُعرَّف کی معرفت کا موخر ہونا ضروری ہے اور مُعَرِّف کی معرفت کا مقدم ہونا لازم ہے اور یہ تقدم عِلّیِ ہے کیونکہ معرف کی معرفت معرف کی معرفت کا سبب اور علت ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ اگر معرف کی معرفت معرف کی معرفت پر موقوف ہو جائے تو تعریف دوری اور باطل ہو جاتی ہے کیونکہ تعریف دوری زیادتی جہالت کے سوا کچھ نہیں دیتی دور دو قسم پر ہے:

(۱) دور سبقی (۲) دور معی

اگر توقف کا وقت ایک ہو تو دور معی ورنہ سبقی۔

فائدہ: دور معی جائز ہوتا ہے اور سبقی باطل ہوتی ہے۔

دوسری شرط: تعریف میں مجاز اور مشترک سے بچنا ضروری ہے۔

تیسری شرط: تعریف میں دلالت التزامی بھی نہ ہو کیونکہ تعریفات میں دلالت التزامی مہجور ہوتی ہے۔

تعریف کی تقسیم دیگر

دو قسم پر ہے: (۱) لفظی (۲) حقیقی

تعریف لفظی وہ ہے جس میں معرف غیر مشہور لفظ ہو یعنی عند السامع جیسے الغضنفر اسد، غضنفر شیر کے معنی میں غیر مشہور ہے اور اسد شیر کے معنی میں مشہور ہے۔لغت کی کتابوں میں زیادہ تر لفظی تعریف استعمال ہوتی ہے یعنی غیر مشہور لفظ کی مشہور لفظ کے ساتھ تفسیر ہوتی ہے۔

(۲) تعریف حقیقی: مَایُقَالُ عَلَی الشَّیئِ لافادۃ تصورہ۔

تعریف لفظی اور حقیقی میں بنیادی فرق: تعریف حقیقی میں صورت غیر حاصل کا حصول ہوتا ہے جب کہ لفظی میں ایسا نہیں ہوتا۔

تعریف کی اور تقسیم کرتے ہیں اسمی اور حقیقی کی طرف یعنی شیء کو جاننے سے پہلے تعریف اسمی ہوتی ہے اور جاننے کے بعد حقیقی عام از یں کہ جاننا مشاہدہ کے ساتھ ہو یا تجربہ کے ساتھ ہو۔

بحث علت

تعریف: جو شے دوسری شے میں مداخلت رکھتی ہو یا دخل رکھتی ہو یا موثر ہو یا جس کا دوسری شے میں دخل ہو۔اس کو علت بالمعنی الاعم کہتے ہیں۔

تقسیم اول: اس کی کل سات قسمیں ہیں:

(۱)علت مادی (۲)علت صوری
(۳)علت فاعلی (۴)علت غائی
(۵)شرط (۶)مُعِدّ
(۷)مانع

وجہ حصر: یہ تین حال سے خالی نہ ہوگا۔ یا تو شے کا وجود اس کے وجود وعدم پر موقوف ہوگا۔

یا شے کا وجود اس کے فقط وجود پر موقوف ہوگا یا شے کا وجود اس کے فقط عدم پر موقوف ہوگا۔

اول کو مُعِدّ یا علت مُعِدَّة کہتے ہیں ثانی پھر دو حال سے خالی نہ ہوگی شیء کی ماہیت میں داخل ہوگا یا نہیں اول کو علت الماھیۃ کہتے ہیں پھر علت الماہیہ دو قسم پر ہے۔ (۱)علت مادی (۲)علت صوری

اور ثانی کو علت الوجود کہتے ہیں پھر علت الوجود تین حال سے خالی نہ ہوگی۔

موجد ہوگی یا غرض وغایت ہوگی یا نہیں۔

اول کو علت فاعلی ثانی کو علت غائی ثالث کو شرط کہتے ہیں ثالث یعنی شے کا وجود اس کے فقط عدم پر موقوف ہو تو اس کو مانع کہتے ہیں۔

ہر ایک کی علیحدہ علیحدہ تعریفات:

علت مادی کی تعریف: وہ علت جو شے کی ماہیت میں داخل ہو اور اس پر

شے کا وجود بالقوۃ موقوف ہو جیسے: لکڑی چار پائی کے لئے۔

علت صوری کی تعریف: وہ علت جو شے کی ماہیت میں داخل ہو اور اس پر شے کا وجود بالفعل موقوف ہو جیسے: چار پائی کی صورت۔

علت فاعلی کی تعریف: وہ علت جو شے کی ماہیت سے خارج ہو اور شے کا موجد ہو جیسے صانع بڑھئی یعنی ترکھان۔

علت غائی کی تعریف: وہ علت جو شے کی ماہیت سے خارج ہو اور شے کے وجود کی غرض وغایت ہو جیسے چار پائی پر بیٹھنا یا سونا۔

شرط کی تعریف: وہ علت جو شے کی ماہیت سے خارج ہو اور شے کا وجود بالفعل اس پر موقوف ہو اس طرح کہ نہ موجد ہو نہ غرض وغایت۔

مانع کی تعریف: وہ علت جس کے عدم پر شے کا وجود موقوف ہو اس کو صرفیوں کی اصطلاح میں شرط عدمی کہتے ہیں۔

علت مُعِدَّہ کی تعریف: وہ علت جس کے وجود و عدم پر شے کا وجود موقوف ہو۔

تنبیہ: ان علل سبعہ میں سے چار علل مشہور کا وجود ہر شے کے وجود کے لئے ضروری ہے بخلاف باقی تین علتوں کے کیونکہ ان کا وجود کسی شے کے لئے ضروری ہوسکتا ہے کسی کے لئے نہیں۔

مطلق علت کی دوسری تقسیم:

یہ دو قسم پر ہے:

(۱) علت تامہ (۲) علت ناقصہ

علت تامہ کی تعریف: وہ ہے جس کے پائے جانے سے شے ضرور پائی جائے اور نہ پایا جانا محال ہو علت ناقصہ وہ ہے جو ایسی نہ ہو۔

تنبیہ: مندرجہ بالا تقسیم اول میں مذکورہ سات قسموں کے مجموعے کو علت تامہ کہتے ہیں۔

فائدہ: اس ساری تقریر سے معلوم ہو گیا کہ یہ جو بات فلسفہ اور علم کلام میں مشہور ہے کہ تَوَارُدُ الْعِلَّتَیْنِ التَّامَّتَیْنِ عَلٰی مَعْلُوْلٍ وَّاحِدٍ مُحَالٌ یعنی دو تامہ علتوں کا ایک معلول پر وارد ہونا محال ہے یہ بالکل صحیح ہے۔

ختم شد بحث مقاصد تصورات

بحث مبادیِ تصدیقات

تنبیہ: جیسا کہ سابقاً معلوم ہو چکا کہ مقاصد تصدیقات تین چیزیں ہیں۔
قیاس، استقراء اور تمثیل اور ان کے مبادی اور موقوف علیہ قضایا ہیں۔
اور قضایا کے تین احکام ہیں
(۱) تناقض (۲) عکس مستوی (مستقیم) (۳) عکس نقیض

قضایا اور ان کے احکام مبادی تصدیقات ٹھہرے اور ظاہر ہے کہ شے کے احکام ذکر کرنے سے پہلے بلکہ اس کو تقسیم کرنے سے پہلے اس کی حقیقت کو جاننا ضروری ہے اسی لئے بحث تصدیقات کے شروع میں قضیہ کی تعریف اور اس کی حقیقت سے بحث کی جاتی ہے۔

تعریف قضیہ: یہ قَضٰی یَقْضِیْ قَضَاءً بمعنی حکم کرنا سے فَعِیْلَۃٌ ہے بمعنی مَقْضِیَّۃ یا قَاضِیَۃٌ یعنی جس میں قضا بمعنی حکم ہو یہاں حکم بمعنی وقوع نسبت یالاوقوع نسبت ہے (اگر قضیہ بالمعنی الاعم مرادلیا جائے لیکن پھر تعریف مذکور صحیح نہیں رہے گی) لہٰذا یہاں حکم بمعنیٰ ایجاب وسلب ایقاع و انتزاع ہے (اور قضیہ بالمعنی الاخص مراد ہے)۔

قضیہ کی دو تعریفیں کی جاتی ہیں:

تعریف اوّل: مَایَحْتَمِلُ الصَّدْقَ وَالْکِذْبَ

تعریف ثانی: مَایَصِحُّ اَنْ یُّقَالَ لِقَائِلِہٖ اِنَّہٗ صَادِقٌ اَوْ کَاذِبٌ۔

ان دو تعریفوں میں فرق:

یہ ہے کہ صدق وکذب بمعنی مطابق للواقع اور عدم مطابق للواقع۔
کبھی قول کی صفت بنتے ہیں کبھی قائل کی جب ان کا قضیہ کی صفت بننا ملحوظ ہو تو

اس وقت قضیہ کی تعریف اول کی جاتی ہے اور جب قائل کی صفت بننا ملحوظ ہو تو اس وقت قضیہ کی تعریف ثانی کی جاتی ہے۔

تصدیق، خبر اور قضیہ میں فرق:

خبر اور قضیہ مترادف ہیں بالاتفاق لیکن اس بات میں اختلاف ہے کہ تصدیق کا خبر اور قضیہ کے ساتھ ترادف ہے یا نہیں۔

کچھ حضرات نے تو صاف فرمادیا: كُلُّ تَصْدِيْقٍ قَضِيَّةٌ

اور وہ علامہ ابن حاجب اور قاضی عضد ہیں

(مختصر المنتهى مع شرح العضد فی اصول الفقه، بحث مبادی کلامیہ منطقیہ)

مگر حق یہ ہے کہ ان دونوں میں ذاتی فرق نہیں فقط اعتباری فرق ہے قضیہ معلوم ہے اور تصدیق اس کا علم ہے۔

امام رازی کے نزدیک مجموعے کا علم اور متقدمین کے نزدیک فقط حکم کا علم ہے۔

قضیہ کی تقسیم اوّل باعتبار ظرف کے:

جیسا کہ پہلے معلوم ہو چکا کہ ہر چیز کے چار وجود ہوتے ہیں اسی طرح قضیہ کے بھی چار وجود ہوتے ہیں۔

(۱) وجود نفس الامری: اس اعتبار سے قضیہ کو قضیہ خارجیہ کہتے ہیں۔

(۲) وجود ذہنی: اس اعتبار سے قضیہ کو قضیہ معقولہ یا ذہنیہ کہتے ہیں۔

(۳) وجود لفظی: اس اعتبار سے قضیہ کو قضیہ ملفوظہ کہتے ہیں۔

(۴) وجود کتابی: اس اعتبار سے قضیہ کو قضیہ مکتوبہ یا عباریہ کہتے ہیں۔

فائدہ: مرکب تام کے مختلف نام مختلف اعتبار سے ہیں۔

(۱) **قضیہ:** اشتمال علی القضاء بمعنی الحکم کے اعتبار سے۔

(۲) **خبر:** احتمال صدق وکذب کے اعتبار سے

(۳) **اخبار:** بوجہ افادہ حکم

(۴) **مقدمہ:** دلیل کا جُزء اور حصہ ہونے کے اعتبار سے۔

(۵) **مطلوب:** دلیل کے ساتھ اس کو طلب کرنے کے اعتبار سے

(۶) **نتیجہ:** دلیل سے حاصل ہونے کے اعتبار سے

(۷) **مسئلہ:** اس کے متعلق سوال کرنے کے اعتبار سے

(۸) **دعویٰ:** دلیل کی طرف محتاج ہونے کے اعتبار سے

(۹) **مبحث:** محل بحث ہونے کے اعتبار سے

فالذات واحدة واختلاف العبارات باختلاف الاعتبارات

(حاشیة البیجوری علی السنوسی نقلاً عن التلویح)

قضیہ کی ہمہ اقسام کی وجہ حصر

قضیہ کے اندر نسبت حملی ہوگی یا شرطی اگر حملی ہو تو اُس کو حملیہ کہتے ہیں اگر شرطی ہو تو دو حال سے خالی نہ ہوگی اتصالی ہوگی یا انفصالی پہلے کو شرطیہ متصلہ کہتے ہیں اور دوسرے کو شرطیہ منفصلہ پھر حملیہ دو حال سے خالی نہ ہوگا یا تو حکم ماہیت پر ہوگا یا غیر ماہیت پر پہلا دو حال سے خالی نہیں ماہیت من حیث ھی ھی مُراد ہوگی جیسے (الرجل خیر من المراۃ) اُس کو طبیعیہ قُدمائیہ کہتے ہیں اور اگر ماہیت من حیث العموم والاطلاق مُراد ہو اُس کو مہملہ قُدمائیہ کہتے ہیں

دوسرا دو حال سے خالی نہیں طبیعت کا غیر یا تو فرد خاص ہوگا یا افراد ہوں گے پہلے کو شخصیہ اور مخصوصہ کہتے ہیں دوسرا دو حال سے خالی نہیں افراد کی کمیت بیان ہوگی یا نہیں ثانی کو مہملہ اُخرائیہ کہتے ہیں جو قوتِ جزئیہ میں ہوتا ہے اور ثانی کو محصورہ کہتے ہیں پھر یہ دو حال سے خالی نہیں کمیت کلیہ بیان ہوگی یا کمیت جزئیہ یعنی حکم کل افراد پر ہوگا یا بعض پر اول کو کلیہ کہتے ہیں اور ثانی کو جزئیہ پھر محصورہ کی دو قسموں میں سے ہر ایک دو حال سے خالی نہیں اُس میں حکم ایجابی ہوگا یا سلبی پہلے کو موجبہ کہتے ہیں دوسرے کو سالبہ کہتے ہیں (اس طرح کل محصورات چار ہیں) پھر محصورات میں سے ہر ایک تین تین قسم ہے

(۱) خارجیہ (۲) ذہنیہ (۳) حقیقیہ

پھر محَصورِات میں سے ہر ایک دو حال سے خالی نہیں کلیت یا جزئیت کا سُور موضوع پر آئے گا یا محمول پر پہلے کو غیر مُنحَرِفہ اور دوسرے کو مُنحَرِفہ کہتے ہیں۔

پھر ہر ایک دو حال سے خالی نہیں ادات سلب طرفین کا جُزء بنے گا یا نہیں پہلے کو معَدولہ کہتے ہیں (پھر وہ تین قسم ہے) اور دوسرے کو مُحَصَّلہ کہتے ہیں پھر ہر ایک کے ساتھ جہت ملحوظ ہوگی یا نہیں پہلے موجہہ کہتے ہیں اور دوسرے کو مطلقہ کہتے ہیں

حملیہ اور شرطیہ کی تعریفات

حملیہ وہ ہے جس میں حمل ہو اور اگر حمل نہ ہو تو شرطیہ یا جس کے دو جزء حقیقتاً مفرد ہوں یا حکماً یعنی تاویلاً یا وہ جس کا انحلال دو مفردوں کی طرف ہو یعنی جب اس کو کھولا جائے تو وہ دو مفردوں کی طرف کھلے چاہے حقیقتاً یا حکماً وہ حملیہ ورنہ شرطیہ یا جس میں ''ہے یا نہیں'' کا معنی ہو وہ حملیہ اور ''اگر والا'' معنی ہو تو شرطیہ یا اگر تعلیق و تردید کا معنی پایا جائے تو شرطیہ اور اگر تنجیزی معنی پایا جائے تو حملیہ یا اگر شرط و جزا ہو تو شرطیہ ورنہ حملیہ۔

فائدہ: منطقیوں کی اصطلاح میں شرط کو مقدم اور جزا کو تالی کہتے ہیں۔

حیثیت کی اقسام: حیثیت چار قسم پر ہے

(۱) حیثیت تقییدیہ: اَلْاِنْسَانُ مِنْ حَیْثُ اَنَّہٗ رُوْمِیٌّ، مُلْتَانِیٌّ، ھِنْدِیٌّ، صِنْفٌ

(۲) حیثیت اطلاقیہ: اَلْاِنْسَانُ مِنْ حَیْثُ الْعُمُوْمِ وَالْاِطْلَاقِ نَوْعٌ

(۳) حیثیت ذاتیہ: اَلْاِنْسَانُ مِنْ حَیْثُ اَنَّہٗ اِنْسَانٌ خَیْرٌ مِّنَ الْجِنِّ وَالْمَلَکِ

(۴) حیثیت تعلیلیہ: زَیْدٌ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو مِنْ حَیْثُ اَنَّہٗ عَالِمٌ اَیْ لِاَنَّہٗ عَالِم

ماہیت کے مراتبِ ثلاثہ

(۱) لابشرط شیٔ (۲) بشرط لاشیٔ (۳) بشرط شیٔ

(۱) لابشرط شیٔ: اس کو مطلق الشی مطلق الماہیت یا الماہیت من حیث ھی ھی بھی کہتے ہیں۔اس کا مطلب ہے کہ ماہیت کی ذاتی حیثیت یعنی ہر قید سے آزاد ہونے کی حیثیت یہاں تک کہ اطلاق کی قید سے بھی آزاد ہو کیونکہ اطلاق بھی ایک قید ہے۔

ماہیت اس مرتبہ میں مقسم بننے کی صلاحیت رکھتی ہے اور حکم ماہیت سے بعض افراد کی طرف سرایت کرسکتا ہے جیسے: اَلرَّجُلُ خَیْرٌ مِّنَ الْمَرْاَۃِ یعنی جنس رجل یعنی ذاتی حیثیت سے عورت سے بہتر ہے اور یوں بھی کہہ سکتے ہیں بعض مرد بعض عورتوں سے افضل ہے اور یہی مطلب ہے ماہیت سے بعض افراد کی طرف حکم سرایت کرنے کا۔

(۲) بشرط لاشیٔ: اس کو الشیٔ المطلق، الماھیۃ المطلقۃ اور الماھیۃ من حیث العموم و الاطلاق کہتے ہیں۔

اس کا مطلب ہے کہ ماہیت عموم اور اطلاق کی قید کے ساتھ اور اس کا معنی اس کے لفظ سے ظاہر ہے کیونکہ مطلق صفت ہے اور صفت قید ہوتی ہے تو اطلاق ماہیت کی قید ہوگیا اس مرتبہ میں ماہیت سے افراد کی طرف حکم سرایت نہیں کرتا۔

جیسے: الانسان نوع، الحیوان جنس، الناطق فصل، الضَّاحِکُ خَاصَۃٌ، اَلْمَاشِیْ عَرَضٌ عَامٌ

(۳) بشرط شیٔ: اس کو الشیٔ المقید یا الماھیۃ من حیث التقیید بھی کہتے ہیں۔

ماہیت، حقیقت، مفہوم، معنی، شے قیدِ تخصیص یا تعیین کے ساتھ مقید ہو جیسے:

الانسان الملتانی صنف، الانسان المشخص زید اس مرتبہ میں ماہیت یا تو صنف بنے گا یا جزئی حقیقی۔

فائدہ: حیثیت ذاتیہ اور لابشرط شیٔ ایک چیز ہے اور حیثیت اطلاقیہ اور بشرط لاشیٔ ایک ہی چیز ہیں حیثیت تقییدیہ اور بشرط شیٔ ایک ہی چیز ہیں۔

موضوع کے اعتبار سے اقسام قضیہ کی وجہ حصر:

قضیہ کا موضوع یا تو ماہیت شخصیہ یعنی شخص معین جزئی حقیقی ہوگا یا اس کا غیر ہوگا اگر اوّل ہو تو قضیہ کا نام شخصیہ اور مخصوصہ ہے اور اگر غیر ماہیت شخصیہ ہو تو ماہیت من حیث ھی ھی ہوگا یا ماھیت من حیث العموم والاطلاق یا ماھیت من حیث الافراد۔

پہلے کو مہملہ قد مائیہ دوسرے کو طبیعیہ کہتے ہیں۔ تیسرا پھر دو حال سے خالی نہ ہوگا۔ افراد کی کمیت بیان ہوگی یا نہیں اگر ہو تو محصورہ اگر نہ ہو تو مہملہ اخرائیہ۔

محصورات کا ضابطہ:

موجبہ کلیہ میں موضوع ہمیشہ اخص اور محمول اعم ہوگا یا نسبت تساوی ہوگی یعنی دونوں مساوی ہوں گے نحو کل انسان حیوان و کل انسان ناطق

اور موجبہ جزئیہ میں اس کا عکس ہوگا نحو بعض الحیوان انسان

سالبہ کلیہ میں موضوع، محمول کے درمیان نسبت تباین ہوگی نحو لا شیٔ من الانسان بحجر

سالبہ جزئیہ میں موضوع اعم محمول اخص ہوگا۔ نحو بعض الحیوان لیس بانسان۔

تحقیق اسوار قضایا حملیہ

منطقیوں کی اصطلاح میں حملیہ میں کمیت افراد اور شرطیہ میں کمیت تقادیر پر دلالت کرنے والے لفظ کو سور کہتے ہیں اور یہ لفظ سور البلد سے ماخوذ ہے اور سور البلد قلعہ کی بڑی دیوار اور فصیل کو کہتے ہیں وجہ مناسبت یہ ہے کہ جس طرح دیوار شہر کو محیط ہوتی ہے اسی طرح یہ ادوات مدلول کے احاطہ پر دلالت کرتے ہیں۔

اسوار قضایا حملیات:

(۱) موجبہ کلیہ کا سور: لفظ کل مضاف بنکرہ اور اس کا ہم معنی ال استغراقیہ وغیرہ۔

نحو کل انسانٍ، کل مذکورٍ، کل معلومٍ، کل واحدٍ، کل احدٍ، کل شیئٍ وغیرہ۔

(۲) موجبہ جزئیہ کا سور: بعض، واحد، اکثر، شیٔ اور اس کا ہم معنی۔

نحو بعض الحیوان انسان، واحدیا شیٔ من الحیوان انسان

اس کو من اور اضافت کے ساتھ ذکر کر سکتے ہیں۔

(۳) سالبہ کلیہ کا سور: لاشیٔ، لاواحد، لائے نفی جنس کے ساتھ جس کو لائے تبریہ بھی کہتے ہیں نحو لا شیٔ من الانسان بحجر۔

(۴) سالبہ جزئیہ کا سور: اس کے تین سور مشہور ہیں لیس کل، لیس بعض، بعض لیس

نحو لیس کل حیوان بانسان، لیس بعض الحیوان بانسان، بعض الحیوان لیس بانسان۔

اور ایک سور غیر مشہور ہے اس کو اہل عربیہ سالبہ کلیہ کا سور بناتے ہیں جب کہ مناطقہ

سالبہ جزئیہ کا سور بناتے ہیں اور وہ ہے کل لیس نحو کل حیوان لیس بانسان۔

تحقیق معانی اسوار

کل: تین معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

(۱) کل افرادی: اس کا فارسی اور اردو میں ترجمہ ہوتا ہے (ہر) اور اس کے مدخول سے مراد اس کا ہر ہر فرد ہوتا ہے اور اس کا مدخول ہمیشہ نکرہ ہوتا ہے جیسے کل انسان حیوان۔

(۲) کل مجموعی: اس کا فارسی اور اُردو میں ترجمہ ہوتا ہے (ہمہ) (تمام) (جمیع) اس کے مدخول سے مجموعہ مراد ہوتا ہے چاہے افراد کا مجموعہ ہو یا اجزا کا جیسے: کل الانسان لا یسعه هذه الدار لہٰذا کل الرُّمَّان مأکول یہ قضیہ غلط ہے کل رمان مأکول یہ قضیہ صحیح ہے کیونکہ انار کا ہر ہر فرد مأکول ہوسکتا ہے اور ہر جزء مأکول نہیں ہوسکتا۔

(۳) کل کلی: وہ کل جس سے کلی من حیث هو هو یا من حیث العموم و الاطلاق مراد ہو جیسے: کل رجل خیر من المراة۔ کل انسان نوع۔ یہ کل اس وجہ سے آرہا ہے تاکہ دلالت کرے کہ اس کے مدخول سے کلی معنی مراد ہے۔

ان مفہومات ثلاثہ میں فرق:

کل انسان یشبعه هذا الرغیف میں کل افرادی ہی ہوسکتا ہے۔

اور کل انسان لا یسعه هذه الدار میں کل مجموعی ہی بن سکتا ہے۔

اور کل انسان نوع میں کل کلی ہی ہوسکتا ہے

تنبیہ: کل افرادی موجبہ کلیہ کا ہی سور ہوتا ہے کل مجموعی شخصیہ، مہملہ اور موجبہ کلیہ

اور موجبہ جزئیہ کا سور ہو سکتا ہے چنانچہ جس وقت مجموعہ افراد یا مجموعہ اجزا معین مراد ہوں تو شخصیہ ہوگا اور اگر غیر معین مراد ہوں تو مہملہ اگر ہر مجموعہ مراد ہو تو موجبہ کلیہ اور اگر بعض مجموعہ مراد ہو تو موجبہ جزئیہ ہوگا۔

لیس کل کے معنی کی تحقیق:

خیال رہے کہ یہاں چند معانی ہیں:

اوّل: ایجاب کلی	دوسرا: سلب ایجاب کِلی
تیسرا: ایجاب جزئی	چوتھا: سلب ایجاب جزئی
پانچواں: سلب کلی	چھٹا: نفی سلب کلی
ساتواں: سلب جزئی	آٹھواں: رفع سلب جزئی

ہم نے پہلے چار معنی ذکر کئے پھر ان میں سے ہر ایک معنی کی نفی کا اس کے ساتھ ذکر کیا۔ پہلے معنی کی نفی یعنی رفع ایجاب کلی یہ لیس کل کا معنی مطابقی ہے اور سلب جزئی اور ایجاب جزئی اس کا معنی التزامی ہے۔

تحقیق معانی بعض لیس اور لیس بعض اور لیس کل:

اس بحث کو سمجھنے سے پہلے ایک تمہید کو جاننا ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ قضیہ چاہے حملیہ ہو یا شرطیہ اس کے مفہوم کے لئے تین چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔

(۱) محکوم علیہ (۲) محکوم بہ (۳) نسبت تامہ خبریہ

اس نسبت تامہ خبریہ پر دلالت کرنے والے لفظ کو رابطہ کہتے ہیں۔

پھر رابطہ حملی دو قسم پر ہے:

(۱) زمانی: اور وہ افعال ناقصہ ہیں جیسے: کان زید قائما ترکیب منطقی یہ ہے کہ کان رابطہ زمانیہ ایجابیہ زید موضوع قائما محمول قضیہ حملیہ زمانیہ۔

(۲) غیر زمانی: اور وہ مسند اور مسند الیہ کے درمیان ضمیر مستتر ہے جیسے: زید هو قائم اور حملیہ سالبہ میں لیس رابطہ زمانیہ ہے اور اس کے ہم معنی نفی پر دلالت کرنے والے الفاظ رابطہ زمانیہ ہیں۔

پھر رابطہ شرطی دو قسم ہے:

(۱) زمانی　　　　(۲) غیر زمانی

شرطیہ میں رابطہ ادوات شرط ہیں:

(۱) زمانی: جو زمانے پر دلالت کرتے ہیں جیسے: متی اذا

(۲) غیر زمانی: جو زمانے پر دلالت نہیں کرتے جیسے: ان، لو

اور اگر ان سے پہلے لیس آجائے تو رابطہ سلبیہ ہوگا۔

تنبیہ: اگر قضیہ میں رابطہ مذکور ہو تو اس کو ثلاثیہ اور اگر محذوف ہو تو اس کو ثنائیہ کہتے ہیں۔

اس تقریر کو جاننے کے بعد لیس بعض کے معنی میں غور کرنے کی طرف لوٹتے ہیں جیسے: لیس بعض الحیوان انسانا اس لیس میں دو احتمال ہیں۔

(۱) قضیہ میں اس کو رابطہ سلبیہ بنایا جائے یعنی اس کے ساتھ محمول کی موضوع سے نفی اور سلب مطلوب ہو تو اس کا حاصل معنی ہوگا بعض الحیوان لیس بانسانٍ تو اس صورت میں سلب جزئی اس کا معنی مطابقی ہوگا۔

(۲) اور اگر بعض الحیوان انسان کو پورا قضیہ بنایا جائے یعنی لیس کو قضیہ پر داخل سمجھا جائے یعنی لیس کی نفی قضیہ کی طرف متوجہ سمجھی جائے تو پھر سلب کلی والا معنی ہوگا یعنی یہ کہا جائے کہ یہ قضیہ نفس الامر میں نہیں پایا جاتا تو اس صورت میں سلب کلی ہوگا کیونکہ ایجاب جزئی کا سلب سلب کلی کو مستلزم ہوتا ہے لہذا لیس بعض سلب کلی کا بھی احتمال رکھتا ہے اور سلب جزئی کا بھی لیکن یہ احتمال ظاہر ہے اسی طرح لیس کل بھی سلب

کلی کا احتمال رکھتا ہے اور سلب جزئی کا بھی۔

خلاصہ: **لیس کل، لیس بعض** ہر ایک دو احتمال رکھتا ہے اور وہ اس طرح کہ اگر لیس کل میں حکم کی نفی نسبت کی طرف متوجہ ہو تو لیس کل میں سلب کلی اور لیس بعض میں سلب جزئی ہوگا اور اگر حکم کی نفی پورے قضیہ کی طرف متوجہ ہو تو لیس بعض میں سلب کلی اور لیس کل میں سلب جزئی ہوگا اور بعض لیس صرف سلب جزئی کا ہی معنی رکھتا ہے۔

تحقیق مفہوم حملیہ

قضیہ حملیہ کا مفہوم عقدین ہیں یعنی عقد وضع اور عقد حمل اس کی تفصیل یہ ہے کہ عقد سے مراد اتصاف ہے اور وضع سے مراد موضوع اور حمل سے مراد محمول ہے مطلب ہوا موضوع کا اتصاف اور محمول کا اتصاف۔

پھر ایک ہے ذات موضوع اس سے مراد موضوع کے افراد یعنی مَا صَدَقَات ہوتے ہیں جیسے: کل انسان حیوان میں موضوع یعنی انسان کی ذات اس کے افراد ہیں (زید عمر بکر وغیرہ) اور یہ اس وقت ہوگا جس وقت موضوع نوع ہو اور جس وقت موضوع جنس ہو تو اس وقت جنس کے جزئیات اور مصادیق مراد ہوں گے اور انہی افراد کو موضوع حقیقی کہتے ہیں دوسرا ہے اس موضوع حقیقی پر دلالت کرنے والا لفظ جس کو موضوع ذکری کہتے ہیں جیسے لفظ انسان کل انسان حیوان میں۔

تیسرا ہے موضوع کا مفہوم جیسے انسان کا مفہوم حیوان ناطق ہے جس کو انسانیت کہتے ہیں اس کو وصف عنوانی یا وصف اور عنوان بھی کہتے ہیں اور عنوان کبھی ذات کا عین ہوتا ہے جیسے کل انسان اور کبھی جزء ہوتا ہے جیسے کل حیوان حساس لہٰذا تین چیزیں بطور خلاصہ حاصل ہوئیں۔

(۱) ذات موضوع یعنی افراد (۲) عنوان موضوع

(۳) وصف موضوع

عقد وضع کی تعریف:

افراد موضوع کا وصف موضوع یا وصف عنوانی کے ساتھ اتصاف کو عقد وضع کہتے ہیں اور یہ ترکیب تقییدی ہے تو کل انسان کا معنی افراد الانسان المتصفة بالانسانیة ہوگا۔

عقد حمل کی وضاحت:

اس سے محمول کے مفہوم کے ساتھ موضوع کا اتصاف مراد ہے اب حملیہ کے معنی اور مفہوم کا حاصل یہ ہوا کہ موضوع کے مفہوم کے ساتھ متصف ہونے والے افراد محمول کے مفہوم کے ساتھ متصف ہیں موجبہ میں اور نہیں ہیں سالبہ میں اس سے پتہ چلا کہ عقد حمل کی ترکیب اسنادی ہے۔

تنبیہ: کبھی موضوع سے وصف اور محمول سے افراد مراد ہوتے ہیں۔

اور ایسا قضیہ منحرفہ میں ہوتا ہے اور قضیہ منحرفہ وہ ہوتا ہے جس کے محمول پر لفظ کل یا بعض داخل ہو یعنی جس کا سور محمول پر داخل ہو جیسے الانسان کل ناطق۔

افراد موضوع کا مفہوم موضوع کے ساتھ اتصاف کی کیفیت میں بوعلی سینا اور فارابی کا اختلاف

بوعلی سینا کے نزدیک اتصاف بالفعل مراد ہے یعنی فی احد الازمنہ یعنی وہ افراد جو انسانیت کے ساتھ ماضی میں متصف ہو چکے ہیں حال میں متصف ہیں اور مستقبل میں متصف ہوں گے اور فارابی کے نزدیک وہ افراد مراد ہیں جن کا انسانیت کے ساتھ اتصاف ممکن ہو یعنی امکان ذاتی کے ساتھ امکان استعدادی نہیں۔

ثمرہ اختلاف: جس مثال سے ظاہر ہوتا ہے وہ یہ ہے کل رومی ابیض بوعلی سینا کے نزدیک صرف رومی میں رومی ہی داخل ہوں گے چاہے ماضی ہو حال ہو یا مستقبل اور فارابی کے نزدیک حبشی بھی شامل ہیں کیونکہ ان کا بھی رومی ہونا ممکن بالذات ہے۔

تنبیہ: مہملہ قوتِ جزئیہ میں ہوتا ہے یعنی بالقوۃ جزئیہ ہوتا ہے لہٰذا مہملہ اور جزئیہ ایک دوسرے کے لئے لازم وملزوم ہیں المھملة جزئیة بالقوة۔

اسی وجہ سے مہملہ کو قضایا معتبرہ فی العلوم میں شمار کرتے ہیں یعنی جن کا قیاس میں کبریٰ بننا درست ہو اور شخصیہ قوتِ کلیہ میں ہوتا ہے بعض کے نزدیک۔

اسوار قضایا شرطیہ:

(۱) موجبہ کلیہ شرطیہ متصلہ: کلما، مهما، متی اور ان کے ہم معنی الفاظ جو ان تمام تقادیر اور اوضاع پر دلالت کرتے ہیں جن کا مقدم کے ساتھ اجتماع ممکن ہو جیسے کلما کانت الشمس طالعة کان النهار موجودا۔

(۲) موجبہ کلیہ شرطیہ منفصلہ: دائمًا، ابدًا، البتۃ بمعنی یقینا اور ان کے ہم معنی اور یہ اسوار قضیہ کے شروع میں بھی لگ سکتے ہیں اور آخر میں جیسے دائماً هٰذا العدد اما ان یکون زوجا او فردا۔ هٰذا العدد اما زوج او فرد دائما۔

(۳) شرطیہ سالبہ کلیہ متصلہ: لیس البتة جیسے لیس البتة کلما کانت الشمس طالعة کان اللیل موجودا۔

(۴) شرطیہ سالبہ کلیہ منفصلہ: لیس البتة جیسے لیس البتة اما ان یکون هٰذا الشی اسودا او کاتبا۔

(۵) شرطیہ متصلہ موجبہ جزئیہ: قد یکون جیسے قد یکون هٰذا اذا کان حیوانا کان انسانا۔

(۶) شرطیہ منفصلہ موجبہ جزئیہ: قدیکون جیسے قدیکون هٰذا اما اسودا او ابیض۔

(۷) شرطیہ متصلہ سالبہ جزئیہ: قد لا یکون جیسے قد لایکون اذا کان هذا حیوانا کان انسانًا۔

(۸) شرطیہ منفصلہ سالبہ جزئیہ: قد لایکون جیسے قد

لا یکون ھٰذا اسود او کاتبا۔

شرطیہ شخصیہ مخصوصہ متصلہ اور منفصلہ کا سور عین وقت پر یا حال پر دلالت کرنے والا لفظ۔

متصلہ کی مثال: ان جئت الیوم اکرمتک۔

منفصلہ کی مثال: ھٰذا الشی الآن اما اسود او ابیض۔

شخصیہ سالبہ کی مثال: لیس الشی الآن اما اسود او ابیض۔

مہملہ کا سور ان، لو، اذا ہے بشرطیکہ معین وقت یا حال سے خالی ہو۔

موجبہ مہملہ کی مثال: ان کانت الشمس طالعة کان النہار موجودا۔

سالبہ مہملہ کی مثال: لیس ان کانت الشمس طالعة کان النہار موجودا۔ (حاشیہ محمد عبدالمجید شرنوبی علی حواشی التہذیب ص۲۹۹)

وجود افراد کے اعتبار سے حملیہ کی تقسیم سادس

وجود افراد کے اعتبار سے حملیہ تین قسم ہے

وجہ حصریہ ہے عقد وضع کل افراد کا خارجی بالفعل ہوگا یا خارجی بالقوۃ ہوگا یا بعض افراد کا خارجی بالفعل اور بعض افراد کا خارجی بالقوۃ یا کل افراد کا بالکل خارجی نہیں ہوگا بلکہ ذہنی ہوگا جس قضیے میں عقد وضع پہلا ہو اس کو قضیہ خارجیہ کہتے ہیں جیسے کل انسان حیوان جس وقت ہر انسان سے وہ ہر انسان مراد ہو جو خارج میں بالفعل موجود ہو جس قضیے میں عقد وضع دوسری قسم کا ہو اور جس قضیے میں عقد وضع تیسری قسم کا ہو ان دونوں کو قضیہ حقیقیہ کہتے ہیں دوسرا جیسے کل عنقاء معدوم تیسرا جیسے کل انسان حیوان جس وقت ہر انسان سے ہر وہ انسان مراد ہو جو بن چکا ہے اور بننا ہے اور جس قضیے میں عقد وضع چوتھی قسم کا ہو اس ذہنیہ کہتے ہیں جیسے کل شریک للباری تعالیٰ ممتنع اب پہلے قضیے کا مطلب ہوگا انسان کا ہر ہر فرد جو بالفعل خارج میں انسانیت کے ساتھ متصف ہے وہ حیوانیت کے ساتھ متصف ہے دوسرے قضیے کا مطلب ہوگا ہر وہ فرد جو خارج میں بالقوۃ عنقائیت کے ساتھ متصف ہے وہ معدومیت کے ساتھ متصف ہے تیسرے قضیے کا مفہوم ہوگا وہ ہر ہر فرد جن میں سے بعض خارج میں بالفعل انسانیت کے ساتھ متصف ہیں اور بعض دیگر خارج میں بالقوۃ انسانیت کے ساتھ متصف ہیں وہ سب کے سب حیوانیت کے ساتھ متصف ہیں اور چوتھے قضیے کا یہ مطلب ہوگا کہ ہر ہر فرد جو ذہن میں شریک کے مفہوم کے ساتھ متصف ہے وہ ذہناً خارجاً امتناع کے ساتھ متصف ہے مناطقہ نے اسی طرح کہا ہے مگر ناچیز کا خیال یہ ہے کہ دوسری قسم کے افراد کو خارجی بالقوۃ کہنے کی بجائے خارجی وہمی کہنا چاہئے اور اس کے قضیے کو قضیہ وہمیہ کہنا چاہیے

بلفظ دیگر: ذات موضوع کا وصف عنوانی کے ساتھ اتصاف خارج میں بالفعل ہوگا یا محض بالقوۃ یا بالفعل، بالقوۃ دونوں ہوگا یا اِن میں سے کوئی بھی نہیں ہوگا محض ذہنی ہوگا پہلے کو خارجیہ دوسرے اور تیسرے کو حقیقیہ اور چوتھے کو ذہنیہ کہتے ہیں

بعبارت دیگر: موضوع کے افراد کا وصف موضوع کے ساتھ اتصاف خارجی بالفعل ہوگا یا خارجی بالقوۃ ہوگا یا بعض کا خارجی بالفعل اور بعض کا خارجی بالقوۃ ہوگا یا محض ذہنی ہوگا۔

بتقریر دیگر: موضوع کے افراد ممکن ہوں گے یا محال ثانی کو ذہنیہ کہتے ہیں اول دو حال سے خالی نہ ہوگا افراد خارجی موجود ہوں گے یا معدوم ہوں گے دوسرے کو حقیقیہ قسم اول عند المناطقہ اور وہمیہ عند العبد العاجز پہلا پھر دو حال سے خالی نہ ہوگا کُل افراد خارجی موجود ہوں گے یا بعض افراد خارجی موجود ہوں گے اور بعض معدوم

حملیہ کی تقسیمِ سابع ادات سلب کے قضیے کا جُزء بننے اور نہ بننے کے اعتبار سے

ایسے قضیہ کی دو قسمیں ہیں:

(۱) معدولہ

(۲) محصّلہ

(۱) معدولہ: یہ عدل سے ہے جس کا معنی پھیرنا ہوتا ہے۔

اس کو معدو لہ اس لئے کہتے ہیں کہ اداۃ نفی کا حق یہ تھا کہ وہ رابطہ سلبیہ ہوتا ہے لیکن یہاں یہ موضوع یا محمول یا طرفین کا جزء بن رہا ہے، تو یہ اپنی اصل سے پھیرا ہوا ہے اسی وجہ سے اس کو معدو لہ کہتے ہیں اور یہ کبھی موضوع کا جزء بنتا ہے کبھی محمول کا اور کبھی دونوں کا پہلے کو معدو لۃ الموضوع دوسرے کو معدو لۃ المحمول تیسرے کو معدولۃ الطرفین کہتے ہیں۔

اس طرح چھ قسمیں حاصل ہوئیں: تین جانب ایجاب میں تین جانب سلب میں لہٰذا قضیہ موجبہ کی تین قسمیں بنتی ہیں

(۱) موجبہ معدولۃ الموضوع جیسے اللاحی جماد

(۲) موجبہ معدولۃ المحمول جیسے زید لا عالم

(۳) موجبہ معدولۃ الطرفین جیسے اللاحی لا عالم

اور قضیہ سالبہ کی بھی تین قسمیں بنتی ہیں۔

(۱) سالبہ معدولۃ الموضوع: جیسے اللاحی لیس بعالم

(۲) سالبہ معدولۃ المحمول: جیسے العالم لیس بلاحی

(۳) سالبہ معدولۃ الطرفین: جیسے اللاحی لیس بلاحیوان

(۲) محصلہ: وہ ہے جو اس طرح نہ ہو۔

حملیہ کی تقسیم ثامن جہت وعدم جہت کے اعتبار سے

حملیہ میں جہت مذکور ہوگی یا نہیں ثانی کو مطلقہ کہتے ہیں جیسے زید کاتب اور اول کو موجہہ کہتے ہیں زید کاتب بالفعل

بحث موجہات

جہت کی وضاحت:

ہر نسبت تامہ خبریہ نفس الامر میں مندرجہ ذیل کیفیات میں سے کسی نہ کسی کیفیت کے ساتھ ضرور متکیف ہوتی ہے اور نسبت کی اس نفس الامری کیفیت کو منطقیوں کی اصطلاح میں مادہ کہتے ہیں اور قضیہ میں جو لفظ اس پر دلالت کرنے والا ہو اس کو جہت کہتے ہیں اور جس قضیہ میں جہت پائی جائے اس کو موجہہ کہتے ہیں۔

کیفیت باعتبار اجمالی تقسیم کے چار قسم پر ہے:

(۱) ضرورت (۲) لا ضرورت (امکان)

(۳) دوام (۴) لادوام (بالفعل، اطلاق)

(۱) ضرورت کا اصطلاحی معنیٰ: استحالہ انفکاک یعنی ایک شے کا دوسری شے سے جدا ہونے کا محال ہونا یہ تین قسم پر ہے۔

(۱) ضرورت ذاتی (۲) ضرورت وصفی (۳) ضرورت وقتی

(۱) ضرورت ذاتی: ایک شے کا دوسری شے کی ذات کو لازم ہونا۔

بالفاظ دیگر: ذات کا مقتضیٰ ہونا جیسے ذات باری تعالیٰ کے لئے وجود کا ضروری ہونا

پھر ضرورت ذاتی دو قسم پر ہے

(۱) ضرورت ذاتی وجوبی: جیسے ذات باری تعالیٰ کے لئے وجود کی ضرورت۔

(۲) ضرورت ذاتی امکانی: جیسے انسان کے لئے حیوانیت کا وجود ضروری ہے۔

(۳) ضرورت وصفی: ایک شے کا دوسری شے کے وصف کو لازم ہونا۔
بالفاظ دیگر: وصف کا مقتضیٰ ہو جیسے کاتب کے لئے تحرک اصابع کی ضرورت۔

(۳) ضرورت وقتی: نسبت کے ثبوت یا سلب کے ضروری اور لازم ہونے کا وقت کے ساتھ مقید ہونا بالفاظ دیگر وقت کا مقتضیٰ ہونا پھر ضرورت وقتی دو قسم پر ہے

(۱) وقتی معین: جیسے **کل قمر منخسف بالضرورۃ وقت حیلولۃ الارض بینہ و بین الشمس**

(۲) وقتی غیر معین: **کل انسان متنفس بالضرورۃ فی وقت ما**

دوام: عدم انفکاک مع امکان انفکاک: یعنی ایک شے کا دوسری شے سے جدا نہ ہونا لیکن جدا ہونا ممکن ہو جیسے جنت کی زندگی اور حرکت افلاک عند الفلاسفہ۔

پھر دوام دو قسم ہے:

(۱) دوام ذاتی: جیسے **کل انسان یتحرک قلبہ دائما**

(۲) دوام وصفی: **کل کاتب متحرک الاصابع دائما مادام کاتبا**

لا دوام یعنی بالفعل کی دو تفسیریں ہیں:

(۱) فی احد الازمنہ

(۲) وجود فی الجملہ چاہے وقت ہو یا نہ ہو۔

دونوں تفسیروں میں فرق اس طرح ظاہر ہوتا ہے کہ حقائق غیر زمانیہ کے قضایا کی کیفیت بالفعل پہلے معنیٰ میں نہیں ہو سکتی اور دوسرے معنیٰ میں ہو سکتی ہے جیسے **اللہ موجود بالفعل، الزمان موجود بالفعل**

اور یہ مخفی نہیں کہ ذات حق غیر زمانی ہے اور زمانہ بھی غیر زمانی ہے کیونکہ زمانے کا زمانہ نہیں ہوتا۔

تنبیہ: ضرورت ذاتی کی علامت یہ ہے کہ ماہیت سے نسبت کے سلب کو فرض کیا جائے تو وہ ماہیت ہی نہ رہے جیسے کل انسان حیوان بالضرورۃ اب اگر انسان (جوکہ ایک ماہیت ہے) سے حیوانیت کا سلب فرض کیا جائے تو کہنا پڑے گا کہ انسان نہیں رہا۔

موجہات دو قسم ہیں:

(۱) **موجہات بسیطہ** (۲) **موجہات مرکبہ**

پھر **موجہات بسیطہ** دو قسم پر ہیں:

(۱) **بسائط مشہورہ** (۲) **بسائط غیر مشہورہ**

بسائط مشہورہ کی وجہ حصر:

قضیہ میں جہت یا تو ضرورت ہوگی یا لاضرورۃ (امکان) یا دوام یا لادوام (بالفعل) پھر اگر اوّل ہو تو یا ذاتی ہوگی یا وصفی ذاتی ہو تو قضیہ کو ضروریہ مطلقہ کہتے ہیں اگر وصفی ہو تو دو حال سے خالی نہ ہوگی غیر وقتی ہوگی یا وقتی اگر غیر وقتی ہو تو قضیہ مشروطہ عامہ ہوگا اور اگر وقتی ہو تو پھر دو حال سے خالی نہ ہوگی وقتی معین ہوگی یا وقتی غیر معین، معین ہو تو وقتیہ مطلقہ ورنہ منتشرہ مطلقہ اگر جہت لاضرورت (امکان) ہو تو قضیہ ممکنہ عامہ ہوگا اور اگر جہت دوام ہو تو دو حال سے خالی نہ ہوگا دوام ذاتی ہوگا یا وصفی پہلی صورت میں قضیہ دائمہ مطلقہ ہوگا۔ دوسری صورت میں عرفیہ عامہ اور اگر جہت لادوام (بالفعل) ہو تو قضیہ مطلقہ عامہ ہوگا۔

لہٰذا بسائط مشہورہ کل آٹھ ہوئے۔

(۱) **ضروریہ مطلقہ** (۲) **مشروطہ عامہ**

(۳) **وقتیہ مطلقہ** (۴) **منتشرہ مطلقہ**

(۵)ممکنہ عامہ (۶)دائمہ مطلقہ
(۷)عرفیہ عامہ (۸)مطلقہ عامہ

ضروریہ مطلقہ کی تعریف:

وہ ہے جس میں یہ حکم کیا جائے کہ جب تک ذات موضوع موجود ہے نسبت ضروری ہے چاہے ایجابی یا سلبی جیسے: کل انسان حیوان بالضرورۃ۔
اس کو ضروریہ اس کے جہت ضرورت پر مشتمل ہونے کی وجہ سے اور مطلقہ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ وصف عنوانی اور وقت کی قید سے آزاد ہے۔

مشروطہ عامہ کی تعریف:

وہ ہے جس میں یہ حکم کیا جائے کہ جب تک ذات موضوع موجود ہے وصف عنوانی کے ساتھ متصف ہے اور اس میں ضروری ہوتا ہے کہ وصف عنوانی افراد کی حقیقت سے خارج ہو جیسے: کل کاتب متحرک الاصابع بالضرورۃ مادام کاتبا۔
اس کو مشروطہ اس وجہ سے کہا کہ مادام کاتبا کی شرط ساتھ لگی ہوئی ہے اس کو عامہ اس وجہ سے کہا کہ خاصہ کے مقابل ہے۔

وقتیہ مطلقہ کی تعریف:

جس میں یہ حکم کیا جائے کہ نسبت ضروری ہے وقت معین میں جیسے: کل قمر منخسف بالضرورۃ وقت حیلولۃ الارض بینہ وبین الشمس۔

منتشرہ مطلقہ کی تعریف:

جس میں یہ حکم کیا جائے کہ نسبت ضروری ہے وقت غیر معین میں جیسے: کل انسان متنفس بالضرورۃ فی وقت ما۔

ان چاروں کے فرق کا ضابطہ: ضروریہ مطلقہ میں محمول یا تو ذاتیات بالمعنی الاعم میں سے ہوگا یا حد تام ہوگا بالفاظ دیگر محمول موضوع کا عین ہوگا یعنی حد تام یا نوع اور یا جنس یا فصل جیسے: کل انسان حیوان ناطق بالضرورۃ، کل ناطق انسان بالضرورۃ، کل انسان حیوان بالضرورۃ کل انسان ناطق بالضرورۃ

مشروطہ عامہ میں محمول کا اعراض مفارقہ سے ہونا ضروری ہے اور وقتیہ اور منتشرہ کا بھی وہی ضابطہ ہے۔

ممکنہ عامہ کی تعریف:

جس میں یہ حکم کیا جائے کہ حکم کی جانب مخالف ضروری نہیں جیسے: کل نار حارۃ بالامکان العام۔

دائمہ مطلقہ کی تعریف:

جس میں یہ حکم کیا جائے کہ نسبت دائمی ہے جب تک ذات موضوع موجود ہے جیسے: کل حیوان یتحرک قلبہ دائما۔

اس کا ضابطہ یہ ہے کہ محمول ہمیشہ اعراضِ لازمہ میں سے ہوتا ہے

عرفیہ عامہ کی تعریف:

جس میں یہ حکم کیا جائے کہ نسبت دائمی ہے جب تک ذات موضوع وصف عنوانی کے ساتھ متصف ہے جیسے کل کاتب متحرک الاصابع دائما مادام کاتبا۔

مطلقہ عامہ کی تعریف:

جس میں یہ حکم کیا جائے کہ نسبت ثابت ہے یا مسلوب ہے تین زمانوں میں سے کسی ایک میں یا فی الجملہ جیسے زید قائم بالفعل۔

تنبیہ: کئی مناطقہ ممکنہ عامہ اور مطلقہ عامہ جن کو عامتین کہتے ہیں ان کو موجہات میں شمار نہیں کرتے بلکہ قضیہ مطلقہ اور مطلقہ عامہ کو ایک ہی سمجھتے ہیں اور ممکنہ عامہ کو حقیقی قضیہ نہیں سمجھتے بلکہ صورۃً قضیہ سمجھتے ہیں جس طرح کہ شک وہم تخییل والے قضیہ کو حقیقتاً قضیہ نہیں کہا جاسکتا بلکہ صورۃ قضیہ کہا جاسکتا ہے۔

خلاصہ: یہ ہوا کہ چار کی تقیید ضرورت کے ساتھ کرنے سے چار موجہات بسیطہ حاصل ہوتے ہیں ضروریہ مطلقہ، مشروطہ عامہ، وقتیہ مطلقہ، منتشرہ مطلقہ اور ایک کی تقیید لاضرورۃ کے ساتھ کرنے سے ایک موجہہ بسیطہ حاصل ہوتا ہے ممکنہ عامہ اور دو کی تقیید دوام کے ساتھ کرنے سے دو موجہہ بسیطہ حاصل ہوتے ہیں دائمہ مطلقہ، عرفیہ عامہ اور ایک کی تقیید لادوام کے ساتھ کرنے سے ایک موجہہ بسیطہ حاصل ہوتا ہے مطلقہ عامہ۔

(۲) موجہاتِ غیر مشہورہ کل سات ہیں:

(۱) مطلقہ وقتیہ	(۲) مطلقہ منتشرہ
(۳) حینیہ مطلقہ	(۴) حینیہ ممکنہ
(۵) ممکنہ وقتیہ	(۶) ممکنہ دائمہ
(۷) حینیہ لادائمہ	

تنبیہ: چھ بسائط ہیں اور ساتواں مرکبہ ہے تناقض اور عکس اور اختلاطات میں ان کی ضرورت محسوس ہوتی ہے

بسائط غیر مشہورہ کی وجہ حصر:

نسبت بالفعل ہوگی یا بالامکان اگر بالفعل ہو تو وقت معین ہوگا یا غیر معین یا بعض اوقات تو اس سے تین قضیے غیر مشہورہ حاصل ہو جائیں گے۔

پہلا مطلقہ وقتیہ جیسے: کل کاتب متحرک الاصابع بالفعل فی

وقت الکتابة۔

دوسرا مطلقہ منتشرہ: جیسے: کل کاتب متحرک الاصابع بالفعل فی وقت ما۔

تیسرا حینیہ مطلقہ: جیسے کل کاتب متحرک الاصابع بالفعل فی بعض الاوقات۔

اور اگر نسبت بالامکان ہو بمعنیٰ جانب مخالف سے ضرورت وصفیہ کا سلب ضروری نہ ہو تو اس امکان کے ساتھ مذکورہ تین زمانوں کو ذکر کیا جائے تو اس سے تین قضیہ غیر مشہورہ حاصل ہو جاتے ہیں۔

پہلا حینیہ ممکنہ: کل کاتب متحرک الاصابع بالامکان العام فی بعض الاوقات

دوسرا ممکنہ وقتیہ: کل کاتب متحرک الاصابع بالامکان العام فی وقت الکتابة

تیسرا ممکنہ دائمہ: کل کاتب متحرک الاصابع بالامکان العام فی وقت ما۔

اب یہ جاننا چاہئے کہ مناطقہ انتشار کے لئے غیر معین وقت رکھتے ہیں اور بعض اوقات کے لئے حین اور حین کے لئے بعض اوقات اگرچہ ان کا یہ کلام محاورات عرب کے برخلاف ہے۔

بسائط غیر مشہورہ کی علیحدہ علیحدہ تعریفات:

حینیہ مطلقہ کی تعریف: جس میں وصف موضوع کے وقت میں نسبت کے بالفعل ہونے کا حکم کیا جائے جیسے: کل کاتب متحرک الاصابع بالفعل حین ھو کاتب او فی وقت کونہ کاتبا۔

مطلقہ وقتیہ کی تعریف: جس میں وقت معین میں فعلیت نسبت کا حکم ہو جیسے: بعض الکاتب متحرک الاصابع بالفعل فی وقت الظھر۔

مطلقہ منتشرہ کی تعریف: جس میں وقت غیر معین میں فعلیت نسبت کا حکم ہو جیسے: بعض الکاتب متحرک الاصابع بالفعل فی وقت ما۔

حینیہ ممکنہ کی تعریف: جس میں جانب مخالف سے ضرورت وصفیہ کے سلب کا حکم ہو جیسے: کل کاتب متحرک الاصابع بالامکان العام مادام کاتبا۔

ممکنہ وقتیہ کی تعریف: جس میں جانب مخالف سے ضرورت وصفیہ کا سلب ہو وقت معین میں جیسے: کل کاتب متحرک الاصابع بالامکان العام فی وقت الکتابۃ۔

ممکنہ دائمہ کی تعریف: جس میں جانب مخالف سے ضرورت وصفیہ کا سلب ہو وقت غیر معین میں جیسے کل کاتب متحرک الاصابع بالامکان العام فی وقت ما۔

مرکبہ غیر مشہورہ حینیہ مطلقہ لادائمہ کی تعریف: حینیہ مطلقہ لادوام ذاتی کے ساتھ مقید ہو جیسے: کل کاتب متحرک الاصابع بالفعل حین ھو کاتب لا دائما او فی وقت کونہ کاتبا لا دائما۔

موجہات مرکبات

(۱) موجہہ مرکبہ لفظ اور ظاہر میں ایک قضیہ ہوتا ہے معنی اور باطن میں دو قضیے ہوتے ہیں جو باعتبار کیف یعنی ایجاب وسلب کے ہمیشہ مختلف ہوتے ہیں اور باعتبار کم یعنی کلیت، جزئیت میں ہمیشہ متفق ہوتے ہیں اور موجبہ سالبہ ہونے میں قضیہ ملفوظہ کا اعتبار ہوتا ہے اور مقدرہ مضمونہ کا اعتبار نہیں ہوتا۔

(۲) چونکہ کیفیات کے بیان میں لاضرورت اور لادوام دونوں سے ذاتی مراد ہیں۔لہٰذا لاضرورت سے امکان عام اور لادوام ذاتی سے اطلاق، بالفعل مراد ہیں اور یہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ لاضرورت ذاتی سے اشارہ ہے ممکنہ عامہ کی طرف اور لادوام ذاتی سے اشارہ مطلقہ عامہ کی طرف ہے لہٰذا ایک مرکب لاضرورت ذاتی کی قید سے اور پانچ مرکب لادوام ذاتی کی قید سے بنتے ہیں اور ایک مرکب وہ ہے جس میں دونوں قیدیں مذکور نہیں ہوتیں اور یہ سات مرکبے اس طرح بنتے ہیں کہ کل بسیطے آٹھ ہیں

(۱) ضروریہ مطلقہ (۲) مشروطہ عامہ

(۳) وقتیہ مطلقہ (۴) منتشرہ مطلقہ

(۵) دائمہ مطلقہ (۶) عرفیہ عامہ

(۷) مطلقہ عامہ (۸) ممکنہ عامہ

اب ان میں سے ضرورت ذاتی یعنی ضروریہ مطلقہ اور دوام ذاتی یعنی دائمہ مطلقہ ان کو نکالنا ہے کیونکہ وہ مرکب نہیں بنتے اور ان کی تقیید نہیں ہوتی اور ان کی حقیقت ہمیشہ بسیط رہتی ہے پھر پانچ (مشروطہ عامہ، وقتیہ مطلقہ، منتشرہ مطلقہ، عرفیہ عامہ، مطلقہ عامہ یعنی تین ضرورت والے اور ایک دوام والا اور ایک لادوام والا) اِن میں سے کسی کو ذکر کرنا ہے تو اس کے ساتھ لا بالدوام یا لا دائما لانا ہے جس سے مطلقہ عامہ پیدا کرنا ہے اس کو یوں بھی تعبیر کر سکتے ہیں کہ تتحصل الخمسة بتقييد الخمسة باللادوام الذاتی اور وہ مشروطہ خاصہ، عرفیہ خاصہ، وقتیہ، منتشرہ اور وجودیہ لادائمہ ہیں

امثلتها بالترتيب

(۱) وقتیہ مرکبہ موجبہ: كل قمر منخسف وقت حيلولة الارض بينه وبين الشمس لا دائمًا

سالبہ: لا شئ من القمر بمنخسف بالفعل۔

(۲) منتشرہ مرکبہ موجبہ: کل انسان متنفس فی وقت ما لا دائما۔

سالبہ: لاشئ من الانسان بمتنفس بالفعل۔

(۳) مشروطہ خاصہ موجبہ: کل کاتب متحرک الاصابع بالضرورۃ مادام کاتبا لا دائما۔

سالبہ: لاشئ من الکاتب بمتحرک الاصابع بالفعل۔

(۴) عرفیہ خاصہ موجبہ: کل کاتب متحرک الاصابع دائما مادام کاتبا لا دائما۔

سالبہ: لاشئ من الکاتب بمتحرک الاصابع بالفعل۔

(۵) وجودیہ لادائمہ موجبہ: کل انسان متنفس بالفعل لا دائما

سالبہ: لاشئ من الانسان بمتنفس بالفعل

پھر اُسی مطلقہ عامہ کو ثانیا لاضرورۃ ذاتی کے ساتھ مقید کرلیا جائے تو وجودیہ لاضروریہ بن جاتا ہے۔

(۶) وجودیہ لاضروریہ موجبہ: زید قائم بالفعل لا بالضرورۃ۔

سالبہ: زید لیس بقائم بالامکان العام۔

اور ساتویں قسم ممکنہ خاصہ ہے جس کی حقیقت دو ممکنے عامے ہوتے ہیں لیکن ظاہری صورت سے ترکیب ظاہر نہیں ہوتی کیونکہ نہ اِس میں لاضرورت کا ذکر ہوتا نہ لادوام کا

(۷) ممکنہ خاصہ موجبہ: کل نار حارۃ بالامکان الخاص

یعنی کل نار حارۃ بالامکان العام

سالبہ: لاشئ من النار بحارۃ بالامکان العام

حاصل کلام: یہ ہوا کہ آٹھ بسائط سے دو قضیے کیفیت ذاتیہ والوں (ضروریہ مطلقہ، دائمہ مطلقہ) کو نکالنے کے بعد پانچ کی تقیید لادوام ذاتی کے ساتھ ہوتی

ہے اور ایک کی تقیید لاضرورت ذاتی کے ساتھ ہوتی ہے اور ایک کی تقیید کسی کے ساتھ نہیں ہوتی بلکہ قضیہ کے ساتھ بالامکان الخاص کی کیفیت مذکور ہوتی ہے جیسا کہ اوپر مثال میں گذرا

بسیطہ کو بسیطہ اور مرکبہ کو مرکبہ کہنے کی وجہ:

بسیطہ اس کی حقیقت یا ایجاب ہوتا ہے یا سلب بسیطہ میں ایجاب وسلب جمع نہیں ہوسکتے اور مرکبہ کو مرکبہ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اس کی حقیقت ایجاب وسلب دونوں پر مشتمل ہوتی ہے لیکن صراحت، اشارہ اور تفصیل واجمال کا فرق ہوتا ہے جیسا کہ آگے آئے گا۔

فائدہ: مناطقہ کا ایک اور قضیہ غیر مشہورہ ہے لیکن وہ مرکبہ ہے بسیطہ نہیں اور وہ حینیہ مطلقہ لادوام ذاتی کی قید کے ساتھ مقید ہے۔

اس کا نام حینیہ مطلقہ لادائمہ ہے جیسے **کل کاتب متحرک الاصابع بالفعل فی بعض الاوقات لا دائما۔**

یہ سات قضایا موجہات کے نقائض کے باب میں مذکور ہوتے ہیں۔

تنبیہ: بعض منطق کی کتابوں میں بالفعل کی تفسیر فی احد الازمنہ کے ساتھ ہوتی ہے یہ صحیح نہیں کیونکہ اس سے وہ مطلقہ عامہ خارج ہوجاتا ہے جس کا موضوع موجوداتِ غیر زمانیہ میں سے ہو مثلاً **اللہ تعالی موجود بالفعل اور الزمان موجود بالفعل** لہٰذا بعض محققین نے کہا کہ بالفعل سے مراد فی الجملہ ہے۔

تنبیہ: مرکبات میں دو خاصے اور دو وقتیے وہی دو عامے اور دو وقتیے ہیں جو بسائط میں مذکور رہیں لیکن وہ لادوام ذاتی کی قید کے ساتھ مرکب بن جاتے ہیں اسی طرح چار مرکبات حاصل ہوتے ہیں مشروطہ عامہ سے مشروطہ خاصہ اور عرفیہ عامہ سے عرفیہ خاصہ ان کو خاصتین کہتے ہیں جس طرح کہ بسائط میں ان کو عامتین کہتے ہیں۔

بحث شرطیات

شرطیہ کی تعریف: ھی التی تنحل الی قضتین حملیتین بحذف ادوات الاتصال او الانفصال۔

یعنی شرطیہ وہ قضیہ ہے کہ جس کے ادواتِ اتصال یعنی کلماتِ شرط اور ادواتِ انفصال یعنی کلماتِ تردید ہٹانے کے بعد دو قضیے حملیے حاصل ہوں پہلا جیسے ان کانت الشمس طالعۃ فالنھار موجود

اب ادواتِ اتصال (ان، ف اور کانت رابطہ زمانیہ) ہٹانے سے دو قضیے حملیے بچ گئے یعنی الشمس طالعۃ اور النھار موجود

شرطیہ کی تقسیم

پھر شرطیہ دو قسم پر ہے:

(۱) متصلہ (۲) منفصلہ

(۱) متصلہ کی منطقی تعریف: ماحکم فیھا بثبوت نسبۃ علی تقدیر ثبوت نسبۃ اخری او بنفی نسبۃ علی تقدیر نفی نسبۃ اخری۔

بعض کتابوں میں ثبوت اور نفی کی جگہ صدق ہے جس سے ثبوت اور سلب دونوں مراد ہیں یعنی ماحکم فیھا بصدق نسبۃ علی تقدیر صدق نسبۃ اخری۔

اس تعریف کی وضاحت:

جس تعریف میں ثبوت کی جگہ صدق کا لفظ ذکر کیا گیا ہے وہاں صدق کے تین معنوں میں سے ثبوت اور تحقق والا معنی مراد ہے اور نسبت سے مضمون جملہ مراد ہے اور حرف ''علی'' ثبوت اور صدق کے متعلق ہے اور اس سے مقصود اتصال اور ارتباط والا معنی پیدا کرنا ہے اور تقدیر سے مراد صورت یا حال یا وقت جس کو وضع بھی کہتے ہیں

اور اس اتصال اور ارتباط سے ہر قسم کا اتصال اور ارتباط مراد ہے چاہے لزومی اور وجوبی طور پر ہو جس کو اتصال بالعلاقہ کہتے ہیں یا اتفاقی طور پر ہو جس کو اتصال اتفاقی کہتے ہیں۔

خلاصہ تعریف: قضیہ متصلہ وہ ہوتا ہے جس میں یہ حکم کیا جائے کہ ایک قضیہ کی نسبت اور اس کا مضمون ایجابی یا سلبی دوسرے قضیہ کی نسبت اور مضمون ایجابی یا سلبی کے ساتھ اتصال وارتباط اور تعلق رکھتا ہو یہ اتصال وارتباط اور تعلق عام ہے لزومی ہو یا اتفاقی یعنی کسی علاقہ کی وجہ سے ہو یا بغیر کسی علاقہ کے اب متصلہ وہ ہے جس میں اتصال کا حکم ہو چاہے ثبوتی ہو یا سلبی اور منفصلہ وہ ہے جس میں انفصال کا حکم ہو چاہے ثبوتی ہو یا سلبی۔

متصلہ موجبہ کی مثالیں:

دونوں موجبہ: ان کانت الشمس طالعة کان النهار موجودا۔

اس مثال میں طلوع شمس کی علت وجود نہار ہے۔

دونوں سالبہ: ان لم تکن الشمس طالعة لم یکن النهار موجودا۔

اس مثال میں عدم طلوع شمس کی علت عدم وجود نہار ہے۔

ایک موجبہ ایک سالبہ: ان کانت الشمس طالعة لم یکن اللیل موجودا۔

اس مثال میں طلوع شمس عدم وجود لیل کی علت ہے۔

ایک سالبہ دوسرا موجبہ: ان لم تکن الشمس طالعة کان الیل موجودا۔

اس مثال میں عدم طلوع شمس وجود لیل کی علت ہے۔

متصلہ سالبہ کی مثالیں:

مذکورہ بالا چاروں امثلہ پر سالبہ کا سور لگانے سے سالبہ کی مثالیں بن جائیں گی۔ اور وہ سور ہے لیس البتة

دونوں موجبہ: لیس البتة ان کانت الشمس طالعة کان الیل موجودا۔

دونوں سالبہ: لیس البتة ان لم تکن الشمس طالعة لم یکن الیل موجودا۔

پہلا موجبہ دوسرا سالبہ: لیس البتة ان کانت الشمس طالعة لم یکن النهار موجودا۔

پہلا سالبہ دوسرا موجبہ: لیس البتة ان لم تکن الشمس طالعة کان النهار موجودا۔

متصلہ کی تقسیم: متصلہ دو قسم پر ہے

(۱) لزومیہ (۲) اتفاقیہ

وجہ حصر: مقدم اور تالی کے درمیان اتصال وارتباط علاقہ کی وجہ سے ہوگا یا نہیں پہلے کو لزومیہ کہتے ہیں دوسرے کو اتفاقیہ۔

علاقہ کی تعریف: منطقیوں کے نزدیک علاقہ دو قسم ہے۔

(۱) علاقہ بالعلیة (۲) علاقہ بالتضایف

علاقہ بالعلیة کی تعریف: یہ ہے کہ مقدم تالی کی علت ہو اور وہ اس کا معلول ہو جیسے: ان کانت الشمس طالعة کان النهار موجودا۔

طلوع شمس وجود نہار کی علت ہے یا اس کا عکس ہو یعنی مقدم معلول اور تالی علت ہو۔ جیسے: ان کان النهار موجودا کانت الشمس طالعة۔

یا مقدم اور تالی دونوں کسی اور چیز کا معلول ہوں جیسے: ان کان النہار موجودا کان العالم مضیا۔

(۲) علاقہ بالتضایف: جیسے: ان کان زید ابا لعمرو کان عمرو ابناله، ان کان عمرو ابنا لزید کان زید اباله۔

ان مثالوں میں مقدم اور تالی کے درمیان ملازمہ ہے

اتفاقیہ: وہ جس میں علاقہ نہ ہو بلکہ مقدم اور تالی کے مابین محض اتفاق ہو: ان کان زید ناطقا کان الحمار ناهقا۔

تنبیہ: قضیہ شرطیہ کے صادقہ کاذبہ ہونے کا معیار متصلہ میں حکم اتصال کا واقع کے مطابق ہونا یا نہ ہونا اور منفصلہ میں حکم انفصال کا واقع کے مطابق ہونا یا نہ ہونا متصلہ لزومیہ میں ملازمہ کا صحیح ہونا یا نہ ہونا اور منفصلہ عنادیہ میں عناد ہونا یا نہ ہونا ہے۔

لزوم دو قسم پر ہے:

(۱) لزوم حقیقی (۲) لزوم جعلی

لزوم حقیقی کی مثال گزر گئی لزوم جعلی کی مثال: ان دخلت الدار فانتِ طالق۔

منفصلہ کی تقسیم

منفصلہ بھی دو قسم ہے:

(۱) عنادیہ (۲) اتفاقیہ

(۱) عنادیہ کی تعریف: وہ ہے کہ مقدم اور تالی کے درمیان عناد ہو یعنی تقابل کی چار قسموں میں سے کوئی قسم پائی جائے یا ان کے درمیان نسبت عموم خصوص مطلق کی ہو جیسے: هٰذا الرجل اما اب او ابن۔

(۲) اتفاقیہ کی تعریف: وہ جس میں عناد نہ ہو۔

پھر منفصلہ تین قسم ہے:

(۱) حقیقیہ (۲) مانعۃ الجمع (۳) مانعۃ الخلو

منفصلہ حقیقیہ کی تعریف: جس میں دونوں کا اجتماع بھی محال ہو اور ارتفاع بھی یعنی نہ دونوں کا ثبوت ہوسکتا ہو اور نہ سلب بلکہ ایک کا ثبوت دوسرے کے سلب کالذاتہ مقتضی ہو جیسے: ھٰذا العدد اما زوج او فرد۔

اس کا **ضابطہ** یہ ہے کہ اس میں تردید بین النقیضین یا ایک عین اور ایک مساوی نقیض کے درمیان ہوگی یا متقابلین بالتضایف یا کہیں متضایفین کے درمیان جیسے: ھذا موجود او لاموجود، ھذا موجود او معدوم، ھٰذا الرجل اما اب او ابن۔

مانعۃ الجمع کی تعریف: وہ ہے کہ اجتماع نہ ہوسکتا ہو اور ارتفاع ہوسکتا ہو جیسے: ھٰذا الانسان اما مُلتَح او کوسج، ھٰذا الحیوان بصیر او اعمی۔

اس کا **ضابطہ** یہ ہے کہ اس کے اندر تردید عدم وملکہ یا ضدین کے درمیان ہوگی۔

مانعۃ الخلو کی تعریف: دونوں کا اجتماع ہوسکتا ہو ارتفاع نہ ہوسکتا ہو۔ جیسے: الرومی اما انسان اما ابیض، زید اما فی البحر اما لا یغرق۔

اس کا ضابطہ یہ ہے جن کے درمیان تردید ہو ان کے درمیان نسبت عموم خصوص من وجہ کی ہو۔

بحث معنی تقادیر:

شرطیات کی بحث میں تقادیر سے مراد صورتیں، احوال، ازمان ہیں یعنی اوقات اور لفظ اوضاع سے بھی یہی مراد ہوتا ہے لیکن ان احوال و اوقات سے وہ احوال و اوقات مراد ہوتے ہیں جن کا مقدم کے ساتھ اجتماع ممکن ہو چاہے وہ احوال حقیقی ہوں یا تقدیری جیسے ان کان زید انسانا کان حیوانا اس کا منطقی معنی ہے کہ زید کو انسانیت کی تقدیر پر حیوانیت لازم ہوگی یعنی زید کے انسان ہونے کی صورت میں جتنے احوال و

اوضاع ہوں گے ان سب احوال واوضاع میں حیوانیت اس کے لئے لازم ہوگی یعنی زید کے انسان ہونے کی صورت میں مختلف احوال و اوضاع ہوں گے مثلاً قائم ہونا قاعد ہونا چھوٹا ہونا بڑا ہونا یہ سب احوال ہیں اور اگر ممکن الاجتماع نہ ہوں تو ان کو تقادیر نہیں کہیں گے۔

بحث احکام قضایا:

فائدہ: احکام حکم کی جمع ہے حکم کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے یہاں اس کا معنی ہے شے پر مرتب ہونے والا اثر لہٰذا احکام قضایا سے مراد تناقض اور عکس ہیں قضیہ کی نقیض اور اس کا عکس قضیہ کو لازم ہوتے ہیں

بحث تناقض

تناقض نقض سے ہے نقض کا لغوی معنی توڑنا ہے۔

اصطلاحی معنی: دو قضیوں کا ایجاب وسلب میں ایسا اختلاف کہ وہ اختلاف لذاتہ ایک کے صدق دوسرے کے کذب کا تقاضا کرے جیسے زید قائم، زید لیس بقائم۔

تنبیہ: تناقض مفردات میں بھی ہوتا ہے اور قضایا میں بھی کیونکہ نقیض کی تعریف شے کا رفع اور سلب ہے مفردات میں تناقض کی مثال زید، لا زید اور قضایا کی مثال گزر گئی لہٰذا حملیہ ،شرطیہ متصلہ، منفصلہ ان کو نقیضین نہیں کہنا چاہئے بلکہ ضدین کہنا چاہئے یا عین اور مساوی نقیض کہنا چاہئے یعنی حملیہ نقیض اور شرطیہ مساوی نقیض

اور (وہی اختلاف ایک کے صدق دوسرے کے کذب کا تقاضا کرنے) کی قید سے زید انسان، زید لیس بناطق تناقض سے نکل جاتے ہیں۔

یعنی ان کو نقیضین نہیں کہیں گے کہ ان کے مابین پایا جانے والا اختلاف اگر چہ ایک کے صدق اور دوسرے کے کذب کا تقاضا کر رہا ہے لیکن یہ تقاضا اس اختلاف کی وجہ سے نہیں بلکہ واسطے کی وجہ سے ہے اور وہ واسطہ یہ ہے کہ قضیہ موجبہ اور سالبہ میں موضوع محمول کے درمیان نسبت تساوی ہے یعنی انسان اور ناطق میں نسبت تساوی ہے اسی طرح ہر وہ موجبہ کلیہ جس میں موضوع اخص محمول اعم ہو جیسے کل انسان حیوان اس کا سلب کلی اس مخصوص مادے اور صورت میں ایسا ہوگا کہ یہ اختلاف ایجاب وسلب میں لذاتہ ایک کے صدق اور دوسرے کے کذب کا تقاضا کرے گا لیکن ہر مادے اور صورت میں ایسا نہیں ہوگا اور ہر وہ قضیہ جس میں موضوع اعم محمول اخص ہو تو وہ قضیہ جھوٹا ہوتا ہے جیسے کل حیوان انسان، لاشئ من الحیوان

انسان یہ دونوں قضیے جھوٹے ہیں حالانکہ ایجاب وسلب میں اختلاف ہے۔

تناقض کی تعریف کا حاصل:

دو قضیوں کا ایجاب وسلب میں ایسا اختلاف کہ وہی اختلاف ایک کے صدق دوسرے کے کذب کا تقاضا کرے اور اس صدق وکذب میں کسی واسطہ اور خصوصیت مادہ اور صورت کو دخل نہ ہو۔

تنبیہ: تناقض میں اختلاف فی الکیف ضروری ہے۔

شرائط تناقض:

در تناقض ہشت وحدت شرط دان
وحدت موضوع و محمول و مکان
وحدت شرط واضافت جزءوکل
قوت و فعل ست در آخر زمان

تناقض کے لئے مذکورہ بالا آٹھ وحدتوں کا ہونا ضروری ہے اگر ایک بھی نہ پائی جائے تو تناقض نہیں ہوگا بعض نے تناقض کی ایک شرط بنائی ہے وہ یہ ہے کہ نسبت میں اتحاد ہو اور بعض نے دو شرطیں لکھی ہیں اتحاد موضوع اور اتحاد محمول۔

نقیض کی تعریف:

نقیض کل شی رفعه

یہ پہلے معلوم ہو چکا کہ نقیض شے کا رفع ہوتا ہے تو ہر قضیہ کی نقیض لیس کذلک ضرور ہوگی اور اس کو نقیض صریح کہتے ہیں اور تناقض قضایا کی بحث میں جب ایک قضیہ کو دوسرے قضیہ کی نقیض کہا جاتا ہے تو اس سے مراد مساوی نقیض ہوتا ہے جس کو نقیض ضمنی اور التزامی بھی کہتے ہیں لہٰذا نقائض قضایا بعض صریح ہوتے ہیں اور بعض ضمنی یعنی

مساوی نقیض ہوتے ہیں اور جن کا مساوی نقیض ہوگا ان کی نقیض صریح لیس کذلک ہوگی اور جن کی نقیض صریح قضیہ ملفوظہ ہوگی لیس کذلک بھی ان کی نقیض صریح بن جاتا ہے۔

حاصل کلام: یہ ہوا کہ لیس کذلک کو ہر قضیہ کی نقیض صریح بنا سکتے ہیں لیکن لیس کذلک کے علاوہ اگر قضیہ ملفوظہ نقیض بنایا گیا ہو تو ضروری نہیں کہ وہ نقیض صریح ہو ضمنی بھی ہوسکتا ہے لہٰذا ایجاب کی نقیض سلب اور کلیۃ کی جزئیہ اور ضرورت کی لاضرورت اور دوام کی لادوام ہے لیکن اس حکم سے شرطیات یعنی متصلات، منفصلات تناقض کے اندر چند چیزوں میں منفرد ہیں۔

شرطیات کے تناقض میں ایک تو جنس یعنی اتصال، انفصال کے اندر اتفاق ضروری ہے اور دوسرا نوع یعنی لزوم، اتفاق اور عناد میں اتفاق لازم ہے اور فقط کیف یعنی ایجاب وسلب میں اختلاف شرط ہے لہٰذا متصلہ کی نقیض منفصلہ نہیں اور لزومیہ کی اتفاقیہ نہیں بلکہ متصلہ کی نقیض متصلہ اور منفصلہ کی منفصلہ اور لزومیہ کی لزومیہ اور عنادیہ کی عنادیہ اور اتفاقیہ کی اتفاقیہ ہوگی۔

اس کے بعد یہ جاننا چاہئے کہ قضیتین یا تو مخصوصے ہوں گے یا محصورے اگر مخصوصے ہوں تو ان کے تناقض کے لئے اختلاف فی الکیف کے بعد مذکورہ آٹھ وحدتوں کا ہونا کافی ہے اور اگر محصورے ہوں تو اختلاف فی الکم بھی ضروری ہے۔

رہا مہملہ تو وہ قوتِ جزئیہ میں ہونے کی وجہ سے جزئیہ کے ساتھ ملحق ہے اور باقی رہا طبیعیہ تو اس کو علوم میں کوئی دخل نہیں ہوتا یعنی قضایا معتبرہ فی العلوم میں داخل نہیں ہوتا یعنی جو قضیے کسی بھی فن کی دلیل کا کبریٰ بنتے ہیں ان میں طبیعیہ داخل نہیں ہوتا لہٰذا طبیعیہ دلیل کا کبریٰ نہیں بن سکتا اور یہ جو کہا جاتا ہے فلاں قضیہ قضایا معتبرہ فی العلوم سے ہے اور فلاں قضیہ قضایا معتبرہ فی العلوم سے نہیں ہے اس کا یہی مطلب ہے کہ قیاس

کا کبریٰ بن سکتا ہے اور نہیں بن سکتا۔

اور یہ پہلے معلوم ہو چکا کہ محصورتین میں تناقض کے لئے اختلاف فی الکیف کے ساتھ ساتھ اختلاف فی الکم بھی ضروری ہے ورنہ دو کلیے کبھی جھوٹے ہوں گے اور کبھی دو جزئیے سچے ہو جائیں گے اور یہ ہر اس صورت میں ہوگا جہاں موضوع اعم محمول اخص ہو جیسے کل حیوان انسان، لاشئ من الحیوان بانسان بعض الحیوان بانسان، لاشئ من الحیوان بانسان۔

لہٰذا موجبہ کلیہ کی نقیض سالبہ جزئیہ اور سالبہ جزئیہ کی نقیض موجبہ کلیہ اور موجبہ جزئیہ کی نقیض سالبہ کلیہ اور سالبہ کلیہ کی موجبہ جزئیہ ہے۔

نقیض کی تعریف پر اعتراضات اور اُن کے جوابات:

پہلا اعتراض: نقیض کی تعریف میں میر سیّد کی طرف سے اعتراض ہوا کہ یہ تعریف جامع نہیں کیونکہ اس سے ایجاب خارج ہو جاتا ہے حالانکہ یہ سلب کا رفع نہیں

جواب: اِس کا جواب علامہ سیالکوٹی نے یہ دیا ہے کہ سلب شے نہیں ہے بلکہ لاشئ ہے یعنی ذاتی اعتبار سے لاشئ ہے اگر چہ مفہوم ہونے کی وجہ سے شے ہے اس وجہ سے علم کا متعلق بنتا ہے دوسرے لفظوں میں شئے دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

(۱) بالمعنی الاعم

مایعلم و یذکر یعنی جس کا ذہن میں تصور اور ادراک کیا جائے اور زبان سے ذکر صحیح ہو اس معنی کے لحاظ سے شے موجود و معدوم اور وجود و عدم دونوں پر بولا جاتا ہے۔

(۲) بالمعنی الاخص

مایوجد جو موجود ہو اس معنیٰ کے لحاظ سے شیٔ کا اطلاق صرف موجود پر ہوتا ہے

لفظ شئ سے جو معنی جلدی سمجھا جاتا ہے وہ پہلا ہے۔

دوسرا اعتراض: نقیض کی تعریف پر دوسرا اعتراض یہ ہوتا ہے کہ سلب کی نقیض لاسلب ہے تو بتائیں کہ ایجاب بھی اس کی نقیض ہے یا نہیں اگر نہیں تو بتائیں ایجاب کیا چیز ہے اور اگر یہ اُس کی نقیض ہے تو تعدد نقائض لازم آتا ہے جبکہ قاعدہ ہے کہ شے کی نقیض میں تعدد محال ہے۔

جواب: اس کا جواب صدر ارافضی نے یہ دیا ہے کہ ایجاب سلب کی نقیض نہیں بلکہ مساوی نقیض ہے اور اس کی نقیض کو لازم ہے کیونکہ سلب کی نقیض لاسلب ہے اور اس کا مساوی ایجاب ہے۔

فائدہ: نقیض اور جس چیز کے درمیان نسبت تساوی کی ہو تو اس کو مساوی نقیض کہتے ہیں جیسے: وجود کی نقیض لاوجود ہے تو عدم اور لاوجود کے درمیان نسبت تساوی کی ہے (ملا عبد الحکیم)

بحث نقائض مرکبات:

موجہہ مرکبہ دو حال سے خالی نہ ہوگا کلیہ ہوگا یا جزئیہ اگر کلیہ ہو تو نقیض کا یہ طریقہ ہے کہ اس کے دونوں جزؤں کی الگ الگ نقیض حاصل کی جائے اور ظاہر ہے کہ دونوں کلیوں کی نقیض دو جزئیے ہوگی پھر ان دو جزئیوں کے درمیان او حرف تردید ذکر کر کے قضیہ منفصلۃ مانعۃ الخلو بنالیا جائے جیسے **كل كاتب متحرك الاصابع بالضرورة مادام كاتبا لا دائما** یہ مرکبہ مشروطہ ہے اس کے دو جزء ہیں پہلا جزء مشروطہ عامہ موجبہ کلیہ ہے اور دوسرا جزء مطلقہ عامہ سالبہ کلیہ ہے جس کی طرف لا دائما سے اشارہ ہے۔

تقدیری عبارت: **لا شئ من الكاتب بمتحرك الاصابع بالفعل** اب مشروطہ عامہ موجبہ کلیہ کی نقیض ممکنہ عامہ سالبہ جزئیہ ہے اور وہ یہاں **بعض الكاتب متحرك الاصابع بالامكان العام** ہے اور دوسرا جزء مطلقہ عامہ سالبہ کلیہ ہے اور

اس کی نقیض دائمہ مطلقہ موجبہ جزئیہ ہے اور وہ یہاں بعض الکاتب متحرک الاصابع دائما مادام کاتبا ہے اب ان دونوں جزئیوں کے درمیان ادات تردید اِس طرح لگایا جائے گا

بعض الکاتب لیس بمتحرک الاصابع بالامکان العام او بعض الکاتب متحرک الاصابع دائما مادام کاتبا۔

اسی طرح مرکبہ کی دونوں جزءوں کی نقیضوں کو او حرف تردید کے ساتھ رکھنے سے قضیہ منفصلہ مانعۃ الخلو حاصل ہوتا ہے جو اپنے مرکبہ کی نقیض ہوتا ہے اور یہی مطلب ہے منطقیوں کے اس کلام کا کہ: نقیض المرکبۃ مفہوم مردد بین نقیضی الجزئین۔

موجہہ مرکبہ کی مثالیں درج ذیل ہیں۔

وقتیہ: کل قمر منخسف وقت حیلولۃ الارض بینہ و بین الشمس دائما۔

نقیض: بعض القمر لیس بمنخسف بالامکان العام او بعض القمر لیس بمنخسف بالدوام۔

منتشرہ: کل انسان متنفس فی وقت ما دائما۔

نقیض: بعض الانسان لیس بمتنفس بالامکان العام او بعض الانسان لیس بمتنفس بالدوام

مشروطہ خاصہ: کل کاتب متحرک الاصابع بالضرورۃ مادام کاتبا لا دائما۔

نقیض: بعض الکاتب لیس بمتحرک الاصابع بالامکان العام او

بعض الکاتب متحرک الاصابع دائما مادام کاتبا۔

عرفیہ خاصہ: کل کاتب متحرک الاصابع دائما مادام کاتبا لا دائما۔

نقیض: بعض الکاتب لیس بمتحرک الاصابع بالفعل مادام کاتبا او بعض الکاتب متحرک الاصابع بالدوام۔

وجودیہ لاضروریہ: زید قائم بالفعل لا بالضرورۃ۔

نقیض: زید لیس بقائم بالضرورۃ او زید قائم بالضرورۃ۔

وجودیہ لادائمہ: کل نار حارۃ بالامکان العام لا بالضرورۃ۔

نقیض: بعض النار لیس بحارۃ بالضرورۃ او بعض النار حارۃ بالضرورۃ۔

احکام قضایا کا دوسرا حکم عکس مستوی

عکس مستوی کا لغوی معنی ہے: پلٹنا از باب ضرب یضرب اس کو عکس اس وجہ سے کہتے ہیں کہ یہ پلٹتا ہے۔

اصطلاحی معنی: قضیہ کے محکوم علیہ کو محکوم بہ اور محکوم بہ کو محکوم علیہ بنا دینا بشرطیکہ اگر اصل صادق ہے تو عکس بھی صادق رہے اور اگر اصل جھوٹا ہو تو عکس بھی جھوٹا رہے اور ایجاب وسلب بھی باقی رہے دوسرے لفظوں میں صدق وکذب اور کیف میں اتفاق ہو۔

لہٰذا محصورات میں موجبہ کلیہ کا عکس موجبہ جزئیہ ہوگا اگرچہ بعض مقامات پر دونوں کلیے بھی سچے آئیں گے اور یہ وہاں ہوگا جہاں موضوع محمول کے درمیان نسبت تساوی ہوگی جیسے کل انسان ناطق اس کا عکس کل ناطق انسان ہے دونوں سچے

ہیں لیکن بعض صورتوں میں جہاں موضوع اخص اور محمول اعم ہوگا وہاں اصل سچا ہوگا عکس جھوٹا ہوگا جیسے کل انسان حیوان اس کا عکس کل حیوان انسان جھوٹا ہے۔

لیکن موجبہ کلیہ کا عکس جب موجبہ جزئیہ ہوگا تو ہر مقام پر سچا آئے گا منطقی قواعد کا کلیہ ہونا ضروری ہے اسی مجبوری سے ایسا کیا گیا اور سالبہ کلیہ کا عکس سالبہ کلیہ ہی ہوگا الا فی بعض المقامات کہ وہاں عکس ہوتا ہی نہیں اور موجبہ جزئیہ کا عکس موجبہ جزئیہ ہوگا جیسے بعض الحیوان انسان اس کا عکس بعض الانسان حیوان ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جہاں حکم کلی سچا ہوگا وہاں حکم جزئی بھی سچا ہوتا ہے اور سالبہ جزئیہ کا عکس نہیں ہوتا الا فی بعض المقامات کہ وہاں سالبہ جزئیہ کا عکس سالبہ جزئیہ لانا پڑتا ہے ورنہ نتیجہ درست حاصل نہیں ہوتا اور وہ شکل رابع کی دوسری شرط کی آخری تین ضربیں ہیں کہ وہاں سالبہ جزئیہ کا عکس سالبہ جزئیہ لانا پڑتا ہے وضاحت آگے آئے گی۔

عکس نقیض:

عکس نقیض کے طریقے میں اختلاف ہے متقدمین اور متاخرین کا عند المتقدمین طرفین کی نقیض بنائی جائے پھر ان میں عکس مستوی کیا جائے اور عند المتاخرین پہلے محکوم بہ کی نقیض کو محکوم علیہ بنایا جائے پھر محکوم علیہ کے عین کو محکوم بہ بنایا جائے لیکن متقدمین کے مذہب میں بقائے صدق و کیف ضروری ہے اور متاخرین کے مذہب میں بقائے صدق اور مخالفتِ کیف ضروری ہے اور دونوں کے مذہب میں بقائے کذب ضروری نہیں۔

عکوس موجہات

یہ دیکھیں گے موجہات موجبہ ہیں یا سالبہ اگر موجبہ ہوں تو دائمتان اور عامتان کا عکس حینیہ مطلقہ اور خاصتان کا حینیہ مطلقہ لادائمہ ہے اور وقتیتان وجودیتان اور مطلقہ عامہ ان کا عکس مطلقہ عامہ اور ممکنتین کا عکس نہیں آتا اور اگر سالبہ ہوں تو دائمتان کا عکس مطلقہ عامہ اور خاصتان کا عرفیہ خاصہ لادائمہ لیکن بعض میں اور عامتان کا عرفیہ عامہ اور باقیوں کا عکس نہیں آتا ہر ایک کی مثالیں آگے مذکور ہیں۔

عکوس موجہات موجبات

موجہات	عکس
دائمتان	
(۱) ضروریہ مطلقہ	حینیہ مطلقہ
کل انسان حیوان بالضرورۃ	بعض الحیوان انسان بالضرورۃ حین ھو حیوان
(۲) دائمہ مطلقہ	
کل کاتب متحرک الاصابع دائما	بعض متحرک الاصابع کاتب بالفعل حین ھو متحرک الاصابع
عامتان	
(۱) مشروطہ عامہ	
کل کاتب متحرک الاصابع بالضرورۃ مادام کاتبا	بعض متحرک الاصابع کاتب بالفعل مادام کاتبا حین ھو متحرک الاصابع
(۲) عرفیہ عامہ	
کل شاعر متفکر دائما مادام شاعرا	بعض المتفکر شاعر بالفعل حین ھو متفکر حینیہ مطلقہ لا دائمہ

خاصتان	
(۱)مشروطہ خاصہ	
كل كاتب متحرك الاصابع مادام كاتبا لا دائما	بعض متحرك الاصابع كالتب بالفعل لا دائما
(۲)عرفیہ خاصہ	
كل كاتب متحرك الاصابع دامامادام كالتبالادائما	بعض متحرك الاصابع كاتب بالفعل لا دائما
وقتيتان	مطلقہ عامہ
(۱)وقتیہ مطلقہ	
كل قمر منخسف وقت حيلولة الارض بينه وبين الشمس	بعض المنخسف قمر بالفعل
(۲)منتشرہ مطلقہ	
كل انسان متنفس بالضرورة فى وقت ما	بعض المتنفس انسان بالفعل
وجوديتان	مطلقہ عامہ
(۱)وجودیہ لاضروریہ	
كل آكل متحرك الفم بالفعل لا بالضرورة	بعض متحرك الفم آكل بالفعل
(۲)وجودیہ لادائمہ	
كل شاعر متفكر بالفعل لا بالدوام	بعض المتفكر شاعر بالفعل
(۱)مطلقہ عامہ	
كل طالب الدنيا منكر بالفعل	بعض المنكر طالب الدنيا بالفعل

عکوس موجہات سوالب

موجہات	عکس
دائمتان	مطلقہ عامہ
(۱) ضروریہ مطلقہ	
لاشئ من الانسان بحجر بالضرورۃ	لاشئ من الحجر بانسان دائما
(۲) دائمہ مطلقہ	
لاشئ من الانسان بحجر بالدوام	لاشئ من الحجر بانسان دائما
عامتان	عرفیہ عامہ
(۱) مشروطہ عامہ	
لاشئ من الکاتب ساکن الاصابع بالضرورۃ مادام کاتبا	لاشئ من ساکن الاصابع بکاتب دائما مادام ساکن الاصابع
(۲) عرفیہ عامہ	
لاشئ من الکاتب بساکن الاصابع دائما مادام کاتبا	لاشئ من ساکن الاصابع بکاتب دائما مادام ساکن الاصابع
خاصتان	عرفیہ خاصہ لا دائما
(۱) مشروطہ خاصہ	
لاشئ من الکاتب بساکن الاصابع بالضرورۃ مادام کاتبا لادائما	لاشئ من ساکن الاصابع بکاتب مادام ساکن الاصابع لادائما
(۲) عرفیہ خاصہ	
لاشئ من الکاتب بمتحرک الاصابع دائما مادام کاتبا (دائما)	لاشئ من متحرک الاصابع بکاتب مادام ساکن الاصابع لادائما

عکس مستوی اور عکس نقیض

ثابت کرنے کے دلائل

کل تین ہیں:

(۱) دلیل الخلف (۲) دلیل الافتراض (۳) دلیل العکس

دلیل خلف: اس کو قیاس خلف بھی کہتے ہیں۔

وھو بضم الخاء المعجمة: ضم نقیض العکس مع الاصل لینتج من الشکل الاول سلب الشئ عن نفسه

اصل قضیہ کے عکس کی نقیض نکال کر اس کو اصل کے ساتھ ملانا اور اس سے شکل اول کے ذریعے ایسا نتیجہ لینا جس میں سلب الشی عن نفسه لازم آ رہا ہو یعنی شئ کی اُس کی ذات سے نفی جو ظاهر البطلان ہے اس کو دوسرے لفظوں میں یوں بھی تعبیر کرتے ہیں اثبات المطلوب بابطال نقیضه یعنی مطلوب کی نقیض باطل کر کے مطلوب کو ثابت کرنا کیونکہ جب نقیض باطل ہوگی اصل ضرور ثابت ہوگا ورنہ ارتفاع نقیضین لازم آئے گا جو محال بالذات ہے جیسے ہم نے کہا کہ موجبہ کلیہ کا عکس موجبہ جزئیہ ہے اگر کوئی ہمارے اس دعویٰ کو نہ مانے تو ہم اپنے اس دعویٰ کو ثابت کرنے کے لئے دلیل خلف چلائیں گے اس طرح کہ کل انسان حیوان کا جو عکس ہم نے بنایا ہے وہ ہے بعض الحیوان انسان اور اس کی نقیض ہے لاشئ من الحیوان بانسان اس کو ہم اصل کے ساتھ ملا کر شکل اول تیار کریں گے

کل حیوان انسان

لاشئ من الحیوان بانسان

یہ شکل ثالث صحیح ہے کیونکہ اُس کی دونوں شرطیں پائی جا رہی ہیں

(۱)ایجاب صغریٰ (۲) دونوں مقدموں میں سے کسی ایک کا کلیہ ہونا اس کا صغریٰ موجبہ کلیہ اور کبریٰ سالبہ کلیہ ہے اب اس کو شکل اول کی طرف ردّ کرنے کے لئے صغریٰ کا عکس کریں گے اور وہ ہے بعض الانسان حیوان اب قیاس کی ترتیب اس طرح ہوگی

بعض الانسان حیوان

لاشئ من الحیوان بانسان

اور یہ قاعدہ ہے کہ ہمیشہ نتیجہ اَدوَن کے تابع ہوتا ہے تو اس قاعدے کے مطابق نتیجہ سالبہ جزئیہ آئے گا یعنی بعض الانسان لیس بانسان اور یہ سلب الشئ عن نفسہ ہے

دلیل افتراض: اصل قضیہ کے موضوع کا مترادف لفظ لے کر اس کو موضوع اور قضیہ کے محمول کو اس کا محمول بنایا جائے پھر اصل قضیہ کے موضوع کو محمول اور مترادف کو موضوع بنایا جائے۔

بالفاظ دیگر: اصل قضیہ کے مترادف کو موضوع اور اصل قضیہ کے محمول کو اس کا محمول بنایا جائے پھر اسی کو موضوع اور قضیہ کے موضوع کو اس کا محمول بنایا جائے ایسا کرنے کے بعد شکل ثالث بن جائے گی اور عکس مستوی مطلوب ہے وہی نتیجہ حاصل ہوجائے گا جیسے کل انسان حیوان اصل قضیہ ہے اس کا موضوع انسان ہے اور ناطق اس کا مساوی ہے اسی ناطق کو موضوع بنایا جائے اور قضیہ کے محمول کو اس کا محمول بنایا جائے جیسے کل ناطق حیوان پھر اسی مساوی کو دوبارہ موضوع اور اصل قضیہ کے موضوع کو اس کا محمول بنایا جائے جیسے کل ناطق انسان اور یہ شکل ثالث ہے جس میں حد اوسط صغریٰ کبریٰ دونوں میں موضوع بن رہا ہے کیونکہ شکل ثالث کا نتیجہ ہمیشہ جزئیہ ہوتا ہے لہٰذا موجبہ جزئیہ نتیجہ ہوگا یعنی بعض الحیوان انسان۔

دلیل عکس: عکس کی نقیض کا عکس بنانا تاکہ منافی اصل بن جائے مثلاً یہ کہا جائے کہ موجبہ کلیہ اور موجبہ جزئیہ دونوں کا عکس موجبہ جزئیہ ہے جیسے کل انسان حیوان اصل قضیہ ہے اس کا عکس دعویٰ کے مطابق بعض الحیوان انسان ہے اور اس کی نقیض لا شیٔ من الحیوان بانسان اور اس نقیض کا عکس لا شیٔ من الانسان بحیوان ہے جو کہ اصل کے سراسر منافی ہے۔

تنبیہ: کبھی علماء کے کلام میں لکھا ہوتا ہے ھذا خلف اور اس کا مخفف لکھا ہوتا ہے ھف اس کا مطلب دلیل خلف نہیں ہوتا بلکہ خلاف مفروض ہوتا ہے ھذا خلف ای ھذا خلاف المفروض یعنی جو بالاتفاق فرض کیا تھا یہ اس کے برخلاف ہے۔

فائدہ: عند المناطقہ قضایا متعارفہ وہ ہوتے ہیں جن کے موضوع سے افراد اور محمول سے مفہوم مراد ہو۔

بالفاظ دیگر: جن میں عقدین پائے جائیں۔

محصورات کا عکس مستوی

محصورہ	مثالِ اصل	عکس مستوی	مثالِ عکس
موجبہ کلیہ	کل انسان حیوان	موجبہ جزئیہ	بعض الحیوان انسان
موجبہ جزئیہ	بعض الحیوان انسان	موجبہ جزئیہ	بعض الانسان حیوان
سالبہ کلیہ	لاشئ من الانسان بحجر	سالبہ کلیہ	لاشئ من الحجر بانسان
سالبہ جزئیہ	✗	✗	✗

محصورات کا عکس نقیض

	محصورات	عکس نقیض
موجبہ کلیہ	کل انسان حیوان	کل لا حیوان لا انسان
سالبہ کلیہ	لا شئ من الانسان بحجر	بعض لا حجر لیس بلا انسان
سالبہ جزئیہ	بعض الحیوان لیس بانسان	بعض اللاانسان لیس بلا حیوان

موجبہ جزئیہ کا عکس نقیض نہیں آتا

موجہات کا عکس مستوی

	موجہہ	عکس مستوی
ضروریہ مطلقہ	كل انسان حيوان بالضرورة	بعض الحيوان انسان بالضرورة
مشروطہ عامہ	كل كاتب متحرك الاصابع بالضرورة مادام كاتبًا	بعض متحرك الاصابع كاتب بالضرورة مادام كاتبًا
وقتیہ مطلقہ	كل قمر منخسف وقت حيلولة الارض بينه وبين الشمس	بعض المنخسف قمر بالضرورة وقت حيلولة الارض بينه وبين الشمس
منتشرۃ مطلقہ	كل انسان متنفس فی وقت ما	بعض المتنفس انسان فی وقت ما
دائمہ مطلقہ	كل حيوان متحرك القلب دائما	بعض متحرك القلب حيوان دائما
عرفیہ عامہ	كل كاتب متحرك الاصابع دائما مادام كاتبًا	بعض متحرك الاصابع كاتب دائما مادام كاتبًا
ممکنہ عامہ	كل نار حارة بالامكان العام	بعض الحار نار بالامكان العام

موجہات کا عکس نقیض

	موجہ	عکس نقیض
ضروریہ مطلقہ	کل انسان حیوان بالضرورۃ	کل لا حیوان لا انسان بالضرورۃ
مشروطہ عامہ	کل کاتب متحرک الاصابع بالضرورۃ مادام کاتبا	کل لامتحرک الاصابع لا کاتب بالضرورہ مادام کاتبا
وقتیہ مطلقہ	کل قمر منخسف بالضرورۃ وقت حیلولۃ الارض بینہ وبین الشمس	کل لامنخسف لاقمر وقت حیلولۃ الارض بینہ وبین الشمس
منتشرہ مطلقہ	کل انسان متنفس فی وقت ما	کل لا متنفس لا انسان فی وقت ما
دائمہ مطلقہ	کل انسان متحرک قلبہ دائما	کل لا متحرک قلبہ لا انسان دائما
عرفیہ عامہ	کل کاتب متحرک الاصابع دائما مادام کاتبا	کل لا متحرک الاصابع لا کاتب دائما مادام کاتبا
ممکنہ عامہ	کل نار حارۃ بالامکان العام	کل لا حار لا نار بالامکان العام

ختم شد مبادی تصدیقات

بحث مقاصد تصدیقات

حجت اور دلیل کی وضاحت:

حجت حج یحج از باب نصر ینصر کا مصدر ہے جس کا معنی غالب ہونا ہے۔
دلیل کو حجت اس وجہ سے کہتے ہیں کہ یہ غلبہ کا سبب ہے تسمیة السبب باسم المسبب کے قبیل سے ہے مجاز مرسل کے طور پر اور حجت اور دلیل اصطلاح میں مترادف ہیں اور یہ دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

(۱) بالمعنی الاعم (۲) بالمعنی الاخص

(۱) بالمعنی الاعم: مو صل الی التصدیق یعنی وہ مقدمات جن سے مجہول تصدیقی حاصل ہو عام از یں کہ مجہول تصدیقی لازم ہو یا نہ ہو اور مقدمات کی ترتیب ہو یا نہ ہو حجت اور دلیل کا یہ معنی اعم اس وجہ سے ہے کہ اس معنی کے لحاظ سے حجت اور دلیل قیاس، استقراء، تمثیل تینوں کو شامل ہو جاتا ہے۔

(۲) بالمعنی الاخص: اور وہ قیاس والا معنی ہے

اس سے پتہ چلا کہ مقدمات کا ہونا ہر دلیل میں ضروری ہے

دلیل استقرائی کے مقدمات کی ترتیب اس کے اپنے طریقے پر اس طرح ہوتی ہے جیسے: الحمار یحرک فکه الاسفل عند المضغ، و الجمل یحرک فکه الاسفل عند المضغ و الثور یحرک فکه الاسفل عند المضغ و الانسان یحرک فکه الاسفل عند المضغ۔

نتیجہ: کل حیوان یحرک فکه الاسفل عند المضغ۔

دلیل تمثیل کے مقدمات کی ترتیب اس کے اپنے طریقے پر اس طرح ہوتی ہے جیسے: النبیذ مسکر کالخمر فهو حرام۔

قیاس میں ترتیب صغریٰ، کبریٰ کے ساتھ ہوتی ہے اور استقراء اور تمثیل میں صغریٰ کبریٰ نہیں ہوتے

حجت اور دلیل تین قسم پر ہے:

(۱) قیاس (۲) استقراء (۳) تمثیل

حق یہ ہے کہ چار قسم پر ہے:

(۱) قیاس (۲) استقراء

(۳) تمثیل (۴) قیاس مساوات

قیاس: اس کا معنی ہے اندازہ لگانا یہ قاس یقیس کا مصدر ہے۔

استقراء اس کا معنی ہے قریہ قریہ ڈھونڈھنا یعنی طلب کرنا۔

تمثیل کا معنی ہے مثال دینا یا ایک شے کو دوسری شے کی مثل قرار دینا جیسے زید انسان کعمرو

قیاس دو قسم ہے:

(۱) قیاس منطقی مشہور (۲) قیاس مساوات

وجہ حصر: جس دلیل سے حکم نکالا جائے گا وہ دو حال سے خالی نہ ہوگا۔ دعویٰ کو لذاتہٖ مستلزم ہوگا یا نہیں اگر ہو تو قیاس منطقی مشہور اگر نہ ہو تو قیاس مساوات۔

پھر استقراء دو قسم ہے:

(۱) استقراء تام (۲) استقراء ناقص

(۱) استقراء تام: تمام جزئیات کا احاطہ کر کے حکم کلی لگانا جیسے: کلمہ کی تقسیم کہ کلمہ تین قسم ہے اسم، فعل، حرف چوتھی قسم نہیں۔

(۲) استقراء ناقص: اکثر جزئیات کا احاطہ کر کے حکم کلی لگانا جیسے: کل حیوان

یحرک فکہ الاسفل عند المضغ۔

اب منطقیوں کی اصطلاح میں دلیل کی تین قسمیں بن گئی ہیں

وجہ حصر: استدلال کلی کے ساتھ کلی پر ہوگا یعنی دلیل کلی کے ساتھ حکم کلی ثابت کرنا ہوگا یا جزئی کے ساتھ حکم کلی ثابت کرنا ہوگا یا جزئی کے ساتھ حکم جزئی ثابت کرنا ہوگا یا کلی کے ساتھ حکم جزئی ثابت کرنا ہوگا پہلے کو قیاس دوسرے کو استقراء تیسرے کو تمثیل کہتے ہیں چوتھی صورت مہمل ہے

فائدہ: مناطقہ کی تمثیل اور اہل فقہ کا قیاس ایک ہے۔

تنبیہ: قیاس مفید یقین ہوتا ہے اور استقراء اور تمثیل اگر اپنی ترتیب ونظم پر ہوں تو مفید ظن ہوتے ہیں اور اگر قیاس کی ترتیب وطریقہ پر ہوں تو مفید یقین ہوتے ہیں یعنی نتیجہ یقینی طور پر حاصل ہوگا چاہے کسی بھی قسم کا ہو ظنی ہو یا وہمی ہو یا شکی۔

دعوے سے قیاس حملی بنانے کا طریقہ:

ہر دعویٰ حملی کے موضوع اور محمول ضرور ہوتے ہیں لہٰذا موضوع کے صفات میں سے ایک ایسی صفت تلاش کی جائے جو نتیجے کے موضوع کا محمول اور نتیجے کے محمول کا موضوع بن سکے اُس صفت کو موضوع کا محمول اور محمول کا موضوع بنانے کے بعد جو دو مقدمے حاصل ہوں گے وہ اُس دعویٰ کا قیاسِ حملی ہوگا جیسے: کل انسان محرک یہ ایک دعویٰ ہے اِس کا قیاس بنانے کے لئے ہم نے اِس کے عوارض اور صفات میں سے ایک ایسی صفت تلاش کی جو ذو وجہین ہے یعنی اُس میں انسان موضوع کا محمول بننے کی صلاحیت ہے اور محرک محمول کا موضوع بننے کی لیاقت ہے لہٰذا اس طریقے کے ساتھ یہ دو مقدمے حاصل ہوے

کل انسان آکل

کل آکل محرک

کل انسان محرک

قیاس میں تین حدیں ہوتی ہیں حد اصغر، حد اوسط، حد اکبر قضیہ کے موضوع کو حد اصغر اور محمول کو حد اکبر اور جو وصف مشترک یا دلال مانند ہوتی ہے اس کو حدِ اوسط کہتے ہیں

صغریٰ کو صغریٰ اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں حد اصغر ہوتی ہے کبریٰ کو کبریٰ اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں حد اکبر ہوتی ہے۔

قیاس کی تعریف:

دو قضیے ایسے کہ ان کو تسلیم کرنے سے ایک اور قول لازم آجائے اور اس کا انکار نہ کیا جاسکے۔

قیاس کی عربی تعریف عند المناطقہ:

قول مؤلف من قضایا یلزم لذاتہ قول آخر یہ تعریف تھذیب کی ہے اور رسالہ شمسیہ میں یہ تعریف ہے قول مؤلف من قضایا متی سلمت لزم عنھا قول آخر

الدلیل قول مؤلف من قضیتین فصاعدا یکتسب من التصدیق بہ التصدیق بقضیۃ اخریٰ و لو فی الادعاء ظاھرا سواء کان لہ استلزام کلیّ لتلک القضیۃ بالذات او بواسطۃ مقدّمۃ اجنبیۃ او غریبۃ او لم یکن و سواء اکتسب منہ الیقین کمافی البراھین او الظن کما فی الامارات او غیرھما کمافی السفسطۃ۔ (البرھان للکلنبوی 30)

وضاحت: قول مرکب کو کہتے ہیں یعنی قول کی جگہ مرکب بھی کہہ سکتے ہیں۔ ایک ہی چیز ہے اور مرکب سے مراد مطلق مرکب نہیں بلکہ مرکب ملفوظ ہے یا معقول

ہے تا کہ قضیہ ملفوظہ، معقولہ دونوں کو شامل ہو جائے لہٰذا مرکب اجسام خارج ہو گئے۔

لیکن خیال رہے کہ قول کا یہ معنی اصطلاحی ہے اور یہ لغوی معنی کے لحاظ سے مصدر ہے اور اصطلاحی معنی کے لحاظ سے اسم جامد ہے نہ یہ کسی سے مشتق ہے اور نہ ہی اس سے کوئی مشتق ہے اور نہ ہی ظرف یا جار مجرور سے اس کا تعلق ہے۔

سوال: جب قول کا معنی مرکب ہے تو اس کے بعد مؤلف کا ذکر کرنا بے فائدہ ہے۔

جواب: مرکب اعم ہے مؤلف سے کیونکہ مؤلف میں اس کے اجزاء کے درمیان الفت اور مناسبت معتبر ہے جیسا کہ سیّد شریف نے حاشیہ کشاف میں تصریح فرمائی اور یہاں قیاس کی تعریف میں قول جنس ہے اور مؤلف من قضایا فصل ہے اور قیاس کا جزء صوری ہے جیسے ناطق انسان کے لئے اور یہاں الفت اور مناسبت سے مراد قیاس کے دو قضیوں کے درمیان حد اوسط کا پایا جانا ہے جس کی وجہ سے قیاس کی حقیقت بنتی ہے اور دوسرے مرکبات سے اس کا امتیاز ہوتا ہے اور قیاس کی شکلوں کا ایک دوسرے سے اختلاف حاصل ہوتا ہے لہٰذا قضایا مادہ قیاس ہے اور حد اوسط سے حاصل ہونے والی مخصوص ہیئت قیاس کی جزء صوری ہے۔

خیال رہے کہ تعریف میں قضایا جمع لایا گیا ہے اور یہ پہلے معلوم ہو چکا کہ تعریفات میں جمع سے مافوق الواحد مراد ہوتا ہے لہٰذا ہر قیاس میں دو قضیوں کا بالفعل ہونا ضروری ہے چاہے ایک مذکور ہو دوسرا مقدر کیونکہ بعض اوقات کبریٰ مذکور اور صغریٰ مقدر اور بعض اوقات صغریٰ مذکور اور کبریٰ مقدر ہوتا ہے اور اگر دو قضیئے بالقوۃ ہوں جیسے موجہات مرکب میں اسی طرح ہر قضیہ کو اس کا عکس مستوی اور عکس نقیض لازم ہوتا ہے تو ہر قضیہ عکس کو مستلزم ہونے کی وجہ سے مفہوم کے لحاظ سے مرکب ہے لیکن صریح دو قضیوں سے مرکب نہیں جس کو ہم نے بالفعل کے ساتھ ذکر کیا ہے تو وہ قیاس کی

تعریف سے خارج ہو جائیں گے۔

اور **یلزم** کی قید سے استقراء اور تمثیل خارج ہو جاتے ہیں کیونکہ جب ان کی صورت اپنی ہو تو ان سے دعویٰ کا علم لازم نہیں ہوتا بلکہ اس کا محض ظن حاصل ہوتا ہے اور قیاس سے نتیجہ یقینا حاصل ہو جاتا ہے چاہے نتیجہ یقینی ہو ظنی ہو جھوٹا ہو سچا ہو شکی ہو وہمی ہو یا تخیلی یعنی جس طرح کے قیاس کے مقدمات ہوں گے اس طرح کا نتیجہ آئے گا لیکن ہوگا لازم جب کہ استقراء اور تمثیل میں دعویٰ لازم نہیں ہوتا بشرطیکہ استقراء اور تمثیل قیاس کی نظم و ترتیب پر نہ ہو ورنہ ان کی قیاس والی ترتیب سے بھی نتیجہ یقینی طور پر لازم ہوتا ہے اور **لذاتہ** کا معنی ہے لزوم ذاتی۔

لذاتہ کی قید سے مقدمتین سے مرکب ہونے والا وہ قیاس خارج ہو جاتا ہے جس میں قولِ آخر یعنی نتیجہ کسی خارجی مقدمہ کے واسطہ سے لازم ہو۔

لزومِ ذاتی سے مراد ہے کہ کوئی مقدمہ جو واسطہ فی العروض ہو وہ نہ پایا جائے لہٰذا عکس مستوی کا واسطہ قیاس کو منطقی قیاس مشہور سے ہونے کو منع نہیں کرے گا کیونکہ وہ واسطہ فی الاثبات ہے اور واسطہ فی العروض نہیں لیکن قیاس مساوات اور قیاس مُبیَّن بعکس نقیض خارج ہو گئے کیونکہ وہ دونوں واسطہ فی العروض ہیں۔

قیاس مساوات کو اس لئے خارج کیا جاتا ہے کہ یہ مطرد نہیں ہوتا بعض صورتوں میں نتیجہ غلط ہو جاتا ہے کیونکہ مقدمہ اجنبیہ کبھی سچا ہوتا ہے کبھی جھوٹا جیسے: **الانسان مباین للحجر و الحجر مباین للحیوان۔**

نتیجہ: فالانسان مباین للحیوان۔

تو اس قیاس کا قاعدہ کلیہ نہ ہوا اور قواعد منطق کا کلیہ ہونا ضروری ہوتا ہے۔

قیاس مساوات وہ ہے کہ صغریٰ میں اس کے محمول کا متعلق کبریٰ میں موضوع بن رہا ہو جیسے: **المتعجب مساوٍ للانسان و الانسان مساوٍ للناطق**

نتیجہ: المتعجب مساو للناطق۔

تو یہاں ایک اور قضیہ اجنبیہ کی ضرورت پڑے گی اور وہ یہ ہے۔

مساو المساوی للشئ مساو لذٰلک الشئ

اس کو قیاس مساوات اس وجہ سے کہتے ہیں کہ یہ تسمیۃ الشی باعتبار بعض افراد کے قبیلے سے ہے اسی طرح لذاتہ کی قید سے قیاس مبین بعکس نقیض بھی خارج ہو جاتا ہے کیونکہ لزوم لذاتہ سے ایسا لزوم مراد ہے جس میں مقدمہ اجنبیہ غریبہ کا واسطہ نہ ہو جیسا کہ گزرا عام ازیں کہ نتیجہ دینے میں صغریٰ کبریٰ ہی کافی ہوں اور کسی مقدمہ غریبہ یا غیر غریبہ کی ضرورت ہی نہ ہو جیسا کہ شکل اول میں ہوتا ہے یا واسطہ کی ضرورت ہو لیکن وہ واسطہ اجنبی نہ ہو جیسا کہ دوسری شکلوں میں اور قیاس مبین بعکس مستوی میں ہوتا ہے لہٰذا اگر واسطہ اجنبیہ غریبہ ہو تو لزوم لذاتہ نہیں ہوگا۔

تنبیہ: قیاس کے لئے کم از کم دو مقدموں کا ہونا ضروری ہے یعنی صغریٰ اور کبریٰ لیکن اکثر ان میں سے کوئی محذوف بھی ہوتا ہے اگر صغریٰ محذوف ہو تو کہتے ہیں ذکر الصغریٰ مَطویٌ اور اگر کبریٰ محذوف ہو تو کہتے ہیں ذکر الکبریٰ مَطویٌ۔

فائدہ: اصغر کو اصغر اس لئے کہتے ہیں کہ اس کے افراد کم ہوتے ہیں۔

اور اکبر کو اکبر اس لئے کہتے ہیں کہ اس کے افراد عموماً زیادہ ہوتے ہیں جیسے کل انسان حیوان میں انسان کے افراد حیوان سے کم ہیں۔

بحث قیاس میں مستعمل اصطلاحی الفاظ کی شرح

(۱) حجت، دلیل (۲) قیاس
(۳) قیاس مساوات (۴) استقراء
(۵) تمثیل (۶) دعویٰ (مدعی)
(۷) نتیجہ (حق) (۸) مطلوب
(۹) حد اصغر (۱۰) حد اوسط
(۱۱) حد اکبر (۱۲) صغریٰ
(۱۳) کبریٰ (۱۴) مقدمہ
(۱۵) مقدمہ اجنبیہ (۱۶) مقدمہ غریبہ
(۱۷) واسطہ فی الاثبات (۱۸) واسطہ فی الثبوت سفیر محض
(۱۹) واسطہ فی الثبوت غیر سفیر محض (۲۰) واسطہ فی العروض
(۲۱) قیاس استثنائی (۲۲) قیاس اقترانی
(۲۳) قیاس اقترانی حملی (۲۴) قیاس اقترانی شرطی
(۲۵) قرینہ (۲۶) ضرب
(۲۷) شکل (۲۸) صورت قیاس
(۲۹) مادہ قیاس

منطقیوں کی اصطلاح میں مقدمہ دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔
(۱) بالمعنی الاعم (۲) بالمعنی الاخص
(۱) بالمعنی الاعم: وہ قضیہ جس کی صحت پر قیاس کی صحت موقوف ہو عام

از یں کہ قیاس کا جزء ہو یا لازم خارج ہو یا حکم ضمنی ہو جیسے شرائط اشکال۔

(۲) بالمعنی الاخص: وہ قضیہ جو قیاس کا جزء ہو

تنبیہ: جو قضیہ قیاس کو کسی طرح لازم نہ ہو اس طرح کہ نہ جزء ہو نہ خارج ہو نہ حکم ضمنی ایسے قضیہ کو قضیہ کہتے ہیں مقدمہ نہیں کہتے جیسے: کل انسان حیوان، کل انسان جسم اب زیدٌ انسانٌ کا اس قیاس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں تو یہ قضیہ تو ہے لیکن مقدمہ نہیں کیونکہ قیاس مذکور کی صحت اس پر موقوف ہی نہیں کیونکہ نہ تو یہ اس کا جزء ہے نہ لازم ہے نہ حکم ضمنی ہے اور نہ ہی اس کا کوئی تعلق اس مذکورہ قیاس کے ساتھ۔

مقدمہ اجنبیہ اور غریبہ میں فرق

مقدمۂ اجنبیہ بالمعنی الاعم:

یعنی ایسا جو غریبہ کو بھی شامل ہے جو مقدمہ قیاس سے خارج اور اس کو لازم ہو یا تو فی الجملہ یعنی فی بعض الاوقات اور یا فی جمیع الاوقات لیکن مخالف الاطراف ہو پہلا قیاس مساوات میں ہوتا ہے اور دوسرا ایسے قیاس میں جہاں نتیجہ عکس نقیض کے واسطے سے ہو جیسے دعویٰ ہے جزء الجوھر جوھر اور دلیل ہے جزء الجوھر یوجب ارتفاعہ ارتفاع الجوھر و کل مالیس بجوھر لا یوجب ارتفاعہ ارتفاع الجوھر اب کبریٰ کی نقیض ہے مایوجب ارتفاعہ ارتفاع الجوھر فھو جوھر کبریٰ کے اس عکس نقیض کو صغریٰ کے ساتھ ملایا تو نتیجہ آیا جزء الجوھر جوھر

مقدمۂ اجنبیہ بالمعنی الاخص:

جو خارج ہو اور لازم فی الجملہ ہو اور مخالف الاطراف ہو۔

مقدمۂ غریبہ:

جو خارج ہو اور لازم فی جمیع الاوقات ہونے کے ساتھ مخالف الاطراف ہو۔

فائدہ: پہلے معنیٰ کے لحاظ سے نسبت عموم مطلق ہے اور دوسرے معنی کے لحاظ سے تباین۔

واسطہ کی بحث

واسطہ فی الاثبات: حد اوسط ہوتی ہے کیونکہ اکبر کو اصغر کے لئے ثابت کرنے میں واسطہ بنتی ہے۔

واسطہ فی الثبوت سفیر محض: صفت کو ذی واسطہ کے لئے ثابت کرنے میں واسطہ بنے لیکن خود صفت کے ساتھ متصف نہ ہو جیسے رنگ ساز کپڑا رنگنے میں واسطہ ہوتا ہے۔

واسطہ فی الثبوت غیر سفیر محض: ذی واسطہ اور واسطہ دونوں حقیقتاً صفت کے ساتھ متصف ہوں جیسے رنگنے والا برش رنگنے میں واسطہ ہے جب کہ اُس کے ساتھ رنگی جانے والی چیز اور وہ خود دونوں رنگ کے ساتھ متصف ہوتے ہیں اور اسی طرح ہاتھ اور چابی دونوں حرکت کے ساتھ موصوف ہوتے ہیں لہٰذا چیز کو رنگنے میں بُرش واسطہ فی الثبوت غیر سفیر محض ہے اور اِسی طرح ہاتھ بھی چابی کو حرکت دینے میں واسطہ فی الثبوت غیر سفیر محض ہے

واسطہ فی العروض: صفت حقیقتاً اور بالذات واسطے کے لئے ثابت ہو اور مجازاً اور بالعرض ذی واسطہ کے لئے ثابت ہو جیسے گاڑی میں بیٹھنے والے شخص کے لئے حرکت مجازاً اور بالعرض ثابت ہے اور گاڑی کے لئے حقیقتاً اور بالذات ثابت ہے۔ (علیٰ ہذا القیاس)

خلاصہ فرق:

واسطہ فی الثبوت غیر سفیر محض میں واسطہ اور ذی واسطہ دونوں کے لئے صفت حقیقتاً اور بالذات ثابت ہوتی ہے اور واسطہ فی الثبوت سفیر محض میں صفت حقیقتاً اور مجازاً دونوں طرح واسطے کے لئے بالکل ثابت نہیں ہوتی اور واسطہ فی العروض میں صفت

واسطے کے لئے حقیقتاً اور ذی واسطہ کے لئے مجازاً ثابت ہوتی ہے

تنبیہ: واسطہ فی العروض اور واسطہ فی الثبوت غیر سفیر محض کے مابین حد فاصل یہ ہے کہ اول الذکر میں صفت کی نفی درست ہوتی ہے جو کہ مجاز کی پہچان ہے اور مؤخر الذکر میں صفت کی نفی درست نہیں ہوتی جو کہ حقیقت کی پہچان ہے۔

فائدہ: حقیقت اور مجاز دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

(۱) حقیقت بمعنی ذاتی اور مجاز بمعنی عطائی اس معنی کے لحاظ سے مجاز سے صفت کی نفی درست نہیں ہوتی۔

(۲) حقیقت بمعنی بالذات اور بلاواسطہ جس کو اولاً بھی کہتے ہیں اور مجاز بمعنی ثانیاً ،بالعرض اور بالواسطہ اس معنی کے لحاظ سے مجاز کی نفی درست ہوتی ہے۔(فتاویٰ رضویہ)

قیاس منطقی مشہور کی تقسیم

ابتدائی تقسیم کے لحاظ سے قیاس دو قسم ہے۔

(۱) قیاس استثنائی (۲) قیاس اقترانی

قیاس استثنائی کی بحث:

تعریف: وہ ہے جس میں نتیجہ یا نقیض نتیجہ بعینہ مذکور ہو۔

یہ قیاس جن دو چیزوں پر مشتمل ہوتا ہے ان میں سے پہلا جزء شرطیہ ہوتا ہے چاہے متصلہ ہو یا منفصلہ اور دوسرا جزء ہمیشہ ادوات استثناء میں سے لکن کے ساتھ شروع ہوتا ہے اور قضیہ حملیہ ہوتا ہے اسی ادات استثناء کی وجہ سے اس کو قیاس استثنائی کہتے ہیں اس میں جو پہلا جزء شرطیہ ہوتا ہے اس کو مجازاً صغریٰ کہتے ہیں اور دوسرا جزء جو لکن کے بعد ہوتا ہے اس کو کبریٰ کہتے ہیں اور کچھ حضرات نے برعکس کہا۔

قیاسِ استثنائی سے نتیجہ لینے کا ضابطہ:

دیکھیں گے کہ شرطیہ متصلہ ہے یا منفصلہ اگر متصلہ ہو تو دو نتیجے دے گا ایک عین تالی اور یہ نتیجہ اس وقت ہوگا جس وقت عین مقدم کا استثناء کریں گے اور دوسرا نقیض مقدم نتیجہ دیتا ہے جس وقت نقیض تالی کا استثناء کریں گے اس کی وجہ یہ ہے کہ قیاس استثنائی میں متصلہ کے نتیجہ دینے کے لئے شرط ہے کہ وہ لزومیہ ہو اور شرط ہمیشہ ملزوم اور جزاء لازم ہوتی ہے اور اصطلاح منطق میں مقدم ملزوم اور تالی لازم ہوتا ہے اور یہ پہلے معلوم ہو چکا کہ ملزوم کا وجود لازم کے وجود کو مستلزم ہوتا ہے اور لازم کی نفی ملزوم کی نفی کو مستلزم ہوتی ہے تو ظاہر ہے کہ جب عین مقدم کا استثناء ہوگا تو اس کا مطلب ہوگا کہ مقدم موجود ہے تو پھر عین تالی لازم ہونے کی وجہ سے نتیجہ ضرور آئے گا یعنی تالی بھی موجود ہوگا جیسے ان کان زید انسانا کان حیوانا عین مقدم کا استثناء لکنہ انسان فھو

حیوان اور جب نقیض تالی کا استثناء کریں گے تو وہ لازم ہے اس کا رفع ملزوم کے رفع کو مستلزم ہوگا تو پھر نقیض مقدم نتیجہ ہوگا جیسے مثال مذکورہ کے ساتھ نقیض مقدم کا استثناء لکنہ لیس بحیوان فھو لیس بانسان اور اگر منفصلہ ہو تو عنادیہ ہونا ضروری ہے پھر کیونکہ منفصلہ تین قسم ہے تو ہر ایک کے نتیجے کا الگ الگ ضابطہ ہے

منفصلہ حقیقیہ میں نتیجہ کا ضابطہ

اس میں ہر ایک کے عین کا استثناء کیا جائے تو دوسرے کی نقیض نتیجہ آئے گا کیونکہ دونوں میں جانبین سے عناد ہے اور اگر ہر ایک کی نقیض کا استثناء کریں تو ہر ایک کا عین نتیجہ آئے گا جیسے ھٰذا العدد امازوج او فرد لکنہ زوج فھو لیس بمفرد لکنہ لیس بزوج فھو فرد

منفصلہ مانعۃ الجمع میں نتیجہ کا ضابطہ

اس میں ہر ایک کے عین کا استثناء کریں تو دوسرے کی نقیض نتیجہ آئے گا لیکن ہر ایک کی نقیض کا استثناء کریں تو دوسرے کا عین نتیجہ آئے یہ ضروری نہیں جیسے ھٰذا اِمَّا شجر او حجر لکنہ شجر فلیس بحجر و لکنہ حجر فلیس بشجر یہ عین کے استثناء کی مثال ہے اور دوسرے کی نقیض کے استثناء کی مثال یہ ہے لکنہ لا شجر فھو حجر او غیرہ و لکنہ لا حجر فھو شجر او غیرہ

منفصلہ مانعۃ الخلو میں نتیجہ کا ضابطہ

اس میں ہر ایک کی نقیض کا استثناء کریں تو دوسرے کا عین نتیجہ آئے گا لیکن دوسرے کے عین کا استثناء کریں تو پہلے کی نقیض نتیجہ آئے یہ ضروری نہیں جیسے: زید اماموجود فی البحر و اما ان لا یغرق لکنہ لیس بموجود فی البحر فھو لا یغرق لکنہ یغرق فھو موجود فی البحر یہ ہر ایک کی نقیض کے استثناء کی مثال ہے اب ہر ایک کے عین کے استثناء کی مثال یہ ہے لکنہ موجود فی البحر فھو یغرق او لا یغرق

قیاس اقترانی کی بحث

تعریف: اس قیاس میں صغریٰ، کبریٰ حقیقتاً موجود ہوتے ہیں صغریٰ مقدم اور کبریٰ مؤخر ہوتا ہے یہ وہ ہے جس میں نتیجہ یا نقیض نتیجہ بالفعل مذکور نہ ہو بلکہ بالقوہ مذکور ہو اس کو اقترانی اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اس میں حدود آپس میں ملے ہوئے ہوتے ہیں مثلاً صغریٰ میں حداوسط اور صغریٰ ملے ہوتے ہیں اسی طرح کبریٰ میں

یہ قیاس دو قسم ہے:

(۱) قیاس اقترانی حملی (۲) قیاس اقترانی شرطی

اگر دونوں مقدمے حملئے ہوں تو حملی ورنہ شرطی یعنی دونوں مقدمے شرطیہ ہوں یا پہلا حملیہ اور دوسرا شرطیہ یا پہلا شرطیہ دوسرا حملیہ۔

ضرب اور قرینہ: صغریٰ کے کبریٰ کے ساتھ ملنے کی کیفیت کا نام ہے۔

شکل: حداوسط کو اصغر اور اکبر کے ساتھ رکھنے کی کیفیت کا نام ہے۔

اشکالِ اربعہ

قیاس اقترانی کی شکلیں چار ہیں:

جب اوسط کو اصغر یا اکبر کے ساتھ رکھنے سے پیدا ہونے والی کیفیت کو شکل کہتے ہیں تو یہ کیفیت چار حال سے خالی نہ ہوگی۔

حد اوسط دونوں میں محکوم علیہ بنے گی یا دونوں میں محکوم بہ یا صغریٰ میں محکوم بہ اور کبریٰ میں محکوم علیہ یا کبریٰ میں محکوم بہ اور صغریٰ میں محکوم علیہ بنے گی۔

پہلی کو شکل ثالث دوسری کو شکل ثانی تیسری کو شکل رابع اور چوتھی کو شکل اول کہتے ہیں۔

کم وکیف کے اعتبار سے شرائط انتاج اشکال اربعہ

کم سے مراد ہے کلیت، جزئیت اور کیف سے مراد ہے ایجاب وسلب

شکل اول کے انتاج کی دو شرطیں ہیں:

(۱) ایجاب صغریٰ (۲) کلیت کبریٰ

شکل ثانی کے انتاج کی بھی دو شرطیں ہیں:

(۱) کلیت کبریٰ (۲) اختلاف المقدمتین فی الکیف

شکل ثالث کے انتاج کی بھی دو شرطیں ہیں:

(۱) ایجاب صغریٰ (۲) کلیت احدی المقدمتین

شکل رابع کے انتاج کی بھی دو شرطیں ہیں لیکن اُن دو میں سے ایک کا وجود کافی ہے اور ہر ایک شرط کے دو جُزء ہیں

پہلی شرط کے دو جُزء:

(۱) ایجاب مقدمتین (۲) کلیت صغریٰ

دوسری شرط کے دو جُزء:

(۱) اختلاف المقدمتین فی الکیف (۲) کلیت احدی المقدمتین

اَب اِنتاج کے لئے بیک وقت ایک شرط کی دو جُزوَں کا ہونا ضروری ہے چاہے پہلی شرط ہو یا دوسری لہٰذا دونوں شرطوں کو جمع نہیں کرنا

تنبیہ: مذکورہ شرائط میں سے اگر کسی شکل کی ایک شرط بھی نہ پائی جائے تو وہ شکل نتیجہ صحیح نہیں دے گی پھر اس کو شکل عقیم کہیں گے اور جس شکل کی تمام شرطیں پائی جائیں اس کو شکل صحیح اور منتج کہتے ہیں۔

اب مذکورہ شرائط کے پیش نظر پہلی دو شکلوں میں سے ہر ایک کی منتجہ ضربیں چار چار حاصل ہوتی ہیں اور شکل ثالث کی کل منتجہ ضربیں چھ حاصل ہوتی ہیں اور شکل رابع کی پہلی شرط کے پیش نظر منتجہ ضربیں فقط دو حاصل ہوتی ہیں جب کہ دوسری شرط کے پیش نظر منتجہ ضربیں چھ حاصل ہوتی ہیں

ضروب منتجہ اور عقیمہ کی وضاحت:

ہر شکل کی کل ضروب سولہ (۱۶) ہیں کیوں کہ جب چار محصورات کو دو مقدموں صغریٰ، کبریٰ سے ضرب دی جائے گی تو کل سولہ (۱۶) صورتیں حاصل ہوں گی

ذیل میں سولہ (۱۶) ضروب مطلقہ کی تفصیل پیش کی جاتی ہے۔

پھر ان میں سے ہر شکل کی ضروب منتجہ کی نشاندہی کی جائے گی۔

نوٹ: جہاں پر اس طرح نشان (✓) ہو وہ ضروب منتجہ اور اگر اس طرح نشان ہو (✗) تو وہ عقیمہ ہوں گی۔

(۱۶) ضروب شکل اول

صغریٰ		کبریٰ
موجبہ کلیہ	✓	موجبہ کلیہ
=	✗	موجبہ جزیہ
=	✓	سالبہ کلیہ
=	✗	سالبہ جزئیہ
موجبہ جزئیہ	✓	موجبہ کلیہ
=	✗	موجبہ جزئیہ
=	✓	سالب کلیہ
=	✗	سالبہ جزئیہ
سالبہ کلیہ	✗	موجبہ کلیہ
=	✗	موجبہ جزئیہ
=	✗	سالبہ کلیہ
=	✗	سالبہ جزئیہ
سالبہ جزئیہ	✗	موجبہ کلیہ
=	✗	موجبہ جزئیہ
=	✗	سالبہ کلیہ
=	✗	سالبہ جزئیہ

تنبیہ: شکل اول کی کل منتجہ ضربیں چار حاصل ہوئیں

(١٦) ضروب شکل ثانی

صغریٰ		کبریٰ
موجبہ کلیہ	✗	موجبہ کلیہ
=	✗	موجبہ جزئیہ
=	✓	سالبہ کلیہ
=	✗	سالبہ جزئیہ
موجبہ جزئیہ	✗	موجبہ کلیہ
=	✗	موجبہ جزئیہ
=	✓	سالبہ کلیہ
=	✗	سالبہ جزئیہ
سالبہ کلیہ	✓	موجبہ کلیہ
=	✗	موجبہ جزئیہ
=	✗	سالبہ کلیہ
=	✗	سالبہ جزئیہ
سالبہ جزئیہ	✓	موجبہ کلیہ
=	✗	موجبہ جزئیہ
=	✗	سالبہ کلیہ
=	✗	سالبہ جزئیہ

تنبیہ: شکل ثانی کی کُل منتجہ ضربیں چار حاصل ہوئیں

(۱۶) ضروب شکل ثالث

صغریٰ		کبریٰ
موجبہ کلیہ	✓	موجبہ کلیہ
=	✓	موجبہ جزئیہ
=	✓	سالبہ جزئیہ
=	✓	سالبہ جزئیہ
موجبہ جزئیہ	✓	موجبہ کلیہ
=	✗	موجبہ جزئیہ
=	✓	سالبہ کلیہ
=	✗	سالبہ جزئیہ
سالبہ کلیہ	✗	موجبہ کلیہ
=	✗	موجبہ جزئیہ
=	✗	سالبہ کلیہ
=	✗	سالبہ جزئیہ
سالبہ جزئیہ	✗	موجبہ کلیہ
=	✗	موجبہ جزئیہ
=	✗	سالبہ کلیہ
=	✗	سالبہ جزئیہ

تنبیہ: شکل ثالث کی کل منتجہ ضربیں چھ حاصل ہوئیں

(۱۶) ضروب شکل رابع

صغریٰ		کبریٰ
موجبہ کلیہ	✓	موجبہ کلیہ
=	✓	موجبہ جزئیہ
=	✓	سالبہ کلیہ
=	✓	سالبہ جزئیہ
موجبہ جزئیہ	✗	موجبہ کلیہ
=	✗	موجبہ جزئیہ
=	✓	سالبہ کلیہ
=	✗	سالبہ جزئیہ
سالبہ کلیہ	✓	موجبہ کلیہ
=	✓	موجبہ جزئیہ
=	✗	سالبہ کلیہ
=	✗	سالبہ جزئیہ
سالبہ جزئیہ	✓	موجبہ کلیہ
=	✗	موجبہ جزئیہ
=	✗	سالبہ کلیہ
=	✗	سالبہ جزئیہ

تنبیہ: پہلی شرط کے ساتھ فقط دو ہی ضربیں منتجہ بنتی ہیں اور باقی سب عقیمہ ہیں اور وہ دو ضربیں وہی ہیں جو اولاً مذکور ہیں اور دوسری شرط کے ساتھ چھ ضربیں ہی منتجہ ہیں لہٰذا شکل رابع کی کُل منتجہ ضربیں آٹھ حاصل ہوئیں

اسرارِ لزوم اِنتاجِ اشکال

سِرِّ لزوم اِنتاجِ شکل اول: اندراج اصغر دراوسط ہے یعنی اصغر کا اوسط کے افراد سے ہونا اور اوسط کا اکبر کے افراد سے ہونا دوسرے لفظوں میں اصغر اخصّ ہو اور اوسط اعمّ ہو پھر اوسط اخصّ ہو اور اکبر اعمّ ہو تاکہ اکبر کا جو حکم اوسط کے لئے ثابت ہو وہ اصغر کے لئے بھی ثابت ہو کیونکہ یہ مقدمات یقینی ہیں

کُل ماثبت للاعم ثبت للاخص ،ملزوم الشئ ملزوم لذلک الشئ، جزء جزءالشئ جزءلذلک الشئ، لازم لازم الشئ لازم لذلک الشئ

اسی بنا پر شکل اول کے نتیجہ دینے کے لئے صغریٰ کا موجبہ ہونا اور کبریٰ کا کلیہ ہونا شرط رکھا گیا ہے کیونکہ اگر صغریٰ سالبہ ہو تو اندراج کی بجائے انتفاء ہوگا یعنی اصغر سے اوسط کی نفی ہوگی جو کہ اکبر کا حکم اوسط کے لئے ثابت کرنے میں مانع ہے

سِرِّ لزوم اِنتاجِ شکل ثانی: اختلاف فی الکیف ہے کیونکہ شکل ثانی فقط دعویٰ سلبی کی دلیل بنائی جاتی ہے اسی لئے اس کے دو مقدموں کا حکم ایجاب وسلب میں یعنی کیف میں ایک نہیں ہوسکتا بلکہ ایک مقدمہ موجبہ اور ایک سالبہ ضرور ہوگا تاکہ متغایرین پر محمول واحد کے ایسے دو حکم ثابت ہوں جن میں ایک ایجابی اور دوسرا سلبی ہو پھر ایک متغایر کی دوسرے متغایر سے نفی کا حکم کیا جائے جو کہ شکل ثانی سے مقصود ہوتا ہے۔

سِرِّ لزوم اِنتاجِ شکل ثالث: اندراج اوسط در اصغر

سِرِّ لزوم اِنتاجِ شکل رابع بشرط اول: اندراج اوسط در اصغر

سِرِّ لزوم اِنتاجِ شکل رابع بشرط ثانی: تغایر مقدمتین فی الحکم

لزوم انتاج کا سبب:

اندراج اصغر در اوسط و اندراج اوسط در اکبر لیکن یہ موجبات کے ساتھ خاص ہے اور قیاس مرکب من الموجبہ والسالبہ میں یہ ہے کہ جس چیز کی نفی شے کے جزء اعم سے ہوتی ہے اس کی نفی اس شے سے ضرور ہوتی ہے۔ یہاں ایک مقدمہ غریبہ اصلی سبب بنے گا۔ المنفی عن جزء الشیٔ منفی عن ذلک الشیٔ جیسا کہ یہ کلیہ صحیح ہے

الثابت لجزء الشیٔ ثابت لذلک الشیٔ جیسا کہ اندراج کی صورت میں یہ مقدمہ اجنبیہ سبب لزوم ہے فرد الفرد فرد الشیٔ، اخص الاخص من الشیٔ اخص لذلک الشی، اعم الاعم من الشیٔ اعم من ذلک الشیٔ۔

جہت کے اعتبار سے شرائط

انتاج اشکال اربعہ

شکل اول: فعلیت صغریٰ (صحیح یہ ہے کہ فعلیت عقد وضع در صغریٰ کہا جائے) یعنی صغریٰ میں عقد وضع بالفعل ہو جیسا کہ ابن سینا کا مذہب ہے اور بالامکان (یعنی بالقوۃ شرح مطالع) نہ ہوتا کہ اکبر کا اوسط پر حکم بالفعل ہونا ثابت ہو جو کہ کبریٰ کا حقیقی مفہوم ہوتا ہے

شکل ثانی: شکل ثانی کے مقدمات موجہات ہونے کی صورت میں نتیجہ دینے کے لئے دو شرطیں ہیں ہر ایک شرط مفہوم مُرَدَّد ہے یعنی ہر ایک شرط کے تحت ایسے دو امر پائے جاتے ہیں جن میں سے انتاج کے لئے کسی بھی ایک امر کا پایا جانا کافی ہے

شرط اول مع مفہوم مُرَدَّد: یا تو صغریٰ دائمتین (ضروریہ مطلقہ، دائمہ مطلقہ) میں سے ایک ہو یا پھر کبریٰ ان قضایا ستہ میں سے ہو جن کے سوالب کلیہ کا عکس مستوی آتا ہے اور وہ چھ (۶) قضایا یہ ہیں

(۱) ضروریہ مطلقہ (۲) مشروطہ عامہ (۳) مشروطہ خاصہ

ان تینوں کو ضروریات ثلاثہ کہا جاتا ہے

(۴) دائمہ مطلقہ (۵) عرفیہ عامہ (۶) عرفیہ خاصہ

اور ان تینوں کو دوائم ثلاثہ کہا جاتا ہے اور کبھی ان چھ (۶) کو دائمتین (ضروریہ مطلقہ، دائمہ مطلقہ)، عامتین (مشروطہ عامہ، عرفیہ عامہ)، خاصتین (مشروطہ خاصہ، عرفیہ خاصہ) بھی کہا جاتا ہے

خیال رہے موجہات میں سے جن کے سوالب کلیہ کا عکس مستوی نہیں آتا وہ کل نو

(۹) ہیں

وقتیہ مطلقہ، منتشرہ مطلقہ، مطلقہ عامہ، ممکنہ عامہ یہ بسیطے ہیں

وقتیہ، منتشرہ، وجودیہ، لاضروریہ، وجودیہ لادائمہ یہ مرکبے ہیں

شرط ثانی مع مفہوم مُرَدَّد: یا تو صغریٰ، کبریٰ میں سے کوئی ممکنہ نہ ہو نہ ممکنہ عامہ نہ ممکنہ خاصہ اور اگر ہو تو پھر دو چیزوں میں سے ایک پائی جائے یا تو کبریٰ ضروریہ ہو یا مشروطہ عامہ یا مشروطہ خاصہ یا پھر صغریٰ ضروریہ ہو اور کبری ممکنتین میں سے ایک ہو اس مفہوم مردد کا خلاصہ یہ ہے کہ یا تو کوئی مقدمہ ممکنہ ہی نہ ہو اور اگر ہو تو پھر دیکھیں گے صغری ممکنہ ہے یا کبریٰ ممکنہ ہے اگر صغریٰ ممکنہ ہو تو پھر کبریٰ کا ضروریات ثلاثہ میں سے ہونا ضروری ہے اور اگر کبری ممکنہ ہو تو پھر صغری کا ضروریہ ہونا لازم ہے

شکل ثالث: فعلیت صغری مذکورہ وضاحت کے ساتھ

شکل رابع: اس کی پانچ شرطیں ہیں

(۱) قیاس فعلی ہو امکانی نہ ہو یعنی اس کا کوئی مقدمہ ممکنہ نہ ہو

(۲) اگر قیاس میں سالبہ استعمال ہو تو سالبہ کلیہ منعکسہ بالعکس المستوی ہو یعنی مذکورہ چھ سوالب کلیہ میں سے ایک ہو

(۳) ضرب ثالث میں یا تو صغریٰ ایسا ہو جس میں دوام کا پایا جانا درست ہو یعنی ضروریہ ہو یا دائمہ یا پھر کبریٰ قضایا ستہ منعکسۃ السوالب میں سے ہو

(۴) ضرب سادس میں کبریٰ کا قضایا ستہ منعکسۃ السوالب میں سے ہونا

(۵) ضرب ثامن کا صغری خاصتین میں سے ہو اور کبریٰ ایسا ہو جس میں دوام عرفی

کا معنی پایا جاتا ہو

فائدہ: جب قیاس میں موجہات ہوں تو ان کو مختلطات کہتے ہیں ان کی وضاحت قطبی اور شرح مطالع میں دیکھنی چاہیئے اور علامہ عبدالحلیم لکھنوی رحمہ اللہ کا اس موضوع پر مکمل رسالہ ہے جس کا نام ہے

تمام شکلوں کے نتائج کے قواعد

یہ پہلے معلوم ہو چکا کہ نتیجہ کو حق بھی کہتے ہیں مقدمتین میں سے نتیجہ ہمیشہ اَدْوَنْ اور اَخَس کے تابع ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ کیف میں سلب ادون اور اخس ہے اور کم میں جزئیہ لہٰذا موجبہ، سالبہ جمع ہوں تو نتیجہ سالبہ لینا ہے اور کلیہ، جزئیہ جمع ہوں تو نتیجہ جزئیہ لینا ہے۔

قاعدہ نمبر (۱) شکل اول تمام شکلوں سے باعتبار انتاج کے بدیہی ہے اسی وجہ سے اس کو بدیہی الانتاج کہتے ہیں اس کا نتیجہ دینا موافق طبع ہے برخلاف دوسری شکلوں کے اسی لئے چاروں محصورات شکل اول کے نتیجے ہوتے ہیں اس طرح کہ دونوں مقدمے موجبہ کلیہ ہوں تو نتیجہ موجبہ کلیہ آئے گا اور اگر پہلا موجبہ کلیہ ہو اور دوسرا سالبہ کلیہ ہو تو نتیجہ سالبہ کلیہ آئے گا اور اگر پہلا موجبہ جزئیہ ہو دوسرا سالبہ کلیہ ہو تو نتیجہ سالبہ جزئیہ ہوگا اور اگر پہلا موجبہ جزئیہ ہو اور دوسرا موجبہ کلیہ ہو تو نتیجہ موجبہ جزئیہ ہوگا۔

قاعدہ نمبر (۲) شکل ثانی کا نتیجہ سالبہ کلیہ اور سالبہ جزئیہ کے سوا نہیں آتا کیونکہ شکل ثانی میں ایک متغایر سے دوسرے متغایر کے حکم کی نفی و سلب مقصود ہوتا ہے چاہے سلب کلی ہو یا سلب جُزئی

قاعدہ نمبر (۳) شکل ثالث کا نتیجہ ہمیشہ جزئیہ ہوتا ہے چاہے سالبہ ہو یا موجبہ جیسے کل انسان جسم کل انسان حیوان۔ بعض الجسم حیوان۔

کل انسان حیوان لاشئ من الانسان بحجر بعض الحیوان لیس بحجر۔

قاعدہ نمبر (۴) شکل رابع موجبہ کلیہ کے سوا باقی نتیجے دیتی ہے۔

قیاس اقترانی شرطی کی تفصیل:

(۱) قیاس اقترانی شرطی مرکب من المتصلتین

(۲) قیاس اقترانی شرطی مرکب من المنفصلتین

(۳) قیاس اقترانی شرطی مرکب من المتصله و المنفصله

(۴) قیاس اقترانی شرطی مرکب من المنفصله و المتصله

(۵) قیاس اقترانی شرطی مرکب من الحملیه و المتصله

(۶) قیاس اقترانی شرطی مرکب من المتصله و الحملیه

(۷) قیاس اقترانی شرطی مرکب من الحملیه و المنفصله

(۸) قیاس اقترانی شرطی مرکب من المنفصله و الحملیه

نتائج کے قواعد کلیہ:

متصلتین کا نتیجہ متصلہ آئے گا جیسے: ان کان زید انسانا کان حیوانا مقدم ہے
کلما کان حیوانا کانا جسما تالی ہے
نتیجہ: ان کان زید انسانا کانا جسما یا کلما کان زید انسانا کان جسما

یہاں پر مقدمہ غریبہ ہے: لازم اللازم للشیٔ لازم لذلک الشیٔ، ملزوم الملزوم للشیٔ ملزوم لذلک الشیٔ

اور منفصلتین کا منفصلہ آئے گا جیسے: دائما اما ان یکون العدد زوجا واما ان یکون فردا، دائما اما ان یکون الزوج زوج الزوج اوزوج الفرد
نتیجہ: دائما اما ان یکون العدد زوج الزوج اوزوج الفرد۔
قیاس اقترانی شرطی مرکب من الحملیہ والمتصلہ ومن المتصلہ والحملیہ
دونوں کا نتیجہ ہمیشہ صغریٰ کے تابع ہوگا جیسے ھٰذا الشیٔ انسان
کلما ھٰذا الشیٔ انسانًا کان حیوانًا
نتیجہ: ھٰذا الشیٔ حیوان

کلما کان ھٰذا الشیٔ انسانا کان حیوانا، کل حیوان جسم۔
نتیجہ: کلما کان ھٰذا الشیٔ انسانًا کان جسما۔
قیاس اقترانی شرطی مرکب من الحملیہ والمنفصلہ ومن المنفصلہ والحملیہ
دونوں کا نتیجہ ہمیشہ کبریٰ کے تابع ہوگا جیسے: دائما اما ان یکون العدد زوجا او فردا، کل واحد منهما داخل تحت الکم۔
نتیجہ: فالعدد داخل تحت الکم، ھٰذا لعدد زوج، و کل زوج اما ان یکون زوج الزوج اوزوج الفرد۔

نتیجہ: هٰذا العدد اما زوج الزوج اور زوج الفرد، کلما کان هٰذا ثلاثة فهو عدد، دائما اما ان یکون العدد زوجا او فردا۔

نتیجہ: کلما کان هٰذا ثلاثة فاما ان یکون زوجا او فردا، هٰذا العدد اما زوج او فرد، کلما کان هٰذا زوجا فاما ان یکون زوج الزوج او زوج الفرد۔

نتیجہ: هٰذا العدد اما ان یکون زوج الزوج او زوج الفرد۔

حد اوسط معلوم کرنے کا طریقہ

کسی حکم کی علت تلاش کرنے یعنی حد اوسط معلوم کرنے کے لئے علماء کے پاس دو طریقے ہیں۔

(۱) سبر وتقسیم

(۲) دَوَران عند المتاخرین والجدلیین

اور طرد وعکس عند المتقد مین

سبر کا لغوی معنی: زخم وغیرہ کی گہرائی معلوم کرنا۔

اصغر کے اوصاف ڈھونڈھے جائیں پھر ان میں غور کیا جائے کہ ان میں سے وہ کون سا وصف ہے جو اصغر اور اکبر کے درمیان مشترک نہیں وہ خارج کر دیا جائے اور جو وصف دونوں میں مشترکہ ہو وہی حد اوسط بنالیا جائے کیونکہ وہی اکبر کے اصغر پر واقع ہونے والے حکم کی علت ہوتا ہے جیسے: **البیت حادث** اس میں **البیت** اصغر ہے اور **حادث** اکبر ہے اب ہم نے بیت پر حکم حدوث کی علت تلاش کرنے کا ارادہ کیا تو اس مقصد کے لئے ہم نے مشترکہ اور غیر مشترکہ اوصاف میں غور کیا تو ہمیں مشترکہ اوصاف یہ ملے ممکن، مؤلَّف، جسم اور وصف غیر مشترک ایک ملا جو کہ موجود ہے تو اس کو ہم نے چھوڑ دیا اور مثلاً جسم کو لے کر البیت کا محمول بنایا اور حادث کا موضوع بنایا تو اس طرح قیاس حاصل ہوگیا **البیت جسم و کل جسم حادث**

نتیجہ: البیت حادث

(۲) دَوَران

وجود وعدم میں حکم کا وصف کے ساتھ گھومنا یا دائر رہنا جیسے وجود باری تعالیٰ وجود کائنات کی علت ہے یا آپ ﷺ کا وجود وجود کائنات کی علت ہے۔

صورت قیاس اور مادہ قیاس میں فرق:

تمام شکلوں کو صورت قیاس کہتے ہیں اور ہر قیاس میں کوئی نہ کوئی صورت ہوتی ہے صورت اس کو کہتے ہیں کہ جس سے شے بالفعل موجود ہو۔

اور مادہ اس کو کہتے ہیں کہ جس سے شے بالقوۃ موجود ہو۔

خلاصہ کلام: قوت شے مادہ کے ساتھ ہوتی ہے اور فعلیت شے صورت کے ساتھ ہوتی ہے۔

ختم شد بحث صورت قیاس

شروع شد بحث مادہ قیاس

(صناعات خمسہ)

صَنعۃ اور صِنعۃ کا فرق:

صَنعۃ عملی فن کے لئے بولا جاتا ہے اور صِنعۃ علمی فن کے لئے بولا جاتا ہے اسی وجہ سے مادہ قیاس کو صناعات خمس کہتے ہیں۔

اور وہ یہ ہیں:

(۱) برہان یا قیاس برہانی

(۲) جدل یا قیاس جدلی

(۳) خطابت یا قیاس خطابی

(۴) شعر یا قیاس شعری

(۵) سفسطہ یا مغالطہ یا اغلوطہ یا قیاس سفسطی

ان میں سے ہر ایک کی وضاحت

(۱) قیاس برہانی کی وضاحت: ایسا قیاس جس کے تمام مقدمات اصولِ یقینیات میں سے ہوں پھر یقینیات دو قسم پر ہیں

(۱) بدیہیات (۲) نظریات منتھی الی الضروریات (یعنی وہ نظریات جن کی اصل بدیہی ہو) پھر یقینیات بدیہیہ چھ یا سات ہیں اور ان کو اصول یقینیات کہتے ہیں۔

(۱) اولیات	**(۲) فطریات**
(۳) مشاہدات	**(۴) حدسیات**
(۵) متواترات	**(۶) تجربیات**

پھر مشاہدات دو قسم ہیں:

(۱) بحواس ظاہرہ	(۲) بحواس باطنہ
مشاہدات ظاہرہ	مشاہدات باطنہ
حسیات	وجدانیات

وجہ حصر: قضایا بدیہیہ کے حکم اور جزم میں تصور طرفین اور تصور نسبت یا تصور طرفین مع النسبت یہ لیں کافی ہوں گے یا نہیں اگر کافی ہوں تو ان کو اولیات کہتے ہیں اور اگر کافی نہ ہوں تو حس ظاہری اور باطنی کے علاوہ کسی اور واسطہ پر وہ حکم اور جزم موقوف ہوگا یا حس ظاہری اور باطنی پر ہی موقوف ہوگا۔ اگر حس ظاہری یا باطنی پر موقوف ہو تو ان کو مشاہدات کہتے ہیں۔

اگر حس ظاہری یا باطنی کے غیر پر موقوف ہو تو پھر وہ واسطہ تصور طرفین کے وقت ذہن سے غائب ہوگا یا نہیں اگر تصور طرفین کے ساتھ واسطہ کا تصور حاضر رہے تو ان کو فطریات کہتے ہیں ان کا دوسرا نام قضایا قیاساتہا معہا ہے۔

اور اگر وہ واسطہ غائب ہو جائے تو تصور طرفین میں مبادی سے مطلوب کی طرف انتقال ذہنی دفعی ہوگا یا نہیں اگر دفعی تو ان کو حدسیات کہتے ہیں۔

اور اگر دفعی نہ ہو تو پھر دیکھیں گے کہ حکم ایسی جماعت کی خبر سے ہوگا کہ جس میں جماعت کا جھوٹ پر اتفاق عقلاً محال ہو تو ان کو متواترات کہتے ہیں' اور اگر ایسی خبر نہ ہو بلکہ حکم کثرت مشاہدہ سے حاصل ہو تو ان کو تجربیات کہتے ہیں۔

(۱) اولیات:

ایسے قضایا جن کے حکم کا جزم اور تصدیق محض تصور طرفین مع النسبت سے حاصل

ہوجائے اورکسی واسطہ کی ضرورت نہ ہو جیسے: الکل اعظم من الجزء، الواحد نصف الاثنین، الاثنان نصف الاربع۔

واضح رہے کہ اس کل، جزء سے مراد کل، جزء مقداری ہے اوراس قید سے کل، جزء مفہومی کونکالنا مراد ہے معرف اورتعریف کے کل، جزء کوکل، جزء مفہومی کہتے ہیں۔

(مثال برائے اولیات بدیہہ نظریہ) الممکن یحتاج فی وجودہ الی مرجع اس کے نظری ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ممکن کوکسی مرجع کی طرف محتاج ہونے کے مسئلہ کو دلائل کے ساتھ ثابت کرنے کی ضرورت ہوتی ہے اوریہ علم الکلام اورفلسفے میں ہوتا ہے۔

(۲) فطریات:

وہ قضایا جن کے حکم کا یقین ایسی دلیل پرموقوف ہوجو دلیل تصور طرفین کولازم ہو یہ فطریات قریب بااولیات ہوتے ہیں جیسے: الاربعة زوج والثلاثة فرد ان کا قیاس اوردلیل ان کے حکم کے ساتھ موجود ہے اوروہ اس طرح ہے

الاربعة منقسم بمتساویین وکل منقسم بمستاویین فھو زوج

نتیجہ: فالاربعة زوج

الثلاثة غیر منقسم بمتساویین وکل غیر منقسم بمتساویین فھو فرد

نتیجہ: فالثلاثة فرد

ان کوقضایا قیاساتھا معھا اس لئے کہتے ہیں کہ اس کے اندر موجودہ حکم کسی خارجی دلیل کا محتاج نہیں بلکہ ایسی دلیل کا محتاج ہوتا ہے جوطرفین کی حقیقت سے حاصل ہوتی ہے

(۳) حدسیات:

حدس کا لغوی معنی: اچانک ہونا

اصطلاحی معنی: وہ قضایا کہ جن کے حکم کے لئے ترتیب مقدمات کی ضرورت نہ ہو عام ازیں کہ تحصیل مقدمات کی ضرورت ہو یا نہ ہو

الحدس ھو سرعة انتقال الذھن من المبادی الی المطلوب جیسے نور القمر مستفاد من نور الشمس

اس سے پتہ چلا کہ اہل حدس کے لئے ضروری نہیں کہ وہ اہل کشف بھی ہوں۔

فائدہ: علماء کی تین قسمیں ہیں:

(۱) اہل نظر (۲) اہل کشف (۳) اہل حدس

حدس اور نظر و فکر میں فرق:

نظر وفکر میں دو حرکتیں ہوتی ہیں:

(۱) حرکت نفس برائے تحصیل مبادی

(۲) حرکت نفس برائے ترتیب مبادی

اور حدس میں حرکت ثانیہ نہیں ہوتی عام ازیں کہ حرکت اولیٰ ہو یا نہ ہو۔

(۴) مشاہدات:

مشاہدات کی دو قسمیں ہیں

(۱) مشاہدات ظاہرہ (۲) مشاہدات باطنہ

اوّل کو حسیات اور ثانی کو وجدانیات کہتے ہیں۔

حسیات میں مدرک حس ظاہری ہوتی ہے اور حواس ظاہرہ پانچ ہیں۔

(۱) قوت شامہ (۲) قوت ذائقہ

(۳) قوت ماسہ (۴) قوت سامعہ

(۵) قوت باصرہ

اور وجدانیات میں مدرک حس باطنی ہوتی ہے۔

حواسِ باطنہ:

(۱) حس مشترک حواسِ خمسہ کے مُدرَکات کے مرکز کو کہتے ہیں۔

(۲) خیال (۳) متصرفہ

(۴) واہمہ (۵) حافظہ

وجدانیات کی تعریف: قوتِ خیالیہ واہمہ اور حافظہ کی صُوَرِ مرئیہ غیر مرئیہ صادقہ کو معانی کے ساتھ مرکب کرنے سے جو قضایا قوت متفکرہ بنائے ان کو وجدانیات کہتے ہیں۔

حسیات اور وجدانیات میں فرق:

یہ ہے کہ حسیات میں محکوم علیہ محکوم بہ کا محسوسات سے ہونا ضروری ہوتا ہے اور وجدانیات میں محکوم بہ کا معنوی شیٔ ہونا ضروری ہوتا ہے

(۵) متواترات:

ہمیشہ اخباری ہوتے ہیں عقلی نہیں ہوتے۔ یہ ایسے قضایا ہوتے ہیں کہ جن کے ناقلین اتنی تعداد میں ہوں کہ ان کا جھوٹ پر اتفاق عقلاً محال ہو۔

تواتر کے لئے سب سے بڑی شرط یہ ہے کہ ان کا دار و مدار حس ظاہری پر ہوتا ہے پھر تواتر دو قسم پر ہے۔

(۱) تواتر لفظی (۲) تواتر معنوی

(۶) تجربیات:

تجربہ تکرار مشاہدہ کا نام ہے یعنی کسی چیز کو بار بار آزمانا جیسے: السقمونیا مسھل للصفراء۔

قیاس برہانی دو قسم ہے:

(۱) برہانی لمّی (۲) برہانی اِنّی

(۱) برہانی لمی: اوسط ہمیشہ اکبر کو اصغر کے لئے ثابت کرنے میں واسطہ فی الاثبات اور دلیل اور علت ہوتی ہے اب جس طرح وہ قیاس اور ذہن میں دلیل اور علت بنتی ہے اسی طرح نفس الامر اور واقع میں بھی دلیل اور علت ہو تو ایسا قیاس جس میں ایسی حد اوسط ہو اس کو قیاس برہانی لمی کہتے ہیں

(۱) برہانی اِنّی: ایسا قیاس جس میں حد اوسط لفظ اور ذہن میں حکم کی دلیل اور علت بنے لیکن نفس الامر میں دلیل اور علت نہ ہو

وجہ تسمیہ: لمی کو لمی اس وجہ سے کہتے ہیں کہ لم کی طرف نسبت ہے یعنی لم والی اور اِنی بھی اسی طرح ہے جیسے: **ھذا متعفن الاخلاط، و کل متعفن الاخلاط محموم**

نتیجہ: فھذا محموم

اس قیاس میں تعفن اخلاط لفظ اور ذہن میں جس طرح علت بن رہی ہے اسی طرح حقیقت میں بھی علت ہے تو یہ برھان لمی ہے **ھذا محموم، و کل محموم متعفن الاخلاط**

نتیجہ: فھذا متعفن الاخلاط

اس قیاس میں محموم ہونے کو لفظ اور ذہن میں علت بنایا گیا ہے جب کہ حقیقت بر عکس ہے تو یہ برھان انی ہے

فائدہ: اسی وجہ سے اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد مائۃ ماضیہ پروانہ شمع رسالت منبع رشد و ہدایت عاشق ماہ نبوت حجت ربانی غلام شاہ جیلانی حضرت علامہ مولانا مفتی الشاہ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

تم سے خدا کا ظہور اس سے تمہارا ظہور
لِم ہے یہ وہ اِنْ ہوا تم پر کروڑوں درود

سوال: خبر نبی ان چھ قسموں میں سے کون سی قسم میں داخل ہے۔

اگر اصول یقینیات میں سے نہ بناؤ تو کفر لازم آتا ہے کیونکہ خبر نبی یقینیات میں سے ہے جو کوئی اس کو یقینیات میں سے نہیں کہے گا وہ کافر ہے۔

جواب: شرح خبیصی علی التھذیب کے حاشیہ میں شیخ حسن عطار نے فرمایا کہ اگر خبر واحد محتف بالقرائن ہو تو یقین کا فائدہ دیتی ہے اور نبی علیہ السلام کی خبر معجزات وغیرہ کی وجہ سے محتف بالقرائن ہوتی ہے تو نبی علیہ السلام کی خبر کو ملحق بالمتواترات کہا جائے گا۔

(۲) جدل یا قیاس جدلی: اس کا لغوی معنی گرنا گرانا بحث و جھگڑا۔

اصطلاحی معنی: وہ قیاس ہے جس کے مقدمات میں سے ایک یا دونوں قضایا مشہورہ یا قضایا مسلمات میں سے ہوں۔

قضایا مشہورہ: وہ ہوتے ہیں کہ جس پر سب لوگوں کا اتفاق ہو جیسے: حسنِ احسان اور قبح عدوان یعنی کسی کے ساتھ مہربانی کرنا اچھا ہے اور ظلم کرنا برا ہے۔

یا کسی مخصوص طبقے کا ان پر اتفاق ہو جیسے حیوان کو ذبح کرنا قبیح ہے ہندوؤں کے نزدیک اور بے پردگی قبیح ہے عند المسلمین اور صحابہ کو سب وشتم کرنا اور سلف صالحین کو سب وشتم کرنا برا ہے عند اہل السنہ

قضایا مسلمات

وہ ہوتے ہیں کہ جو خصم اور فریق مخالف کے نزدیک مناظرے میں تسلیم شدہ ہوں یا ایسے قضایا جن کو کسی اور فن میں برہان کے ساتھ ثابت کیا گیا ہو اور کسی دوسرے فن میں علی سبیل التسلیم استعمال کئے جاتے ہوں جیسے ہر دور اور تسلسل باطل ہے یہ قضیہ ہے اس کو فلسفہ میں ثابت کیا جاتا ہے لیکن استعمال دوسرے فن میں بھی ہوتا ہے۔

فائدہ: مشہورات اور مسلمات ظنی بھی ہو سکتے ہیں قطعی بھی ہو سکتے ہیں۔

(۳) قیاس خطابی: وہ ہوتا ہے جس کے مقدمات قضایا مقبولات ومظنونات میں سے ہوں

قضایا مقبولات: جو کوئی قوم اپنے بزرگوں سے لیتی ہے جن کے متعلق وہ حسن اعتقاد رکھتی ہے جیسے مسلمانوں کے اولیاء کرام اور فلاسفہ کے حکماء اور سیاسیوں کے لیڈر شیاطین۔

قضایا مظنونات: وہ قضایا جن کا حکم اور نسبت ظنی ہو خطابت میں مظنونات چلتے ہیں اور نسبت کے لحاظ سے مقبولات اخص ہیں اور مظنونات اعم

(۴) قیاس شعری: وہ ہوتا ہیں جس میں قضایا مخیلات ہوں

قضایا مخیلات وہ ہوتے ہیں جن کو نفس قبول نہیں کرتا اور محض ترغیب وترہیب میں موثر ہوتے ہیں

(۵) قیاس سفسطی: یہ معرب ہے سوف اسطیٰ کا۔

وہ قیاس جو جھوٹے اور وہمی قضایا سے مرکب ہو یا وہ قیاس جو وہمیات اور مشبہات سے مرکب ہو جیسے: دعویٰ ہے کل موجود متحیز

دلیل ہے: کل موجود محسوس و کل محسوس متحیز

نتیجہ: کل موجود متحیز

قضایا مشبہات: وہ قضایا جو جھوٹے ہوں لیکن سچ کے مشابہ ہوں۔

قیاس سفسطی پھر دو حال سے خالی نہ ہوگا

دونوں طرف سے مخاطب جاہل ہوں گے یا ایک طرف سے حکیم دوسری طرف سے جاہل ہوگا پہلے کو مشاغبہ کہتے ہیں دوسرے کو مغالطہ یا اغلوطہ کہتے ہیں۔

ختم شد بحث مادہ قیاس

بحثِ مقولاتِ عشر

تنبیہ: اگر چہ یہ بحث فلسفہ کا مسئلہ ہے لیکن منطق کی کتابوں میں اس بحث کو رکھنے کی غرض عالَم کے اَجناسِ عالیہ کی معرفت دینا ہے تاکہ جنس کی بحث مکمل ہو جائے۔

تنبیہ دیگر: مقولات کی تانیث کا سبب الماہیات موصوف کا محذوف ہونا ہے یعنی اصل میں ہے الماهيات المقولات العشر

فلاسفہ کے نزدیک یہ کُل دس (۱۰) ہیں۔

(۱)الجوهر	(۲)الكم	(۳)الكيف
(۴)الأين	(۵)المتى	(۶)الإضافة
(۷)الوضع	(۸)الملك	(۹)الفعل
(۱۰)الانفعال		

آگہی: مقولات عشر کی بحث کے اصلی مآخذ یہ ہیں

شرح المواقف، شرح المقاصد، الصحائف الالٰهيه، الحاشية الكبرى على مقولات السيد البلَيدى للشيخ حسن العطار، الحاشية الكبرى و الحاشية الصغرى على شرح مقولات السجاعى

سب کی مثالیں مختصر تعریفات کے ساتھ

(۱)زيد: مقولة الجوهر: هو موجود لا في موضوع او القائم بنفسه

(۲)الطويل: مقولة الكم: هو عرض يقبل القسمة لذاته

(۳)الازرق: مقولة الكيف: عرض لا يقبل القسمة و لا النسبة

(۴)ابن مالک: مقولة الاضافة: نسبة لا تعقل الا بالقياس الىٰ نسبة اُخرىٰ

(۵)فی دارہ:مقولۃالاین:حصول الجسم فی المکان اوھیئۃ حاصلۃ لشئ عند حصولہ فی المکان

(٦)الیوم:مقولۃالمتیٰ:حصول الشئ فی الزمان او ھیئۃ حاصلۃ لشئ عند حصولہ فی الزمان

(۷)کان متکئا:مقولۃالوضع:الھیئۃ الحاصلۃ من نسبۃ أجزاء الجسم بعضھاالی بعض

(۸)بیدہ غصن:مقولۃالملک:ھئیۃ حاصلۃ لشئ بالنسبۃ لما یحیط بہ و ینتقل

(۹)لواہ:مقولۃالفعل:تأثیر الشئ فی غیرہ مادام مؤثرا

(۱۰)فالتویٰ:مقولۃالانفعال:تأثر الشئ من غیرہ مادام متاثرا

فلاسفہ ان تمام قسموں کے وجود کے قائل ہیں ان میں سے بعض قسموں کو موجوداتِ خارجیہ سمجھتے ہیں اور بعض کو موجوداتِ ذہنیہ اصلیہ سمجھتے ہیں یعنی اعتباریہ نہیں سمجھتے جب کہ اہل سُنت کے متکلمین فلاسفہ کے برخلاف اعراض تسعۃ مذکورہ میں سے فقط کیف اور این کے وجودِ خارجی کے قائل ہیں اور اسی لئے این کی چار قسمیں بناتے ہیں

جن کو اَکوانِ اربعہ کہتے ہیں (حرکت،سکون،اِجتماع،اِفتراق)

اور این کے سوا وہ اعراضِ سبعہ جن کے مفہوم میں معنیٰ نسبت کے داخل ہونے کی وجہ سے اُن کو اعراضِ نسبیہ کہا جاتا ہے وہ حضرات اُن کو تسلیم نہیں کرتے اور نہ ہی کمّ کو تسلیم کرتے ہیں یعنی ان سب کو موجوداتِ ذہنیہ اعتباریہ سے شمار کرتے ہیں اور معتزلہ کے متکلمین کے نزدیک خط اور سطح جوہر کی قسمیں ہیں

فلاسفہ کے نزدیک موجودات دو قسم ہیں:

(۱)جوہر (۲)عَرَض (یہ تقابل مُوَلَّد ہے؛ سجاعی از خفاجی)

جوہر پانچ (۵) قسم ہیں اور عرض نو (۹) قسم ہیں

اَجناس کے مراتب میں سب سے اونچا مرتبہ کہ جس کے اوپر کوئی جنس متصور نہیں ہوتی وہ جوہر اور عرض ہے

سوال: یہ دعویٰ درست نہیں جوہر اور عرض سے زیادہ عموم رکھنے والا لفظ شيَ اور موجود کا مفہوم ہے اور اس سے اوپر ممکن کا مفہوم ہے اور اس سے اوپر مقدور کا مفہوم ہے اور اس سے اوپر معلوم کا مفہوم ہے اور اُس کے اوپر مذکور کا مفہوم ہے

جواب: یہ جتنے مفاہیم ہیں اِن کو اصطلاح میں اَجناس شمار نہیں کیا جاتا کیونکہ یہ کسی ماہیت کی تعریف میں بطورِ جنس مذکور نہیں ہوتے۔

جوہر اور عرض کی بحث

جوہر اور عَرَض کی تعریف کا مقدمہ: جب ایک چیز کا دوسری چیز کے ساتھ ایسا ربط و تعلق اور اتصال ہو کہ اُس اتصال کو نہ تو مماسّت کہہ سکیں اور نہ مجاورت یعنی اس اتصال، ملاقات اور تعلق کی وجہ سے یہ نہ کہا جاسکے کہ یہ چیز اس چیز کو مس کر رہی ہے اور نہ ہی یہ کہا جاسکے کہ یہ چیز فلاں چیز کے ساتھ قرب و جوار رکھتی ہے لیکن وضع یعنی اشارہ حسی میں ایک کو دوسری سے جدا نہ کیا جاسکے ہاں دوسری چیز کے لئے پہلی چیز کے اس کے ساتھ سابقاً موصوف تعلق کی وجہ سے محض کوئی صفت ثابت ہو جائے جیسے سیاہی اور سفیدی کا کسی جسم کے ساتھ جو ربط و تعلق ہے وہ اسی نوعیت کا ہے کہ ہم نہ تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ سیاہی ،سفیدی جسم کو چھو رہی ہے اور نہ ہی یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ اس کے قرب و جوار میں پڑی ہے اور نہ ہی اشارہ حسی میں دونوں کو جدا کر سکتے ہیں بلکہ اس جسم میں سیاہی اور سفیدی کا وصف پیدا ہو گیا ہے جس کی وجہ سے ہم جسم کو سیاہ اور سفید کہتے ہیں اور سیاہی اور سفیدی کو اس کی صفتیں قرار دیتے ہیں اور اس تعلق کو یوں تعبیر کرتے ہیں کہ جسم موصوف ہے سیاہی اور سفیدی اس کی صفت ہے یا جسم منعوت ہے اور سیاہی اور سفیدی اس کی ناعت ہے فلاسفہ اور اہل کلام جب ناعت اور منعوت بولتے ہیں تو یہی مراد لیتے ہیں

اب اس نوعیت کے اتصال اور تعلق کو فلاسفہ کی زبان میں حلول کہتے ہیں اور صفت کو حالّ اور مثلاً جسم کو محلّ کہتے ہیں پھر یہ حال دو قسم ہے

(ا) ایسا حالّ کہ محلّ اپنے قوام (حقیقت) اور وجود خارجی میں اس کا محتاج ہو اور اس کے بغیر وہ بالفعل موجود نہ ہو سکے جیسے امتداد جسمانی یعنی صورت جسمیہ اِس کے بغیر کوئی جسم نہ تو کوئی حقیقت رکھتا ہے اور نہ ہی خارج میں موجود ہوتا ہے جس کو موجود

بالفعل کہتے ہیں

اب ایسے حالّ کو فلاسفہ کے نزدیک **صورت** کہتے ہیں اور ایسے محلّ کو **مادّہ**

(۲) ایسا حالّ کہ محلّ اپنے قِوام (حقیقت) اور وجود خارجی میں اس کا محتاج نہ ہو اور اس کے بغیر وہ بالفعل موجود ہو سکے جیسے سفیدی کہ اس کے بغیر مثلاً کسی جسم کی حقیقت اور وجود خارجی جس کو وجود بالفعل کہتے ہیں ممکن ہے مثلاً کسی سفید کپڑے کو سیاہ رنگ چڑھا دیا جائے تو اس کی سفیدی ختم ہو جائے گی لیکن کپڑا موجود رہے گا

اب ایسے حالّ کو فلاسفہ **عَرَض** کہتے ہیں اور اس کے محلّ کو **موضوع** کہتے ہیں

لہٰذا

عرض کی تعریف یہ ہوگی: موجود فی موضوع یعنی موضوع میں پایا جانے والا موجود یعنی ایسی شیٔ جو اپنے موضوع میں موجود ہو یعنی ایسے محلّ میں موجود ہو جو اپنے بالفعل موجود ہونے میں اس کا محتاج نہ ہو

اور جوہر کی تعریف یہ ہوگی: موجود لا فی موضوع یعنی غیر موضوع میں پایا جانے والا موجود یعنی ایسی شیٔ جو غیر موضوع میں موجود ہو یعنی ایسے محلّ میں موجود ہو جو اپنے بالفعل موجود ہونے میں اس کا محتاج ہو

فائدہ: جوہر کی ایک اور تعریف ہے اور وہ فلاسفہ کے علاوہ دوسروں میں مشہور ہے اور وہ ہے قائم بالذات، موجود بنفسہ جوہر کا یہ معنی کلامی ہے اسی طرح عَرَض کی تعریف ہے قائم بالغیر، موجود بالغیر

اس تقریر سے جس طرح حال کی دو قسمیں سامنے آئی ہیں

(۱) حال محتاج الیہ برائے محلّ جس کو صورت کہتے ہیں

(۲) حال غیر محتاج الیہ برائے محل جس کو عَرَض کہتے ہیں

اسی طرح محلّ کی بھی دو قسمیں معلوم ہوگئی ہیں

(۱) محلّ محتاج بسوئے حال یعنی وجود خارجی میں جس کو مادہ کہتے ہیں
(۲) محل غیر محتاج بسوئے حال یعنی وجود خارجی میں جس کو موضوع کہتے ہیں
فائدہ: معلوم ہوا کہ فلاسفہ کے نزدیک موضوع دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے
(۱) محلّ غیر محتاج بسوئے حالّ
(۲) جس کی طرف حسی اشارہ کرنا صحیح ہو
جبکہ منطقیوں کے نزدیک موضوع محمول کا مقابل استعمال ہوتا ہے
فائدہ دیگر: صورت چار قسم ہے
(۱) صورت جنسیہ جیسے حیوان کی صورت (۲) صورت نوعیہ جیسے انسان کی صورت
(۳) صورت صنفیہ جیسے رومیوں کی صورت (۴) صورت شخصیہ جیسے زید کی صورت
مادہ چار قسم ہے
(۱) مادہ جنسیہ جیسے حیوان (۲) مادہ نوعیہ جیسے انسان
(۳) مادہ صنفیہ جیسے رومی انسان (۴) مادہ شخصیہ جیسے زید کی ذات
عرض چار قسم ہے
(۱) عرض جنسی جیسے کم، کیف (۲) عرض نوعی جیسے رنگت
(۳) عرض صنفی جیسے سفید رنگت (۴) عرض شخصی جیسے مخصوص کپڑے کی سفیدی
جوہر چار قسم ہے
(۱) جوہر جنسی جیسے حیوان (۲) جوہر نوعی جیسے انسان
(۳) جوہر صنفی جیسے رومی انسان (۴) جوہر شخصی جیسے زید کی ذات

لوازم جوہر وعَرَض

(۱) جوہر کی ضد نہیں ہوتی بلکہ جوہر محلّ اضداد ہوتا ہے جبکہ ضد عَرَض کی ہوتی ہے کیونکہ ضد کے لئے عَرَض ہونا ضروری ہے اسی لئے دو عرَضیں جو ایک دوسرے کی ضد ہوتی ہیں محلّ واحد میں بیک وقت جمع نہیں ہو سکتیں

(۲) جوہر شدت اور ضعف کو قبول نہیں کرتا یعنی یہ نہیں کہہ سکتے کہ کسی انسان کی انسانیت دوسرے کسی انسان کی انسانیت سے اشد اور دوسرے کی اضعف ہے جبکہ عَرَض ان دونوں کو قبول کرتی ہے لہٰذا کہہ سکتے ہیں اِس کپڑے کی سفیدی شدید ہے اور اُس کپڑے کی سفیدی ضعیف ہے

جوہر کی تقسیم

جوہر پانچ قسم ہے

(۱) صورت **(۲)** مادہ (ھیولیٰ)

(۳) جسم (ان تین کو جواہر مادیہ کہتے ہیں) **(۴)** عقل

(۵) نفس ناطقہ (روح) ان کو جواہر مجردہ اور جواہر مفارقہ کہتے ہیں

فائدہ: مجرد کا معنی ہے خالی اور مفارق کا معنی ہے جدا یعنی یہ جواہر صورت مادہ اور دونوں کی ترکیب اور جسم اور جسمانی ہونے سے پاک صاف ہے جسمانی کا مطلب ہے کسی جسم کے ساتھ قائم نہیں بلکہ قائم بذاتہ ہیں

وجہ حصر یہ ہے: جوہر یا تو بسیط ہوگا یا مرکب اول تین حال سے خالی نہ ہوگا یا تو حالّ ہوگا یا محلّ ہوگا یا نہ حال ہوگا اور نہ محل اگر حالّ ہو تو وہ صورت ہے اگر محل ہو تو مادہ ہے اور اگر نہ حال ہو نہ محل تو پھر دو حال سے خالی نہ ہوگا اس کا جسم کے ساتھ جو تعلق ہے وہ تعلقِ تصرف ہوگا یا تعلقِ تدبیر پہلے کو عقل کہتے ہیں دوسرے کو نفس ناطقہ اور ثانی یعنی مرکب کو جسم کہتے ہیں

بالفاظ دیگر: جوہر یا تو مرکب ہوگا یا بسیط پھر بسیط مرکب کا جزء ہوگا یا نہیں اگر مرکب کا جزء ہو تو حال ہوگا یا محل حال کو صورت کہتے ہیں اور محل کو مادہ اور اگر صورت اور مادہ دونوں سے مرکب ہو تو اس کو جسم کہتے ہیں اور اگر بسیط مرکب کا جزء نہ ہو تو دو حال سے خالی نہ ہوگا مادیات میں مؤثر یا کہیں متصرف بالتاثیر ہوگا ہوگا یا مادیات کے لئے مدبر ہو گا یا کہیں متصرف بالتدبیر ہوگا اگر مؤثر ہو تو عقل ہے اور اگر مدبر ہو تو نفس ہے

فائدہ: جسم اس مرکب کو کہتے ہیں جو قابل اَبعاد ثلاثہ ہو

فائدہ: یہ مذکورہ جواہر خمسہ جزئی ہوں گے یعنی اشخاص یا کلی ہوں گے یعنی انواع

واجناس اول کو جواہر اولیٰ کہتے ہیں ثانی یعنی انواع کو جواہر ثانیہ کہتے ہیں اور ثالث یعنی اجناس کو جواہر ثالثہ کہتے ہیں

فائدہ دیگر: جوہر اپنے ماتحت انواع کے لئے ذاتی ہے یعنی ان کی حقیقت میں داخل ہے جبکہ عَرَض دیگر اجناس اعراض کے لئے ذاتی نہیں اسی لئے جوہر جنس عالی ہے اور اس کے تحت انواع اضافیہ ہیں جبکہ اعراض کا کوئی عرض جنس عالی نہیں بلکہ اعراض کل کے کل اجناس عالیہ ہیں

اس تقریر سے اس بات کا راز معلوم ہو جاتا ہے کہ جوہر جنس عالی ہے اور اس کے تحت انواع ہیں اور تمام اعراض اجناس عالیہ ہیں اور اُن کا جنس عالی کوئی نہیں بلکہ ہر ایک عرض جنس عالی ہے اور اس کے تحت اس کے انواع ہیں

فلاسفہ کے عقول عشرہ

فلاسفہ کے نزدیک جب عقل وہ جوہر مجرد ہے جو مؤثر اور متصرف فی المادیات ہوتا ہے تو ان کے نزدیک عقول دس (۱۰) ہیں جو معاذ اللہ ان کے عقیدے کے مطابق کائنات کو بنانے چلانے والے ہیں اور اللہ جل شانہ ان کے نزدیک محض علت اولیٰ ہے اور عقل اول کی تخلیق کے بعد معطل ہے اب ان کے نزدیک عقول عشرہ کے وجود اور فعل کی ترتیب درج ذیل ہے

(۱) عقل اول: ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے فقط اسی کو ہی پیدا کیا ہے کیونکہ ان کا مشہور باطل گمان ہے الواحد لا یصدر عنہ الا واحد

(۲) عقل ثانی: اس کو اور پہلے آسمان کو عقل اول نے بنایا ہے

(۳) عقل ثالث: اس کو اور دوسرے آسمان کو عقل ثانی نے بنایا ہے

(۴) عقل رابع: اس کو اور تیسرے آسمان کو عقل ثالث نے بنایا ہے

(۵) عقل خامس: اس کو اور چوتھے آسمان کو عقل رابع نے بنایا ہے

(۶) عقل سادس: اس کو اور پانچویں آسمان کو عقل خامس نے بنایا ہے

(۷) عقل سابع: اس کو اور چھٹے آسمان کو عقل سادس نے بنایا ہے

(۸) عقل ثامن: اس کو اور ساتویں آسمان کو عقل سابع نے بنایا ہے

(۹) عقل تاسع: اس کو اور آٹھویں آسمان کو عقل ثامن نے بنایا ہے

(۱۰) عقل عاشر: اس کو اور نانویں آسمان کو عقل تاسع نے بنایا ہے

اب عقل عاشر باقی خدائی کو بنا بھی رہا ہے اور چلا بھی رہا ہے

ختم شد بحث جواہر

مقولہ اعراض کی بحث

کل اعراض نو(۹) ہیں جو سابقاً مذکور ہو چکے ہیں

خیال رہے: تمام اعراض حقائق بسیطہ ہیں جنس اور فصل سے ترکیب نہیں رکھتے لہٰذا ان کی حد حقیقی کوئی ممکن نہیں ہاں ان کی تعریفات محض رسومات ہیں

وجہ حصر یہ ہے: عرض تقسیم کو لذاتہ قبول کرے گی یا نہیں پہلی کم ہے دوسری دو حال سے خالی نہیں اس کا تصور دوسری شئ کی بنسبت ہوگا یا اس کے بغیر دوسری کیف ہے پہلی عرض نسبی پھر یہ عرض نسبی سات (۷) قسم ہے جن کو اعراض نسبیہ کہا جاتا ہے

(۱) کم: یہ عربی کا وہی لفظ ہے جو استفہامیہ اور خبریہ ہوتا ہے اور چونکہ فلسفہ کی اصطلاح میں علم بن چکا ہے لہٰذا اس کی میم مشدد پڑھتے ہیں کیونکہ یہ قانون ہے کہ جب دو حرفی لفظ کو علم بنایا جائے تو اس کے دوسرے حرف کو مشدد کیا جاتا ہے فلاسفہ کی اصطلاح میں

کم کی تعریف: کمّ اور مقدار لغت میں مترادف ہیں اور اصطلاح میں اس کی تعریف ہے وہ عرض جو لذاتہ بغیر کسی دوسری چیز کے واسطے کے تقسیم کو قبول کرے

عرض یقبل القسمۃ لذاتہ

بالفاظ دیگر: وہ عرض جو تطبیق وہمی یا تطبیق وجودی کے ساتھ لذاتہ مساوات اور لامساوات (تفاوت) کو قبول کرے

جیسے اعداد جب ہم کسی بھی شئ کو تقسیم کرنا چاہتے ہیں تو پہلے عدد تقسیم ہوتا ہے پھر وہ شئ تقسیم ہوتی ہے چنانچہ ہم کہتے ہیں دس کپڑے اب دس عدد ہے وہ پہلے تقسیم ہو رہا ہے اور کپڑا معدود ہے یہ اس کے واسطے سے تقسیم ہو رہا ہے لہٰذا عدد فلاسفہ کی اصطلاح میں کم کی قسم ہے اسی طرح دوسری تعریف کے مطابق جب ہم کہتے ہیں دس سیر دس سیر کے برابر ہے اور دس سیر اور پانچ سیر میں تفاوت اور فرق ہے تو ہم اولامساوات اور تفاوت کو

اعداد کے لئے ثابت کر رہے ہیں اور ثانیاً سیر کے لئے
اس تعریف کی وضاحت یہ ہے کہ اشیاء دو قسم ہیں ایک وہ ہیں جن کے متعلق یہ کہنا قطعا درست نہیں کہ یہ چیز اُس چیز کے برابر ہے اور فلاں چیز فلاں سے کم ہے یا زیادہ اور اشیاء کی یہ قسم جواہر مفارقہ ہیں کیونکہ یہ کہنا غلط ہے کہ یہ نفس ناطقہ فلاں نفس ناطقہ کے مساوی ہے یا کم یا زیادہ دوسری قسم وہ اشیاء ہیں کہ جن کے لئے یہ کچھ کہنا درست ہوتا ہے پھر یہ دو قسم ہیں 1: اُن کے لئے تقسیم پہلے ثابت ہوتی ہے اور دوسری چیزوں کے لئے بعد میں جیسے ہم کہتے ہیں یہ زمین اُس زمین کے برابر ہے اور یہ زمین اُس زمین سے کم ہے اور یہ زمین اُس زمین سے زیادہ ہے تو اب اگر ہم سے سوال کیا جائے کہ ایسا کیوں ہے تو جواب میں یہی کہیں گے وہ دونوں دس دس ہاتھ ہیں اور ان میں سے ایک دس ہاتھ ہے اور دوسری پانچ ہاتھ ہے اور اگر ہم سے کوئی سوال کرے کہ دس دس کے مساوی کیوں ہے اور دس پانچ سے متفاوت کیوں ہے ہم یہی جواب دیں گے کہ ایسا بالکل بدیہی امر ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ کمّیت اور مقدار قسمت یا مساوات اور لا مساوات کو اولاً اور بالذات قبول کرتے ہیں اور دیگر اشیاء ثانیاً اور بالعرض

مقولہ کم کی تقسیم

کم دو قسم ہے (۱) کم متصل (۲) کم منفصل

کم متصل: کہ اُس کے اجزاء کو تقسیم کرتے وقت اُن میں ایسی حدِ مشترک فرض کرنا صحیح ہو جس کا پہلی قسم کے لئے منتہیٰ ہونا اور دوسری قسم کے لئے مبدء ہونا درست ہو یعنی یہ کہنا درست ہو کہ پہلا یہاں پر ختم ہو رہا ہے اور دوسرا یہاں سے شروع ہو رہا ہے جیسے زمانہ کیونکہ دو وقتوں کے درمیان ایسا لمحہ اور آن فرض کرنا درست ہے جو پہلے وقت کا منتہی ہو اور دوسرے وقت کا مبدء

کم متصل کی تقسیم: کم متصل دو قسم ہے

(۱) **قارُ الذات** یعنی جس کے اجزاء وقتِ واحد میں جمع ہو سکیں

(۲) **غیر قارُ الذات** یعنی جس کے اجزاء وقتِ واحد میں جمع نہ ہو سکیں اور وہ زمانہ ہے

پھر کم متصل قارُ الذات تین قسم ہے

(۱) جسمِ تعلیمی (۲) سطح (۳) خط

(۱) **جسمِ تعلیمی:** یعنی ایسا جسم جس کو جسمِ عُنصری مادی اور جسمِ طبیعی کہا جاتا ہے کی کمّیت ،مقدار اور شکل وصورت کی تعلیم دینے اور بتانے کے وقت استعمال کیا جاتا ہو تا کہ اُس کے مطابق ایک قالَب (سانچہ، ڈائی) تیار کر لی جائے پھر جسمِ عُنصری کی تیاری اُس کے مطابق کرنا آسان ہو جائے

اسی لئے جسمِ تعلیمی کی تعریف میں کہا جاتا ہے جو تین جہتوں پر مشتمل ہو یا تین جہتوں میں لذاتہ تقسیم کو قبول کرے یعنی طول (لمبائی) عَرض (چوڑائی) عُمق (گہرائی ،ضخامت)

(۲) **سطح:** یعنی جو چوڑائی میں لذاتہ تقسیم قبول کرے

(۳) **خط:** جو فقط لمبائی میں لذاتہ تقسیم ہوتا ہو

کم منفصل: جس کے اجزاء میں بوقتِ تقسیم کوئی حدِّ مُشترک ثابت کرنا ممکن نہ ہو جو پہلے کے لئے منتہیٰ اور دوسرے کے لئے مَبدء ہو اور یہ فقط اعداد ہیں
اب کمّ کی کُل پانچ قسمیں حاصل ہوئی
(۱) کمّ منفصل (عدد) (۲) کمّ متصل غیر قارُّ الذات (زمانہ)
(۳) کمّ متصل قارُّ الذات جسمِ تعلیمی (۴) کمّ متصل قارُّ الذات سطح
(۵) کمّ متصل قارُّ الذات خط۔

فائدہ: نُقطہ فلاسفہ کے نزدیک خط کے منتہیٰ کا نام ہے لیکن یہ قضیہ مہملہ ہے کیونکہ اسی لئے تین شکلیں ایسی ہیں جن میں نقطہ خط کی بجائے سطح کی انتہاء بنتا ہے

فائدہ: وحدت کی تعریف ہے شیٔ کا ایسے امور کی طرف تقسیم نہ ہونا جو شیٔ کی ماہیت میں مشترک ہوں عام ازیں بالکل ہی تقسیم نہ ہوسکنا جیسے نقطہ یا تقسیم ہونا لیکن ایسے امور کی طرف جو حقیقت میں کل کے مخالف نہ ہوں جیسے زید کا اپنے اعضاء کی طرف منقسم ہونا اور کثرت کی تعریف ہے شیٔ کا ایسے امور کی طرف منقسم ہوسکنا جو ماہیت میں متساوی ہوں

خیال رہے نقطہ اور وحدت اور کثرت فلاسفہ کے نزدیک بھی یا تو وجود ہی نہیں رکھتے محض اعتباری چیزیں ہیں یا موجودات میں سے ہیں لیکن تمام موجودات مقولات عشر نہیں بلکہ اجناس عالیہ مقولات عشر میں بند ہیں لہٰذا کل مقولات کا عشر میں منحصر ہونا باطل نہیں ہوسکتا

فائدہ دیگر: متکلمین تمام کمّیات کو حقائق موجودہ فی الخارج سے نہیں سمجھتے کیونکہ وہ تو اعراض کی بلاواسطہ تقسیم ہی کے قائل نہیں تو عرض کی وجہ سے محل کی تقسیم کے کیسے قائل ہوسکتے ہیں بلکہ اُن کو اِعتباریاتِ صادِقہ سے سمجھتے ہیں اور خارج میں جسمِ طبیعی کے قائل ہیں اور جسمِ طبیعی کی ترکیب صورت اور مادہ (ہیولیٰ) سے نہیں مانتے بلکہ اجزاءِ فردہ

سے مانتے ہیں یعنی ایسے لطیف اور باریک اجزاء جو ناقابل تقسیم ہوں

فائدہ دیگر: فلاسفہ کے نزدیک قسمت (تقسیم) تین قسم ہے

(۱) حسّی، خارجی، فِعلی، اِنفکاکی (۲) وہمی (۳) فرضی، عَقلی

وہمی اور فرضی میں یہ فرق ہے کہ پہلی رُک جاتی ہے اور دوسری نہیں رُکتی کیونکہ وہم خیال کے تابع ہوتا ہے اور خیال حِس کے تابع ہوتا ہے تو وَہمی تقسیم اُس وقت تک جاری رہتی ہے جب تک خیالی اجزاء میں وہم کام کرتا رہتا ہے جب کہ فرضی تقسیم عَقل کا فعل ہے اور عقل ہمیشہ کُلیات کا اِدراک کرتا ہے لہٰذا کُلیات غیر متناہی کے ذریعے تقسیم کو غیر محدود بنا دیتا ہے

تمام شُد بحثِ کَمّ

مقولہ کیف کی بحث

کیف کی تعریف: یہ عربی کا وہی لفظ ہے جس کو حال دریافت کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے

لیکن فلاسفہ کی اصطلاح میں یہ ایک عَرض کا عَلَم ہے

کیف کی تعریف: یہ ہے وہ عَرض جس میں نسبت والا معنی نہ ہو اور نہ ہی لذاتہ قسمت کو قبول کرے یعنی اگر قسمت کو قبول کرے بھی تو ثانیا اور بالعرض قبول کرے جیسے مرکبات کا علم

سوال: بعض کیفیات ایسی ہیں جو نسبت والا معنی رکھتی ہیں جیسے علم اور قدرت کیونکہ علم کسی شیٔ کا ہوتا ہے اور قدرت کسی شیٔ پر ہوتی ہے لہٰذا علم کا تصور معلوم کے تصور پر موقوف ہے اور قدرت کا تصور مقدور کے تصور پر موقوف ہے اور یہی چیز نسبت کا معنی ہے اسی طرح دیگر کیفیات نفسانیہ شہوت، غضب وغیرہ

جواب: یہ توقف نہیں استلزام و استعقاب ہے یعنی توقف تصور تو یہ ہے کہ ایک شیٔ کا تصور دوسری کے بغیر نہ ہو اور یہ یہاں نہیں ہے اور استلزام و استعقاب تصور یہ ہے کہ ایک شیٔ کا تصور دوسری شیٔ کے تصور کو مستلزم ہو اور مستعقب ہو یعنی پہلی شیٔ کے تصور سے دوسری شیٔ کا تصور لازم ہو اور اس کے بعد متصل پایا جائے

مقولہ کیف کی تقسیم

کیفیات چار قسم ہیں:

(۱) کیفیات محسوسہ (۲) کیفیات نفسانیہ

(۳) کیفیات استعدادیہ (۴) کیفیات عارضہ برکمیات

وجہ حصر: کیفیت جب کسی چیز کو عارض ہوگی بواسطہ کمیت ہوگی یا نہیں اول کو کیفیتِ کمیہ کہتے ہیں ثانی پھر دو حال سے خالی نہیں کسی حسِّ ظاہری کے ساتھ محسوس ہوگی یا نہیں اول کو کیفیتِ محسوسہ کہتے ہیں ثانی پھر دو حال سے خالی نہیں اَجسامِ نفسانیہ کے ساتھ خاص ہوگی یا نہیں اول کو کیفیتِ نفسانیہ کہتے ہیں اور ثانی کو کیفیتِ اِستعدادیہ

کیفیات محسوسہ کی شرح: محسوسہ سے یہ مراد ہے کہ ان کا علم اور ادراک حواس خمسہ ظاہرہ سے ہوتا ہے لہذا جب ظاہری حواس پانچ ہیں تو ان سے محسوس ہونے والی کیفیات بھی پانچ ہیں

(۱) کیفیات محسوسہ بحس بصر: اور یہ تمام الوان ہیں یعنی رنگ جیسے سیاہی ،سفیدی ،سرخی ،زردی ،سبزی ،کبودی (نیلا رنگ) یہ چھ رنگ اصول الوان ہیں پھر ان کی ترکیب سے بہت سے رنگ پیدا ہوتے ہیں اور تمام اضواء (روشنیاں)

(۲) کیفیات محسوسہ بحس سمع: اور وہ تمام اصوات (آوازیں) ہیں اور آوازوں کی مختلف کیفیات

(۳) کیفیات محسوسہ بحس شمّ: اور وہ تمام خوشبوئیں اور بدبوئیں ہیں

(۴) کیفیات محسوسہ بحس لمس، مسّ: اور یہ امزجہ اربعہ یعنی حرارت ،برودت ،رطوبت

،یبوست اوران کے توابع جیسے خشونت ،ملاست ،ثقل ،خفّت

فائدہ: کیفیات محسوسہ ان میں سے بعض راسخ ہوتی ہیں جیسے خون کی سرخی اور بعض غیر راسخ ہوتی ہیں جیسے شرمندہ شخص کے چہرے کی سرخی اور خوف زدہ شخص کے چہرے کی زردی

اول کو **انفعالیات** کہتے ہیں یائے مبالغہ کے ساتھ اور دوسری قسم کو **انفعالات** کہا جاتا ہے

کیفیات نفسانیہ کی شرح: یہ وہ کیفیات ہیں جو اجسام نفسانیہ اور نفوس جسمانیہ کو عارض ہوتی ہیں جیسے علم ،جہل ،اعتقاد ،ظن ، شک ،وہم ،شجاعت ،جبن ،سخاوت ،بخل ،تقوی فسق ،خوف ،اطمینان ،غم ،خوشی ،دوستی ،دشمنی ،غیرت ،دیوثیت ،صحت ،مرض وغیرہ تمام اخلاق حسنہ اور تمام صفات حمیدہ جن کو فضائل کہا جاتا ہے اور تمام اخلاق سیئہ اور صفات ذمیمہ جن کو رذائل کہا جاتا ہے

کیفیات نفسانیہ دو قسم ہیں:

(۱) راسخہ: جو زائل نہ ہوں ان کو مَلَکات نفسانیہ کہتے ہیں جس کا مفرد ملکہ ہے تصوف کی اصطلاح میں اس کو مقام کہتے ہیں

(۲) غیر راسخہ: جو زائل ہو جائیں ان کو احوال نفسانیہ کہتے ہیں جس کا مفرد حال ہے

کیفیات استعدادیہ کی شرح: ان کو استعدادات افعال و انفعالات بھی کہتے ہیں اور قوت اور لاقوت بھی کہتے ہیں اگر کسی جسم میں دوسرے کے اثر کو آسانی کے ساتھ قبول کرنے کی صلاحیت ہو اس کو استعداد انفعال اور لاقوت کہتے ہیں جیسے جسم کی ملائمی اور لاغری اور جیسے مِمرَاضیَّۃ یعنی اَمراض کو جلدی قبول کرنے کی کیفیت اور اگر دوسرے

کے اثر کو دفع کرنے اور قبول نہ کرنے کی صلاحیت ہو تو اس کو استعداد فعل اور قوت کہتے ہیں جیسے صلابت یعنی جسم کی سختی اور مضبوطی اور مِصحاحیّۃ یعنی جسم کی قُوَتِ صحت و توانائی

کیفیات عارضہ برکمیات کی شرح: ان کو کیفیات مختصہ بالکمیات بھی کہتے ہیں یہ وہ کیفیات ہیں جو کمیات کو عارض ہوتی ہیں جیسے خط کی استقامت اور انحناء اور سطح کی استدارت اور استواء اور جسم کی تقعیر اور تقبیب اب خط سطح اور جسم تعلیمی کمیات ہیں اور صفات مذکورہ کیفیات ہیں جو ان کے ساتھ خاص ہیں

تمام شد بحث کیفیات

مقولہ این کی بحث

اس کی دو تعریفیں ہیں جو شروع میں گذر چکی ہیں جسم کا مکان میں حاصل ہونا۔ ایسی ہیئت جو جسم کو مکان کی بنسبت حاصل ہو یعنی مکان میں حاصل ہونے کی وجہ سے عارض ہو یعنی جب کوئی جسم کسی مکان میں موجود ہوتا ہے جسم اور مکان کے درمیان ایک نسبت اور تعلق پیدا ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے جسم کو متمکن یا مکین کہا جاتا ہے اور مکان کو اس کا حیِّز قرار دیا جاتا ہے لیکن دوسری **تعریف اولیٰ** ہے کیونکہ این اعراض نسبیہ میں سے ہے تو اس میں نسبت کے معنے کا وجود ضروری ہے اور وہ اس میں صاف لفظوں میں موجود ہے جبکہ پہلی تعریف میں نسبت کا مفہوم لازم ہے صراحتاً نہیں ہے

جسم کا لغوی اور اصطلاحی معنی: جسم کے معنی میں اہل لغت کا اختلاف ہے ابن درید نے فرمایا ہر شخص مُدْرَک جسم ہے یعنی محسوس ہونے والا ہیکل ازہری نے فرمایا بڑے جثے والے حیوانات کے بدن اور اعضاء کے مجموعے کا نام ہے دونوں قولوں میں فرق یہ ہوا کہ ابن درید کے نزدیک جسم حیوانات اور جمادات سب کا ہوتا ہے جبکہ ازہری کے نزدیک جسم حیوانات کے ساتھ خاص ہے ابو زید نے فرمایا جسم اور جسد مترادف ہیں لہٰذا ان کے نزدیک حیوان عاقل کے ساتھ خاص ہو گیا اور وہ انسان، ملائکہ، جنات ہیں جس طرح کہ جسد ان کے ساتھ خاص ہے اور جسد کا اطلاق غیر عاقل پر مجاز مرسل بعلاقہ مشابہت جیسے جسدا لہ خوار

اسی طرح اصطلاحی معنے میں بھی اختلاف ہے محققین، متکلمین فرماتے ہیں جسم وہ جوہر ہے جو قابل انقسام ہو چاہے ابعاد ثلاثہ رکھتا ہو یا نہ معتزلہ کا خیال یہ ہے کہ جسم طویل، عریض،

عمیق کو کہتے ہیں فلاسفہ کا وہم یہ ہے کہ جسم قابل ابعاد کو ثلاثہ کو کہتے ہیں لیکن مخفی نہیں کہ آخری دو تعریفوں کا مآل واحد ہے

این دو قسم ہے (۱) این حقیقی: شيَ کا جو مخصوص مکان ہو جس میں کوئی دوسری شيَ نہیں آسکتی اُس کے اندر حاصل ہونے سے جو ہیئت حاصل ہو

(۲) این مجازی: شيَ کا جو غیر مخصوص مکان ہو جس میں کوئی دوسری شيَ بھی آسکتی ہو جیسے کمرہ، حویلی، گلی، شہر اُس کے اندر حاصل ہونے سے جو شيَ کے لئے ہیئت حاصل ہو

مکان اور حیِّز کی تحقیق: بعض علماء کی نقل کے مطابق فلاسفہ کے نزدیک مکان اور حیِّز مترادف ہیں اور اِن کا معنیٰ ہے حاوی کی سطحِ باطن جو محوی کی سطحِ ظاہر کو چھوتی اور مس کرتی ہو لیکن بعض دیگر کی نقل کے مطابق حیِّز مکان سے اعمّ ہے اور یہاں فلاسفہ کا ایک دوسرا قول ہے کہ مکان

جب کہ متکلمین کے نزدیک مکان وہ چیز ہے جس پر مکین اعتماد کرے (یعنی ٹِک جائے) جیسے زمین چارپائی کے لئے اور یہ معنیٰ لُغوی معنیٰ (یعنی شيَ کے موجود ہونے کی جگہ) کے قریب ہے اور حیِّز اُس وہمی فراغ اور خلاء کو کہتے ہیں جس کو اُس میں پائی جانے والی شيَ پُر کرتی ہے دوسرے لفظوں میں خالی فضاء کا نام حیِّز ہے

تنبیہ: متکلمین این کے وجودِ حقیقی کے قائل ہیں باوجود اِس بات کے کہ وہ تمام اعراضِ نسبیّہ کو اِعتباری سمجھتے ہیں پھر اِس کو یعنی این کو چار قسم بناتے ہیں

(۱) اجتماع　　　(۲) اِفتراق

(۳) حرکت　　　(۴) سکون

اور اِن کو اکوانِ اربعہ کہتے ہیں وجہ حصر یہ ہے جو ہر کا کسی حیِّز میں حاصل ہونا کسی

دوسرے جوہر کی بنسبت معتبر ہوگا یا اُس کی اپنی ذات کی بنسبت اول پھر دو حال سے خالی نہیں دونوں جوہروں کے درمیان تیسرے جوہر کا آنا ممکن ہوگا یا نہیں اگر ممکن ہو تو وہ اِفتراق ہے ورنہ اِجتماع اور اِجتماع کی ایک ہی صورت ہوتی ہے جب کہ اِفتراق کی مُتعدد صورتیں واقع ہوسکتی ہیں جیسے قُرب، بُعد، مُجاوَرت جس کو بعض حضرات مُماسَت بھی کہتے ہیں۔

اور ثانی دو حال سے خالی نہ ہوگا اُس حیِّز میں آنے سے پہلے کسی اور حیِّز میں حاصل ہوگا یا نہیں اگر حاصل ہو تو اِس دوسرے حیِّز میں حاصل ہونے کو حرکت کہتے ہیں اور اُس پہلے حیِّز میں رہنے کو سکون کہتے ہیں

حرکت کے معانی:

(۱) قطع مسافت (۲) جسم کا مَبدء اور مُنتہیٰ کے درمیان ہونا

(۳) قوت سے فعل کی طرف تدریجاً نکلنا

حرکت کی محلِ حرکت کے اعتبار سے چار قسمیں ہیں

(۱) حرکتِ کمّیہ (۲) حرکتِ کیفیّہ

(۳) حرکتِ اَینیّہ (۴) حرکتِ وَضعیّہ

(۱) حرکت فی الکّمیات یعنی جسم کا ایک کمّت سے دوسری کمّیت کی طرف منتقل ہونا جیسے بڑھنا اور سُکڑنا یہ بھی ایک حرکت ہے جس کو حرکتِ کمّیہ کہتے ہیں

(۲) حرکت فی الکیفیّات جیسے پانی کا ٹھنڈا اور گرم ہونا یہ بھی ایک حرکت ہے اِس کو حرکتِ کیفیّہ کہتے ہیں اور اِستحالہ بھی کہتے ہیں یعنی ایک حال سے دوسرے حال میں

تبدیل ہو جانا

(۳) حرکت فی الاینیّات یعنی جسم کا ایک مکان سے دوسرے مکان کی طرف منتقل ہونا

(۴) حرکت فی الوضع یہ مُدَوَّر یعنی گول چیز کا ایک جگہ سے دوسری جگہ کی طرف مُنتقل ہونا ہے یعنی اپنے محور پر گھومتے رہنا جیسے حرکتِ افلاک عند الفلاسفہ اور حرکتِ آسیا اِس کو حرکتِ مُستدیرہ کہتے ہیں

تمام شد بحث این

مقولہ متیٰ کی بحث

متیٰ کی تعریف: یہ بھی پہلے گزر چکی ہے یعنی جسم کا کسی زمانے میں حاصل ہونا یا جسم کی وہ ہیئت جو اُس کو کسی زمانے کی بنسبت حاصل ہوتی ہے یعنی زمانے میں موجود ہونے کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے
یعنی جس وقت کوئی چیز کسی وقت میں موجود ہوتی ہے تو دونوں کے درمیان ایک نسبت اور تعلق قائم ہو جاتا ہے جس کی بنا پر ہم کہتے ہیں کہ یہ چیز متزمّن ہے زمانی چیز ہے اور یہ اُس کا زمانہ ہے یہاں پر بھی یہ کہنا پڑے گا کہ دوسری تعریف اولیٰ ہے بوجہ سابق۔ این کی طرح

متیٰ دو قسم ہے (۱) متیٰ حقیقی یعنی زمانہ متزمّن سے زائد نہ ہو جیسے لوگوں کا اپنی زندگی کی مُدت میں ہونا

(۲) متیٰ غیر حقیقی یعنی زمانے کا متزمّن سے زائد ہونا جیسے لوگوں کا کسی دور یا صدی یا ہزارہ میں ہونا اس کو عام زمانہ کہا جاتا ہے

(۳) شیٔ کے بعض اجزاء کی نسبت بعض کی طرف

تنبیہ: شرح مقولات عشر سجاعی میں متیٰ حقیقی کی مثال رمضان کے مہینے کی بنسبت روزوں کے دی ہے یہ صحیح نہیں
کیونکہ متیٰ کی تعریف میں جسم کا ذکر ہے اور روزے جسم نہیں ہیں

فائدہ جلیلہ: زمانے کی تعریف میں چھ (٦) اقوال ہیں:

(۱) **بعض متقدمین فلاسفہ**: زمانہ ایسا جوہر مجرد ہے جو بذاتہ عدم کو قبول نہیں کرتا یعنی (زمانہ قدیم ہے اس کو فنا نہیں ہاں زمانے میں واقع ہونے والی اشیاء کو فنا ہے) چشتی غُفِرَ لہ

(۲) **بعض فلاسفہ**: فلک اعظم کا نام زمانہ ہے

(۳) بعض دیگر فلاسفہ: فلک اعظم کی حرکت زمانہ ہے

(۴) اَرِسطو: فلک اعظم کی حرکت کی مقدار زمانہ ہے

(۵) اشاعرہ: متجدد معلوم جس سے متجدد غیر معلوم کا اندازہ کیا جاتا ہے جیسے آتیک عند طلوع الشمس اب طلوع شمس متجدد معلوم ہے یعنی حادث معلوم ہے اور متکلم کا آنا متجدد غیر معلوم ہے یعنی حادث غیر معلوم ہے اب اس غیر معلوم کا اس معلوم کے ساتھ اندازہ کرنے کا جو ذریعہ اور وسیلہ ہے وہ زمانہ ہے

(۶) متکلمین: متجدد کی متجدد کے ساتھ مقارنت یا کہیں مجہول کی معلوم کے ساتھ مقارنت جس طرح کہ بعض نے نقل کیا

چونکہ مقارنت اعتباری امر ہے تو اس معنے کے لحاظ سے زمانہ اعتباری شيَ بنے گا

تمام شُد بحثِ متیٰ

مقولہ اضافت کی بحث

اضافت کی تعریف: اِس کی بھی دو تعریفیں ہیں

(۱) نسبتِ متکررہ یعنی دو چیزوں کے درمیان ایسی نسبت ہو جس میں تکرار ہو بایں طور کے ہر ایک کا تعقل دوسرے کے تعقل پر موقوف ہو

(۲) دو چیزوں کے مابین ایسا تعلق کہ ہر ایک کا سمجھنا دوسرے کے سمجھنے پر موقوف ہو جیسے ابوت (پدری) بنوت (پسری)

سوال: یہ دور ہے اور دور باطل ہے **جواب:** دور دو قسم ہے

(۱) دور معی یعنی دونوں کے توقف کا وقت ایک ہو یہ جائز ہوتا ہے

(۲) دور سبقی یعنی ایک کا زمانہ مقدم ہو اور دوسرے کا مؤخر یہ باطل ہوتا ہے

نافعہ: مضاف فلسفی دو قسم ہے

(۱) مضاف حقیقی **(۲)** مضاف مشہوری

ان کی وضاحت یہ ہے کہ یہاں تین چیزیں

(۱) عارض **(۲)** معروض **(۳)** دونوں کا مجموعہ

یعنی ایک ہے مقولہ اضافت یہ عارض ہے دوسرا ہے اِس کا محل جس کو یہ عارض ہوتی ہے وہ معروض ہے اور تیسرا ہے اِن دونوں کا مجموعہ جیسے ابوت و بنوت یہ عارض اور صفت ہے اَب اور اِبن اس کا معروض اور محل ہے اور ابوت و بنوت اور اب و ابن کا مجموعہ عارض و معروض کا مجموعہ ہے اَب پہلا مضاف حقیقی ہے دوسرا اور تیسرا مضاف مشہوری ہے لیکن یہ امر واضح ہے کہ اب، ابن کی ذات مقولہ جوہر ہے ان کا مضاف ہونا ابوت و بنوت کی وجہ سے ہے۔ اس تقریر سے معلوم ہوا کہ اضافت کی سابقا مذکور تعریف مضاف حقیقی کی ہے

تمام شد بحثِ اضافت
مقولہ وضع کی بحث

وضع کے مختلف اِطلاقات ہیں

(۱) لغوی معنیٰ ہے نہادن، ترتیب ساختن، ساقط کردن، مرکب کردن

(۲) اہلِ عربیہ کا معنیٰ ہے تخصیص الشئ بالشئ الخ

(۳) اشارہ حسی کے ساتھ شیٔ کا مشار الیہ ہونا اس معنیٰ کے لحاظ سے نقطہ جو انتہائے خط ہوتا ہے وہ بھی صاحب وضع ہے

(۴) ایسی ہیئت جو جسم کے بعض اجزاء کی ایک دوسرے کی طرف نسبت کرنے اور ان کی امر خارجی کی طرف نسبت کرنے سے حاصل ہو

اس معنے کی وضاحت یہ ہے کہ جب انسان اعتدال اور استقامت کے ساتھ کھڑا ہو تو اس کے اجزاء متوازی اور متساوی ہوں گے اور جب منحنی ہوگا یعنی جھکے گا تو اس کے بعض اعضاء بعض دیگر اعضاء سے منحرف ہو جائیں گے تو اب اعتدال ایک وضع ہے اور انحناء دوسری وضع ہے جو جسم کے بعض اعضاء کی بعض کی طرف نسبت کرنے سے حاصل ہو رہی ہے اسی طرح جب آدمی دو مذکورہ حالتوں پر کھڑا ہوگا تو معتدل کھڑے ہونے کی صورت میں اس کا سر محیط عالم اور مرکز عالم کے قریب ہوگا اور منحنی کھڑے ہونے کی صورت میں اس کا سر محیط عالم سے بعید ہوگا اور یہی معنی ہے اجزائے انسانی کی امور خارجی کی طرف نسبت کرنے کا

تحقیق یہ ہے کہ مقولہ وضع دو نسبتوں سے مرکب نہیں ہوتا بلکہ دو نسبتیں اس کی علت ہیں اور وہ معلول ہے

خیال رہے: کہ سر کے مرکز عالم کے ساتھ قرب کو جہت فوق کہا جاتا ہے اور اس سے بعد

کو جہت تحت کہا جاتا ہے

جہت کی تعریف: ہے اشارہ حسیہ کا منتہیٰ یا حرکت مستقیمہ کا منتہیٰ

یاد رہے کہ کل جہات چھ(٦) ہیں اور مشہور یہ ہے ان میں سے دو جہتیں فوق اور تحت تبدیل نہیں ہوتیں اور باقی تبدیل ہو جاتی ہیں

ختم شد بحثِ وضع

مِلک کی بحث

مقولہ مِلک کی تعریف: اِس کو مقولہ جِدَ ۃ(وجد فلان وُجَدا وجِدَۃ،مال دار ہونا،جِدَۃ،دولت،قدرت،قابلیت) اور مقولہ لہ لام مِلک کے ساتھ بھی کہتے ہیں لہٰذا تینوں معنوں کو مآل ایک ہے

اور اِس کی تعریف یہ ہے: جسم کی ایسی ہیئت جواُس کو ایسی شيَ کی بنسبت حاصل ہو جو شيَ اُس کے کُل کو یا اُس کے بعض کو محیط ہو اور جسم کے اِنتقال کے ساتھ وہ بھی منتقل ہو جیسے انسان اور کسی حیوان کی کھال یہ کُل جسم کو محیط کی مثال ہے اب جدھر انسان یا حیوان جاتا ہے اُس کی کھال اُس کے ساتھ جاتی ہے اور جیسے انسان کے بدن پر قمیص شلوار،عمامہ یہ بعض جسم کے محیط کی مثال ہے اب جدھر انسان جاتا ہے اُس کا لباس اُس کے ساتھ جاتا ہے اسی طرح جوتا پاؤں میں اور ڈنڈا وغیرہ ہاتھ میں

خیال رہے: اِس رسم میں دو چیزوں کا ہونا ضروری ہے

(۱) کُل یا بعض کا احاطہ

(۲) مذکورہ نوعیت کا اِنتقال لہٰذا قمیص یا شلوار سر پر رکھ لینے سے مقولہ مِلک پیدا نہیں ہو گا کیونکہ احاطہ نہیں

اور مکان میں بیٹھنے سے بھی مقولہ جِدَ ۃ پیدا نہیں ہو گا کیونکہ انتقال نہیں

ختم شد بحث ملک

بحث فعل وانفعال

مقولہ فعل کی تعریف: اس کو ان یفعل بھی کہتے ہیں

اس کی تعریف یہ ہے: ایک شیٔ کا دوسری شیٔ میں اثر کرنا جس کو تاثیر کہتے ہیں جب تک پہلی شیٔ دوسری میں مؤثر رہے جیسے آگ کا پانی کو گرم کرنا جب تک پانی کو آگ گرم کرتی رہے تو اس کی پانی میں گرم کرنے کی تاثیر کو فعل یا ان یفعل کہنا ہے

مقولہ انفعال کی تعریف: اس کو ان ینفعل بھی کہتے ہیں اس کی تعریف یہ ہے ایک شیٔ کا دوسری شیٔ سے اثر قبول کرنا جس کو تاثر کہا جاتا ہے جب تک دوسری شیٔ متاثر رہے یعنی اثر قبول کرتا رہے جیسے پانی کا آگ سے گرمائش لینا جب تک گرمائش لیتا رہے گا اس کی یہ ہیئت مقولہ انفعال ہے

ختم شد بحث مقولات عشر

تمام شد فن منطق
بعون اللہ تعالی
فالحمد للہ علی اتمامہ

فضل احمد چشتی مہروی لاہوری
بتاریخ
جمعۃ المبارک 15 ذیقعدہ
1442ھ
مطابق 25-11-2021

مؤلف کی دیگر کتب
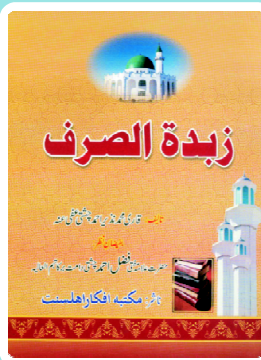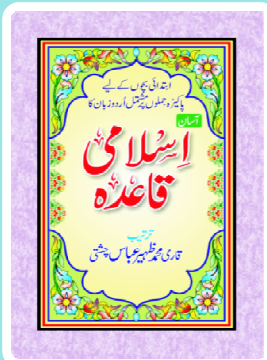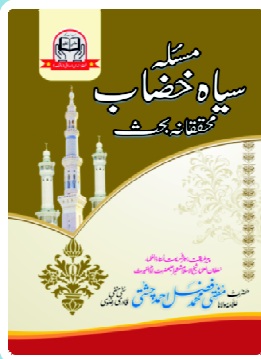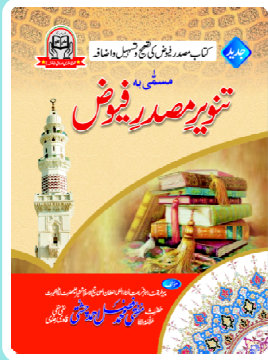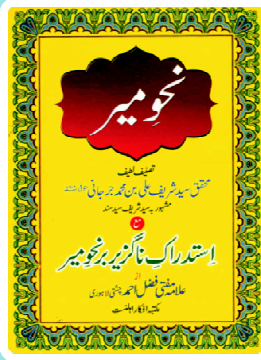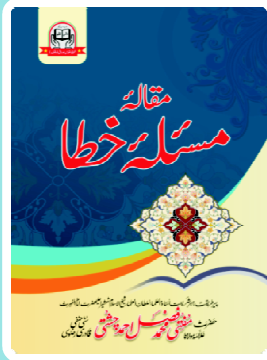
مولانا قاری ظہیر عباس چشتی 0300-4584664